فہم القرآن سیریز نمبر 1

پارہ 24

فَمَنْ اَظْلَمُ

عجبا قرآنا

سوال و جواب کی صورت میں

قرآن مجید کی ہر آیت کی وضاحت

نگہت ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُرۡاٰنًا عَجَبًا

نگہت ہاشمی

قُرۡاٰنًا عَجَبًا

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : "قُرْاٰنًا عَجَبًا" (پارہ 24)
مصنفہ : نگہت ہاشمی
طبع اول : مئی 2018ء
تعداد : 2100
ناشر : النور انٹرنیشنل
لاہور : H-102 گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور
فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301
کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی
فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42
فیصل آباد : A-121 فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
فون نمبر : 03364033050, 041-8759191
ای میل : sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ : www.alnoorpk.com
فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

فہرست

رکوع ❖	1	9
رکوع ❖	2	19
رکوع ❖	3	34
رکوع ❖	4	47
رکوع ❖	5	55
سورۃ المومن		63
رکوع ❖	6	63
رکوع ❖	7	75
رکوع ❖	8	85
رکوع ❖	9	93
رکوع ❖	10	104
رکوع ❖	11	117
رکوع ❖	12	127
رکوع ❖	13	134
رکوع ❖	14	143
سورۃ حم السجدہ		148
رکوع ❖	15	148
رکوع ❖	16	154
رکوع ❖	17	163
رکوع ❖	18	170
رکوع ❖	19	177
آخری آیات		192

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابتدائیہ

قرآن مجید کوانسان کے قلب وذہن اور زندگی میں اُتارنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو طریقے اختیار کیے ہیں، اُن میں سے ایک اہم طریقہ سوال وجواب کا ہے۔ مثلاً سورۃ المدثر میں اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں:

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾

''اور تمہیں کس نے خبر دی کہ دوزخ کیا ہے؟'' (27)

پھر اگلی ہی آیات میں جواب دیا جاتا ہے:

﴿لَا تُبْقِيْ وَ لَا تَذَرُ ۝٢٨ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝٢٩ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝٣٠﴾

''نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وُہ چھوڑے گی۔ کھال کو جھلسا دینے والی ہے۔ اُس پر انیس فرشتے مقرر ہیں''

سورۃ البلد میں اللہ تعالیٰ خود ہی سوال اُٹھا کر جواب دیتے ہیں:

﴿وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝١٢ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝١٣ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝١٤ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝١٥ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝١٦ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝١٧﴾

''اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کا چھڑانا یا کسی بھوک والے دن کھانا کھلانا، کسی رشتے دار یتیم کو یا خاک نشین محتاج کو، پھر یہ کہ وُہ اُن لوگوں میں ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی نصیحت کی''

سوال آدھا علم ہے۔ سوال جب اُٹھایا جاتا ہے تو ذہن متوجہ ہو جاتا ہے پھر جب جواب آتا ہے تو اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کثرت سے اس طریقے کو استعمال فرماتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے بیان کیا:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ؟

قَالَ: فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ (صحیح بخاری:6442)

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اُس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا)

اور اس نے جو (مال) پیچھے چھوڑا، وہ اس کے وارث کا مال ہے۔''

ہر آیت میں غور وفکر کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں لیکن انسان عام طور پر انہیں نظر انداز کر کے گزر جاتا ہے۔ یہ پہلو سوال کی صورت میں سامنے آئیں تو انسان رُک کر سوچتا ہے۔ سوال وجواب کے انداز میں سیکھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ انسان کو سوالوں کے جواب مل جائیں تو اطمینان ہو جاتا ہے اور دل جمتا ہے۔

قران حکیم کو سوال وجواب کی صورت میں **قُرْاٰنًا عَجَبًا** کے نام سے مرتّب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر آیت کے اہم پہلوؤں کو سوال کی صورت میں اُٹھایا ہے اور نکات (Points) کی صورت میں ان کا جواب قرآن حکیم ہی سے لینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ اس طرح اہم نکات (Tips) پر آجاتے ہیں، وہ نکات جن پر انسان عام طور یا تو سوچتا نہیں یا پھر ویسے ہی گزر جاتا ہے۔ قرآن مجید کو اِس انداز میں پڑھ کر ہر وہ شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو قرآن کے راستے کا مسافر بننا چاہتا ہے۔ اگرچہ سوال وجواب کے طریقے سے شعور بیدار ہوتا ہے لیکن ایک انسان کا علم محدود ہے، سمجھ محدود ہے، فرشتوں کی بات کو سامنے رکھیں تو اپنے علم کی حقیقت سامنے آتی ہے۔

﴿سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾

''آپ پاک ہیں جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ علم نہیں

یقیناً آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمال حکمت والے ہیں'' (البقرہ:32)

میں ان سب افراد کی بہت ممنون ہوں جن لوگوں نے اس کاوش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ قارئین سے درخواست ہے غلطیوں کی نشاندہی ضرور کریں۔ اگر اس سے کوئی بھلائی نصیب ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھ لیں، آخرت کی فکر لاحق ہو جائے تو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں سے درگزر فرمائیں۔ آمین

دُعاؤں کی طلب گار

نگہت ہاشمی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رکوع نمبر1

﴿فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَهٗ ؕ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ﴾

''چنانچہ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا اور سچائی کو جھٹلایا جب وہ اُس کے سامنے آئی؟ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟'' (32)

سوال1: ﴿فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَهٗ ؕ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ﴾ ''چنانچہ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا اور سچائی کو جھٹلایا جب وہ اُس کے سامنے آئی؟ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟'' مشرک بڑے ظالم ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ﴾ ''چنانچہ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا'' رب العزت نے اپنے بندوں پر واضح فرمایا ہے کہ اس سے بڑا کوئی ظالم نہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرے جو اس کی عزت اور اس کے جلال کے لائق نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی اولاد بنانا، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنانا حالانکہ اللہ تعالیٰ اولاد سے بری ہے یا نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ وَالۡاِثۡمَ وَالۡبَغۡىَ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''آپ کہہ دیں یقیناً میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے جو اس سے ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق ظلم کو۔ اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرو جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل بھی نازل نہیں کی ہے اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر وہ بات کرو جس کا تم علم ہی نہیں رکھتے۔'' (الاعراف:33)

(2) ﴿وَ كَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَهٗ﴾ ''اور سچائی کو جھٹلایا جب وہ اُس کے سامنے آئی'' یعنی اس نے قرآن جیسی سچی کتاب کو، ہدایت اور دین حق کو جھٹلایا۔ حق کی تکذیب بہت بڑا ظلم ہے۔ اس نے حق کو رد کیا، جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔ ظلم در ظلم کیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَىَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ﴾ ''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اُس کو نصیحت کر رہا تھا، اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بلاشبہ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔'' (لقمان:13)

(3) ﴿اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ﴾ ''کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا'' رب العزت نے دھمکی دی ہے کہ کیا ایسے کافروں کے لیے جہنم کا ٹھکانہ نہیں ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

سوال2: سچے دین کو جھوٹا بنانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: سچے دین سے مراد اسلام ہے۔

(1) جس کی بنیاد عقیدے پر ہے یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے زندگی کی راہنمائی کے لیے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے کارندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجالاتے ہیں۔ اس دنیا کے خاتمے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال کا حساب کتاب لیا جائے گا نیک اعمال کرنے والوں کو جنت میں اور برے اعمال کرنے والوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ یہ آخرت کی زندگی ابدی ہوگی۔

(2) حرام سے اجتناب کرنا (3) صلہ رحمی کرنا وغیرہ سچا دین ہے یہ دین محمد ﷺ لے کر آئے اس کو جھوٹا بتانا۔

﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

''اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور اُس نے اُس کی تصدیق کی، یہی لوگ متقی ہیں'' (33)

سوال 1: ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ ''اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور اُس نے اُس کی تصدیق کی، یہی لوگ متقی ہیں'' کی صداقت لانے والے کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ ''اور جو شخص سچائی لے کر آیا'' صداقت لانے والے نبی ﷺ یا جبریل علیہ السلام ہیں۔

(2) یعنی جو اپنے قول و فعل میں سچا ہے۔ (3) ﴿وَصَدَّقَ بِهٖٓ﴾ ''اُس نے اُس کی تصدیق کی'' اس آیت میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکار شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خبروں اور احکامات کی تصدیق کرتے ہیں۔

(4) مسلمان قیامت کے دن تصدیق کریں گے کہ یہ قرآن ہمیں دیا گیا تھا! اور ہم اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔

(5) انسان کبھی کبھی صاحب صدق تو ہوتا ہے مگر وہ صدق کی تصدیق نہیں کرتا اس کا سبب کبھی تو اس کا متکبر ہونا ہوتا ہے اور کبھی اس کا سبب وہ حقارت ہوتی ہے جو وہ صدق لانے والے کے لیے اپنے اندر رکھتا ہے اس لیے مدح میں صدق اور تصدیق دونوں لازم ہیں پس اس کا صدق اس کے علم اور عدل پر دلالت کرتا ہے اور اس کی تصدیق اور اس کے تواضع اور عدم تکبر پر دلالت کرتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2339/3)

(6) ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ ''یہی لوگ متقی ہیں'' یعنی وہ تقویٰ کی صفت سے متصف ہیں جو نجات کا عنوان ہے۔ (فتح القدیر: 581/4)

سوال 2: سچے دین کی تصدیق کرنے والے سے مراد کون ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔

(2) اس سے مراد وہ تمام ایمان والے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لاتے ہیں۔

سوال 3: متقی لوگ کون ہیں؟

جواب: (1) جو سچے دین کی تصدیق کرے۔ (2) جو سچے دین کی دعوت دے۔

﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''اُن کے لیےاُن کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں گے، نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے'' (34)

سوال 1: ﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''اُن کے لیےاُن کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں گے، نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے'' جنت میں وہ جو چاہیں گے پائیں گے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ ''اُن کے لیےاُن کے رب کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں گے'' یعنی متقی لوگ جنت میں جو چاہیں گے پائیں گے۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس ایسا بدلہ ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے حاشیہ خیال میں آیا۔

(2) ﴿ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے'' یعنی یہ ان کی جزا ہے جو اعتقاد، قول اور عمل میں خالص ہیں۔

(3) یہ لوگ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرتے ہیں گویا وہ اسے دیکھتے ہوں اور اگر وہ نہیں دیکھتے تو ان کا رب تو انہیں دیکھتا ہے۔ دوسری طرف محسن اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ حسن معاملہ اور بھلائی کرتے ہیں۔

سوال 2: محسن کسے کہتے ہیں؟

جواب: (1) جو ہر نیک عمل کو اچھے طریقے سے کرتا ہے (یعنی خشوع وخضوع سے مراد سنت کے مطابق کرنا)۔

(2) جو نیکیاں کرتا ہے۔ (3) جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ (4) جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

سوال 3: محسنین کی چاہت کیا ہوتی ہے؟

جواب: (1) گناہوں کی معافی (2) درجات کی بلندی (3) جنت میں داخلے کے بعد ہر مطلوبہ چیز کا مل جانا۔

﴿لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''تاکہ اللہ تعالیٰ اُن سے وہ بدترین عمل دور کردے جو اُنہوں نے کیے اور اُنہیں اُن بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر دے جو وہ کیا کرتے تھے'' (35)

سوال: ﴿لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ اُن سے وہ بدترین عمل دور کردے جو اُنہوں نے کیے اور اُنہیں اُن بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر دے جو وہ کیا کرتے تھے'' مومنوں

کے برے اعمال کی جگہ اچھے اعمال لے لیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا﴾ ''تا کہ اللہ تعالیٰ اُن سے وہ بدترین عمل دور کردے جو اُنہوں نے کیے'' اللہ تعالیٰ کا متقیوں پر یہ بھی فضل ہوگا کہ ان کے برے اعمال مٹا کر انہیں اچھے اعمال کا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ﴾ ''یہی لوگ ہیں ہم ان سے سب سے اچھے عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کیے اور اُن کی برائیوں سے ہم درگزر کرتے ہیں، جنت والوں میں (ہوں گے)، سچے وعدہ کے مطابق جو ان سے کیا جاتا تھا۔'' (الاحقاف:16)

(2)﴿وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور اُنہیں اُن بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر دے جو وہ کیا کرتے تھے۔'' یعنی ان کی نیکیوں اور ان کے تقویٰ کی وجہ سے ان کو پورا پورا بدلہ ملے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوئی تو اس کو دوگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔'' (النسا:40)

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾

''کیا اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ اور یہ لوگ اُس کے سوا آپ کو دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اُسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں'' (36)

سوال 1: ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ اور یہ لوگ اُس کے سوا آپ کو دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اُسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں'' عبادت گزاروں کو اللہ تعالیٰ کافی ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کافی ہے جو اس پر توکل کرتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کے تمام دینی اور دنیاوی امور میں ان کے لیے کافی ہوگا۔ آپ ﷺ کے دشمنوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مدد کرے گا۔ آپ ﷺ کا مقام بلند ہے وہ آپ ﷺ کا ذکر بھی بلند کرے گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ''اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔'' (الم نشرح:4)

(3)﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ﴾ ''پھر اُن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ تم کو کافی ہے۔'' (البقرۃ:137)

(4)﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اے نبی! تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔اور مومنوں میں سے ان کے لیے بھی جنہوں نے تمہاری پیروی کی ہے۔'' (الانفال:64)

(5)﴿وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ ''اور یہ لوگ اُس کے سوا آپ کو دوسروں سے ڈراتے ہیں'' یعنی مشرک اللہ تعالیٰ کے رسول کو خود ساختہ بتوں سے ڈراتے ہیں، وہ مومنوں کو بھی ان سے ڈراتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ﴾ ''اور میں ان سے کیسے ڈر جاؤں جن کو تم نے شریک بنایا ہے؟ جب کہ تم ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے نہیں ڈرتے۔'' (الانعام:81)

(6)﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ ''اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اُسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں'' مشرکوں کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کردیا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اسے کون ہدایت کے راستے پر لا سکتا ہے۔

سوال 2: جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت کیوں نہیں دے سکتا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے پاس سارے اختیارات ہیں وہ جو چاہے کرسکتا ہے اس کا مقابلہ کرنے کا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ ہدایت اور گمراہی بھی اسی کے ہاتھ میں ہے جب وہ کسی کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرلے تو اس کے ارادے کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ لہٰذا کوئی اللہ تعالیٰ کے گمراہ کیے ہوئے کا مددگار نہیں ہوسکتا۔

﴿وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ﴾

''اور اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے اسے پھر کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کیا اللہ تعالیٰ سب پر غالب، انتقام لینے والا نہیں ہے'' (37)

سوال 1:﴿وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے اسے پھر کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کیا اللہ تعالیٰ سب پر غالب، انتقام لینے والا نہیں ہے'' اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہوجاتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے اسے پھر کوئی گمراہ کرنے والا نہیں'' آپ ﷺ کو آپ کے رب نے ہدایت دی ہے۔ کوئی ایسا نہیں جو آپ کو کبھی گمراہ کرسکے۔ (ایسر التفاسیر:1337)

(2) ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے گمراہ کردے۔ جو وہ چاہتا ہے وہ ہوجاتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

(3)﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ سب پر غالب، انتقام لینے والا نہیں ہے'' کیا اللہ تعالیٰ اپنے کام پر کمال درجے کا

غلبہ رکھنے والا نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے سخت نہیں ہے؟

(4) یعنی وہ کامل قہر اور غلبے کا مالک ہے جس کے ذریعے سے وہ ہر چیز پر غالب ہے اس غلبہ وقہر کی بنا پر وہ اپنے بندے کے لیے کافی ہے اور اس سے ان کی سازشوں اور مکروفریب کو دور کرتا ہے۔ جو اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں اس سے انتقام لیتا ہے اس لیے ان تمام امور سے بچو جو اس کی ناراضی کے موجب ہیں۔ (تفسیر سعدی:2340/3)

(5) اللہ تعالیٰ ہدایت اور گمراہی پر اپنے اختیار سے اپنے غلبے کا اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے یعنی نہ تو انسان خود نہ اس کائنات میں کوئی اور انسان کی ہدایت یا گمراہی پر کوئی اختیار رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے ارادوں سے انسانوں کے معاملے پر غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذی انتقام ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر لوگ کفر سے اور دشمنی سے باز نہ آئیں تو وہ اپنے دوستوں کی حمایت میں ان سے انتقام لے گا اور انہیں ایسے انجام تک پہنچائے گا جو عبرتناک ہو۔

سوال 2: جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کیوں نہیں کر سکتا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سارے اختیارات ہیں۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ گمراہی کے اندھیروں سے نکالنے کا ارادہ کر لے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا یعنی اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کا ارادہ چلتا ہے نہ کسی کے پاس کوئی اختیار ہے۔

﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ قُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ﴾

’’اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ آپ کہہ دیں تو کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لے تو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو کیا وہ اُس کے نقصان کو ہٹانے والی ہیں؟ یا وہ مجھ پہ رحمت کا ارادہ کرے تو کیا یہ اُس کی رحمت کو روکنے والی ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں‘‘ (38)

سوال 1: ﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ﴾ ’’اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے‘‘ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ﴾ ’’اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا‘‘ یعنی اگر آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق کون ہے؟

(2)﴿لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ ''تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے'' وہ ثابت نہیں کر پائیں گے کہ ان کی تخلیق میں خود ساختہ معبودوں کا قصہ ہے اس لیے اقرار کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق ہے۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں، نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دور کر سکتے ہیں، نہ اس کا عذاب ہٹا سکتے ہیں۔ ان میں کوئی قدرت نہیں ہے۔

سوال 2:﴿قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ﴾ ''آپ کہہ دیں تو کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو کیا وہ اُس کے نقصان کو ہٹانے والی ہیں؟ یا وہ مجھ پہ رحمت کا ارادہ کرے تو کیا یہ اُس کی رحمت کو روکنے والی ہیں'' خود ساختہ معبود نفع ونقصان پر اختیار نہیں رکھتے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''آپ کہہ دیں تو کیا تم نے دیکھا کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو'' اے نبی ﷺ ان جھوٹے معبودوں کی بے بسی ثابت کرتے ہوئے کہہ دیں کہ کبھی تم نے غور کیا ہے کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔

(2)﴿اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ﴾ ''اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے'' اگر اللہ تعالیٰ نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے۔

(3)﴿هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ﴾ ''کیا وہ اُس کے نقصان کو ہٹانے والی ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ جو تکلیف پہنچائے اس کا یہ کوئی ازالہ کر سکتے ہیں؟

(4)﴿اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ﴾ ''یا وہ مجھ پہ رحمت کا ارادہ کرے'' اگر وہ میرے ساتھ رحمت کا معاملہ کرے، صحت، عافیت، مالی یا کوئی دنیاوی فائدہ دینا چاہے۔

(5)﴿هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ﴾ ''تو کیا یہ اُس کی رحمت کو روکنے والی ہیں'' یعنی یہ خود ساختہ معبود اللہ تعالیٰ کی رحمت کو مجھ تک پہنچنے سے روک سکتے ہیں؟ وہ یہی جواب دیں گے کہ ہمارے معبود نہ نقصان کو دور کر سکتے ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ہٹا سکتے ہیں۔ دلیل واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ہی کائنات کا خالق ہے، نفع ونقصان اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ خود ساختہ معبود نقصان پہنچانے یا رحمت روکنے سے عاجز ہیں تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی کفایت کے لیے دعا کرتے ہوئے کہہ دیں۔

(6)﴿قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کفایت کا مالک ہے وہ میرے سارے معاملات میں میرے لیے کافی ہے۔

(7)﴿عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾ ''بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں'' یعنی توکل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بھروسے کے لیے کافی ہے۔(8) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد

طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔" (ترمذی:2516)

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو شرک سے پاک کرنے کے لئے اُن کے شعور کو کیسے بےدار کیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نقصان پہنچانا چاہے تو کیا وہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا جاتا ہے اُس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اگر اللہ تعالیٰ رحمت کا ارادہ کر لیں تو یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟

(2) اللہ تعالیٰ نے ان دو سوالوں سے عقل انسانی کو عاجز کر دیا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے جب ان سے یہ سوال کیے تو انہوں نے کہا کہ واقعی وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ٹال نہیں سکتے لیکن وہ سفارش کر سکتے ہیں۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے ان سوالات سے انسان کو اپنی ذات کے بارے میں کیا شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں یہ شعور دلایا ہے کہ اس کائنات میں ایک ارادہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی ارادہ نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کیا ہے کہ سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اس کائنات میں جس کے پاس جو اختیار ہے اُس کا ذاتی نہیں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا سب بے اختیار ہیں اس لیے نہ رحمت کسی کے اختیار سے ہو سکتی ہے نہ کسی اور کے پاس رحمت کو روکنے کا یعنی نقصان پہنچانے کا اختیار ہے پھر ایک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انسان بے اختیار ہستیوں کی طرف کیوں رجوع کرتے ہیں؟

سوال 5: توکل کرنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے پاس سارے اختیارات ہیں۔ اُس ایک کا ارادہ ساری کائنات میں چلتا ہے۔ اُس کے سوا کسی پر بھروسہ کرنے کا فائدہ نہیں اس لیے اہل ایمان صرف اُس پر توکل کرتے ہیں اُس کے سوا کسی پر اُن کا اعتماد نہیں ہے۔

﴿قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾

"آپ کہہ دیں کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرو، یقیناً میں بھی عمل کرنے والا ہوں، پھر جلد ہی تم جان لو گے" (39)

سوال: ﴿قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ "آپ کہہ دیں کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرو، یقیناً میں بھی عمل کرنے والا ہوں، پھر جلد ہی تم جان لو گے" میں اپنے دین پر قائم ہوں، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ﴾ "آپ کہہ دیں کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرو" اے رسول ﷺ! آپ ان سے

کہہ دیں اے میری قوم! تم جس حال میں رہنے پر راضی ہو اس کے مطابق عمل کرتے رہو یعنی خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے رہو۔

(2) ﴿اِنِّيْ عَامِلٌ﴾ ''یقیناً میں بھی عمل کرنے والا ہوں'' میں اپنے دین پر قائم ہوں اور تمہیں بتوں کی بندگی چھوڑنے کی دعوت دیتا رہوں گا۔

(3) ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''پھر جلد ہی تم جان لو گے'' یعنی جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انجام اچھا ہے۔

﴿مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ﴾

''کس پر ایسا عذاب آتا ہے کہ وہ اُسے رُسوا کر دے گا؟ اور کس پر وہ عذاب آ پڑتا ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے'' (40)

سوال 1: ﴿مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ﴾ ''کس پر ایسا عذاب آتا ہے کہ وہ اُسے رُسوا کر دے گا؟ اور کس پر وہ عذاب آ پڑتا ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے'' کون عذاب کا مستحق بنے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ﴾ ''کس پر ایسا عذاب آتا ہے کہ وہ اُسے رُسوا کر دے گا؟'' یعنی کس پر ایسا عذاب آتا ہے جو دنیا میں اسے رسوا کر دے یعنی قتل، قید، بھوک، قحط وغیرہ۔

(2) ﴿وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ﴾ ''اور کس پر وہ عذاب آ پڑتا ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے'' اور قیامت کے دن کس کو ہمیشہ کے عذاب میں ڈالا جائے گا جو نہ کبھی ختم ہو گا نہ ہٹایا جائے گا۔ مشرکوں کے لیے سخت وعید ہے۔

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کو یہ کیوں کہا گیا کہ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ رسوائی کا اور ہمیشگی کا عذاب کس پر آتا ہے؟

جواب: (1) رسول اللہ ﷺ سے یہ بات اس لیے کہی گئی کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے؟

(2) رسول اللہ ﷺ سے یہ بات اس لیے کہی گئی کہ جس چیز کا فیصلہ دلائل نہ کر سکے حالات اسے ثابت کریں گے لہٰذا کچھ انتظار کرو۔ عنقریب فیصلہ ہو جائے گا۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ﴾

''یقیناً ہم نے آپ پر تمام انسانوں کے لیے حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے، چنانچہ جو سیدھے راستے پر چلے تو وہ اپنی جان کے لیے اور جو گمراہ ہو گا تو یقیناً وہ اپنے لیے گمراہ ہو گا آپ ان پر ہر گز کوئی ذمہ دار نہیں'' (41)

سوال 1: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ﴾ ''یقیناً ہم نے آپ پر تمام انسانوں کے لیے حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے'' اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کر کے حجت قائم کر دی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ﴾ ''یقیناً ہم نے آپ پر تمام انسانوں کے لیے حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے'' رب العزت نے آگاہ فرمایا ہے کہ اس نے کتاب ہدایت، رسولِ رحمت ﷺ پر نازل فرمائی ہے جس میں حق پر مشتمل احکامات گذشتہ قوموں کے واقعات اور خبریں ہیں۔ ہر اس شخص کے لیے جو جنت جانا چاہتا ہے، قرآن اس کے لیے راہ نما ہے۔ اسے سچا علم دیتا ہے اس کی زندگی کو جنت میں بسائے جانے کے قابل بنانے کے لیے عمل کا راستہ دکھاتا ہے جو قرآن کو راہ نما نہیں بنانا چاہتا ان پر رب العزت نے حجت قائم کردی۔ اب وہ رب کے پاس کوئی عذر پیش نہیں کر سکیں گے۔

سوال 2: ﴿فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ﴾ ''چنانچہ جو سیدھے راستے پر چلے تو وہ اپنی جان کے لیے اور جو گمراہ ہوگا تو یقیناً وہ اپنے لیے گمراہ ہوگا آپ ان پر ہرگز کوئی ذمہ دار نہیں'' اور گمراہی ہر ایک کے اپنے لیے ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿فَمَنِ اهْتَدٰى﴾ ''چنانچہ جو سیدھے راستے پر چلے'' جس نے قرآن کی راہ نمائی سے فائدہ اٹھایا، اس کا نفع مند علم حاصل کر کے اس پر عمل کیا۔ (2)﴿فَلِنَفْسِهٖ﴾ ''تو وہ اپنی جان کے لیے'' تو اس کا فائدہ اسی کو ہوگا۔

(3)﴿وَمَنْ ضَلَّ﴾ ''اور جو گمراہ ہوگا'' جو قرآن کے راستے سے بھٹک گیا۔

(4)﴿فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا﴾ ''تو یقیناً وہ اپنے لیے گمراہ ہوگا'' اس کی گمراہی کا نقصان اس کو ہے۔ وہ کسی اور کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(5)﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ﴾ ''آپ ان پر ہرگز کوئی ذمہ دار نہیں'' اے نبی ﷺ آپ ﷺ لوگوں کو ہدایت دینے کے ذمہ دار نہیں۔ آپ کا کام پیغام پہنچا دینا ہے خواہ کوئی قبول کرے یہ نہ کرے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ ''پھر شاید آپ اس کا کوئی حصہ چھوڑ دینے والے ہیں جو آپ کی جانب وحی کیا جاتا ہے یا اس پر آپ کا سینہ تنگ ہونے والا ہے کہ وہ کہیں گے اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اُتارا گیا؟ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ یقیناً آپ تو محض خبردار کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگران ہے۔'' (ھود:12) (6)﴿وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ﴾ ''اور جس کی ہم انہیں دھمکی دے رہے ہیں اگر اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو دکھا دیں یا واقعتاً ہم آپ کو اٹھا لیں تو بلاشبہ آپ کے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے حساب لینا ہے۔'' (الرعد:40)

سوال 3: یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کیوں کہی گئی کہ ہدایت کا نفع اور گمراہی کا وبال انسان کے اپنے لیے ہے اور تم ان پر وکیل نہیں ہو؟

جواب: یہ بات اس لیے کہی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کی ہدایت کی حرص تھی اور لوگ کفر پر ڈٹے ہوئے تھے اس لیے آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ اُن کو جبری ہدایت دینے کے پابند نہیں اگر یہ ہدایت کا راستہ اختیار کریں گے تو اپنے لئے نفع چاہیں گے اور اگر گمراہی

کا راستہ اختیار کریں گے تو خود نقصان اُٹھائیں گے آپ ﷺ ان پر وکیل نہیں۔

رکوع نمبر 2

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ جانوں کو اُن کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی اُن کو سونے کے وقت اپنے قبضے میں لے لیتا ہے پھر وہ اُسے روک لیتا ہے جس پر اُس نے موت کا فیصلہ کیا اور دوسروں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں'' (42)

سوال1: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ جانوں کو اُن کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی اُن کو سونے کے وقت اپنے قبضے میں لے لیتا ہے پھر وہ اُسے روک لیتا ہے جس پر اُس نے موت کا فیصلہ کیا اور دوسروں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے نافذ کرتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا﴾ ''اللہ تعالیٰ جانوں کو اُن کی موت کے وقت اپنے قبضے میں لے لیتا ہے'' رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ وہ ایک ہے جو نیند اور بے داری، زندگی اور موت میں اپنے فیصلے نافذ فرماتا ہے اور لوگوں پر پورا اختیار رکھتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ موت کے وقت روحوں کو قبض کر لیتا ہے۔ اس نے اس مقصد کے لیے فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں قبض کر لے گا۔'' (السجدہ:11)

(3) ﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ﴾ ''یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی ایک پر موت آتی ہے، ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔'' (الانعام:61)

(4) ﴿وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا﴾ ''اور جن کی موت نہیں آئی اُن کو سونے کے وقت اپنے قبضے میں لے لیتا ہے'' جب لوگ سوتے ہیں تو یہ نیند بھی عارضی موت ہوتی ہے تو وہ جسے نیند کے دوران موت نہیں آتی اس نفس کو اللہ رب العزت روک لیتا ہے۔

(5) سیدنا عبداللہ ابن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ نے، انہیں ان کے والد نے کہ جب سب لوگ سوئے اور نماز قضا ہو گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری روحوں کو جب چاہتا ہے روک دیتا ہے اور جب چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔ پس تم اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر وضو

کروآخر جب سورج پوری طرح طلوع ہوگیا اور خوب دن نکل آیا تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔'' (بخاری:7471)

(6)﴿فَيُمْسِكُ﴾ ''پھر وہ اُسے روک لیتا ہے'' یعنی دو میں سے اس نفس کو روک لیتا ہے۔

(7)﴿الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ﴾ ''جس پر اُس نے موت کا فیصلہ کیا'' جس پر حقیقی موت آتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر موت کا فیصلہ نافذ کر لیتا ہے اور اسے روک لیتا ہے یعنی جس کے لیے وہ موت کا ارادہ کرتا ہے اس جان کو قبض کر لیتا ہے اور اسے جسم میں واپس نہیں بھیجتا۔

(8)﴿وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''اور دوسروں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے'' یعنی دوسرا جسے موت نہیں آئی اسے ایک مقررہ وقت کے لیے بھیج دیتا ہے تاکہ اس کی زندگی کی مدت اور اور اس کے رزق کی تکمیل ہو۔ یعنی اگر وہ اس کی وفات کا ارادہ نہیں رکھتا تو اس جان کو واپس بھیج دیتا ہے، پھر وہ اپنے جسم میں لوٹ آتی ہے اور وہ ایک مقررہ وقت تک زندگی گزارتا ہے اور وہ اس کی زندگی کی انتہا ہے۔

(9)﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں'' یعنی روح کے قبض کرنے اور اسے واپس بھیجنے میں، زندگی اور موت میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ یہ کہ وہ پوری قدرت رکھنے والا ہے موت کے بعد زندگی دے گا جس کو مشرک جھٹلاتے ہیں اور یہ کہ جو ایسی عظیم قدرت والا ہے وہ حق رکھتا ہے کہ اسی کی اطاعت اور عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی قدرت کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کی موت سے اور ان کی نیند اور بے داری سے اپنی قدرت کا شعور دلایا ہے۔ اس کا مشاہدہ اور تجربہ انسان ہر روز کرتا ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی نیند سے اپنے غلبے اور اپنی قدرت کا شعور دلایا ہے کہ جس وقت انسان سوجاتا ہے تو اس کی روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکل جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے احساس اور ادراک کی یعنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ نیند گویا چھوٹی موت ہے جو انسان پر ہر روز طاری ہو جاتی ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے دار ہونے سے اپنی قدرت کا شعور دلایا ہے کہ جب انسان نیند سے گویا چھوٹی موت سے بے دار ہوتا ہے تو اس کی روح اس کے اندر لوٹا دی جاتی ہے اس سے اس کے حواس بحال ہو جاتے ہیں۔ سوچنے سمجھنے کی قوتیں بے دار ہو جاتی ہیں۔

سوال 3: جن روحوں پر موت کا حکم نافذ ہو جاتا ہے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے؟

جواب: انہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں روک لیا جاتا ہے ان پر موت طاری ہو جاتی ہے پھر وہ دوبارہ اس دنیا میں پلٹ کر اس وجود میں نہیں آسکتیں۔

سوال 4: جن روحوں پر موت کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا ان سے کیا معاملہ کیا جاتا ہے؟

جواب: جن پر موت کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا ان کی روحیں اس وقت تک کے لیے واپس ہوتی رہتی ہیں جب تک کہ ان کے لوٹ جانے کا وقت نہیں آجاتا۔

سوال 5: غور وفکر کرنے والوں کے لیے نینداور بے داری اور روحوں کو قبض کرنے میں کیا نشانیاں ہیں؟

جواب: (1) غور وفکر کرنے والوں کے لیے روحوں کو قبض کرنے اور لوٹانے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(2) اس میں یہ نشانی بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن مردوں کو یقیناً زندہ کرے گا۔

﴿اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلۡ اَوَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَمۡلِكُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّلَا يَعۡقِلُوۡنَ﴾

”کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کچھ سفارشی بنا لیے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اور کیا اگر چہ وہ نہ ملکیت رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھتے ہوں؟“ (43)

سوال 1: ﴿اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلۡ اَوَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَمۡلِكُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّلَا يَعۡقِلُوۡنَ﴾ ”کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کچھ سفارشی بنا لیے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اور کیا اگر چہ وہ نہ ملکیت رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھتے ہوں؟“ کیا وہ سفارش کے لیے غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں آیت کی روشنی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ﴾ ”کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کچھ سفارشی بنا لیے ہیں؟ رب العزت ان لوگوں پر ناراضی کا اظہار فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان سے مرادیں مانگتے ہیں، ان کو سفارشی بناتے ہیں۔

(2) رب العزت نے سوال کیا ہے کہ یہ غیر اللہ کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ان کی سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ کو ان سے راضی کر دیں گے حالانکہ کسی کو اس بات کا کوئی اختیار نہیں۔

(3) ﴿قُلۡ﴾ ”آپ کہہ دیں“ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ خود ساختہ معبودوں کے عبادت کا حق نہ رکھنے کی وضاحت کرتے ہوئے کہہ دیں۔

(4) ﴿اَوَلَوۡ كَانُوۡا﴾ ”کہ اور کیا اگر چہ رکھتے ہوں“ جن کو تم نے شریک بنا رکھا ہے، جن کو تم سفارشی سمجھتے ہو۔

(5) ﴿لَا يَمۡلِكُوۡنَ شَيۡـًٔا﴾ ”نہ ملکیت رکھتے ہوں“ وہ زمین وآسمان میں ذرہ برابر چیز کے بھی مالک نہ ہوں۔

(6) ﴿وَّلَا يَعۡقِلُوۡنَ﴾ ”اور نہ کچھ سمجھتے ہوں؟“ یعنی وہ عقل اور سمجھ بھی نہ رکھتے ہوں کہ اپنے عبادت گزاروں کی باتیں سمجھ لیں۔ کیا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں؟ یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ انہیں دیکھتے ہوں۔ وہ محض جمادات، پتھر مٹی ہیں اور جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

(7) کیا معبود بنانے والا جاہل، گمراہ اور کم عقل نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی قوت، قدرت، ملکیت، تصرف کے، اختیار کے، ایک بے حقیقت شے کو

اپنا معبود سمجھ بیٹھا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے سفارشی بنانے کو کیسے واضح کیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہوں نے جن کو اللہ کے سوا سفارشی مقرر کر رکھا ہے خواہ وہ کچھ اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں۔

(2) اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ شفاعت ہوتی کیا ہے کیونکہ وہ عقل نہیں رکھتے وہ پتھر ہیں یا بے خبر ہیں۔

﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ سفارش ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کے لیے ہے، پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے'' (44)

سوال 1: ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ سفارش ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کے لیے ہے، پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے'' اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں، اس کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ'' اے نبی! آپ ﷺ ان نادانوں سے کہہ دیں۔

(2) ﴿لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا﴾ ''سفارش ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے'' سارے معاملات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ سفارش تو اسی کی کارآمد ہوگی جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور وہ اپنے کسی مقرب بندے کو اجازت دے گا یعنی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں ہوگی۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اسی کی سفارش کی اجازت دے گا۔ مشرک سے اللہ تعالیٰ کبھی راضی نہیں ہوگا مشرک کی سفارش کوئی نہیں کرے گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ ''کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اُس کی جناب میں سفارش کرے۔'' (البقرہ:255)

(3) سفارش تو سب اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ کیونکہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ ہر سفارش کرنے والا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس، اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر رحم کرنا چاہتا ہے تو معزز سفارشی کو اپنے ہاں سفارش کرنے کی اجازت عطا کرتا ہے۔ یہ اس کی طرف سے ان دونوں پر رحمت ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے تحقیق فرمایا کہ شفاعت تمام تر اسی کا اختیار ہے۔ (تفسیر سعدی:2344/3)

(4) ﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کے لیے ہے'' سفارش کو اس مالک سے طلب کرو جو

زمین وآسمان کا مالک ہے نہ کہ اس کے غلام اور مملوک سے اور نہ بے عقل سے جو سفارش کے مفہوم اور معنی سے بھی لابلد ہو۔(ایسر التفاسیر:1339)

یعنی واجب ہے کہ جس کی ملکیت زمین وآسمان ہیں اس رب سے سفارش طلب کی جائے، اسی کے لیے عبادت کو خالص کیا جائے۔

(5)﴿ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے'' جب اس کے پاس جاؤ گے تو وہ اخلاص والوں کو کثیر ثواب عطا کرے گا اور شرک کرنے والوں کو ہمیشہ کے دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ملکیت اور اسی کی طرف لوٹائے جانے سے کس چیز کا شعور دلایا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنی ملکیت سے یہ شعور دلایا ہے کہ باقی سب بے اختیار ہیں۔

(2) اپنی طرف لوٹ جانے سے اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ تم نے اپنے کیے کا حساب دینا ہے۔ چاہو یا نہ چاہو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے تم اس بارے میں بے اختیار ہو لہٰذا جو زمین وآسمان کا مالک ہے جس کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے اس ایک اللہ تعالیٰ کی تم غلامی اختیار کر لو پھر تمہیں سفارشی اور عارضی سہارے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾

''اور جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل تنگ پڑتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تب وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں'' (45)

سوال 1: ﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''اور جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل تنگ پڑتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تب وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں'' مشرکوں کو توحید سے نفرت اور شرک سے رغبت ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ﴾ ''اور جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل تنگ پڑتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے'' رب العزت نے مشرکوں کی توحید سے نفرت کا ذکر فرمایا ہے کہ جب وہ لا الہ الا اللہ کو سنتے ہیں تو ان کے چہرے غصے، نفرت اور دل کی تنگی کا اظہار ہوتا ہے۔

(2) یعنی جب دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے اور جھوٹے معبودوں کو چھوڑنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس دعوت سے بدکتے اور نفرت اور غرور کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن سے

کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے۔(الصفت:35)

(3)﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا﴾ اور ہم نے ان کے دلوں پر کئی پردے بنا دیے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے۔اور جب آپ قرآن میں اپنے رب کا،اُسی ایک کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اپنی پیٹھوں پر بدکتے ہوئے پھر جاتے ہیں۔"(بنی اسرائیل:46)

(4)﴿وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ﴾ "اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے" رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ انھیں شرک سے کتنی رغبت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں،جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ کھل اٹھتے ہیں۔

(5)﴿اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ "تب وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں" وہ اپنے معبودوں کے ذکر کو غور سے سنتے ہیں،خوش ہوتے ہیں اور سر دھنتے ہیں کیونکہ شرک ان کی نفس کی خواہشات کے عین مطابق ہے۔یہ ان کے اللہ تعالیٰ کے حق کو بھول جانے کی وجہ سے ہے۔یہ بدترین حالت ہے۔جزا کے دن پتا چل جائے گا کہ معبود انہیں کیا فائدہ دے سکتے ہیں۔

سوال 2: کافروں کے دل ایک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟

جواب: کافروں کو آخرت کا یقین نہیں ہے وہ دنیا کی زندگی ہی کو حقیقی زندگی سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو بااختیار۔ایک اللہ تعالیٰ کی مان کر انہیں بے اختیار ہونا پڑتا ہے۔جب کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا جن کو پکارا جاتا ہے وہ بااختیار نہیں وہ ان سے جو چاہیں کہہ لیں نہ وہ سنتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں،نہ وہ ہدایت کا راستہ اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔اس طرح غیر اللہ کی عبادت سے انہیں اپنی مرضی پوری کرنے کا موقع ملا رہتا ہے اس لیے اکیلے اللہ تعالیٰ کے تذکرے سے بھی ان کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں۔

سوال 3: کافروں کے دل غیر اللہ کے تذکرے سے کیسے خوش ہو جاتے ہیں؟

جواب: جب کافروں سے یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے اور وہ کچھ اختیار رکھتا ہے یعنی مشکل کشائی یا حاجت روائی کر سکتا ہے تو مشرکوں کے دل بڑے خوش ہوتے ہیں۔

سوال 4: کیا آج بھی مسلمان غیر اللہ کے تذکرے پر خوش ہوتے ہیں؟

جواب: مسلمان آج بھی یا اللہ مدد کہنے سے اچھا محسوس نہیں کرتے۔"یا علی مدد" یا "یارسول اللہ مدد" یا اس کے علاوہ دوسروں کو پکارنے سے ان کے دل کھل اُٹھتے ہیں۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ

﴿فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کے جاننے والے! تُو اپنے بندوں کے درمیان اُس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے'' (46)

سوال 1: ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کے جاننے والے! تُو اپنے بندوں کے درمیان اُس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ ہی جھگڑوں کا فیصلہ فرمائے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلِ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے نبی ﷺ آپ انہیں دعا کرتے ہوئے کہہ دیں۔

(2) ﴿اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے!'' اے اللہ! زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے، ان کی تدبیر اور انتظام کرنے والے۔

(3) ﴿عٰلِمَ الْغَيْبِ﴾ ''غیب کے جاننے والے!'' جو نظروں سے، حواس سے ہمارے علم سے پوشیدہ ہے ان سب کو جاننے والے۔

(4) ﴿وَالشَّهَادَةِ﴾ ''اور حاضر کے جاننے والے!'' اور جو ہماری نظروں، حواس کے سامنے ہے اور جو ہمارے علم میں ہے۔

(5) ﴿اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ﴾ ''تُو اپنے بندوں کے درمیان اُس چیز کا فیصلہ کرے گا'' تو اپنے بندوں میں سے جو مومن ہیں اور کافر ہیں ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ (6) ﴿فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ ''جس میں وہ اختلاف کرتے تھے'' یعنی ہم آپ پر ایمان لائے، آپ کی ملاقات پر، آپ کی صفات پر، آپ کی عبادت، آپ کے وعدوں، آپ کی وعیدوں پر، ہماری راہ نمائی فرما دے جو حق کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں تو جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت دے سکتا ہے۔ یعنی دین کے امور، عقائد اور عبادات میں جو اختلاف ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1340)

(7) (i) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ ''یقینا جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی بن گئے اور صابی اور نصاریٰ اور مجوسی اور جنہوں نے شرک کیا، یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔'' (الحج: 17)

(ii) ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ (19) يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ (20) وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ (21) كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ "یہ دو جھگڑنے والے (گروہ) ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا ہے، تو جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے کپڑے کاٹے جا چکے، کھولتا ہوا پانی اُن کے سروں کے اوپر ڈالا جائے گا۔ جس سے وہ سب پگھلا دیا جائے گا جو ان کے پیٹوں میں ہوگا اور ان کی کھالیں بھی۔ اور اُن کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ جب کبھی وہ سخت گھٹن کی وجہ سے ارادہ کریں گے کہ جہنم سے نکلیں، وہ اس میں لوٹا دیے جائیں گے اور تم آگ کا عذاب چکھو۔ یقینا جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیکیاں کیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم ہوگا۔" (الحج:19-23)

(iii) ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ "جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک سے آلودہ نہیں کیا۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔" (الانعام:82)

(iv) ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ "کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اُس پر اللہ تعالیٰ نے یقینا جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔" (المائدہ:72)

(v) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے عموم تخلیق، عموم علم اور بندوں کے درمیان عموم حکم کا بیان تمام مخلوقات اس کی قدرت سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کا علم ہر شے کو محیط ہے اور دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا اور انہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ بندوں کے اچھے برے اعمال اور ان کی جزا و سزا اور اس کی تخلیق اس کے علم پر دلالت کرتی ہے۔ ﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ کیا وہی نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟ (ملک:14) (تفسیر سعدی:3/2345,2346)

(8) سیدنا ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کے شروع میں کیا پڑھتے؟ انہوں نے فرمایا کہ ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ "یا اللہ! پالنے والے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے (جبرائیل اور میکائیل دونوں رحمت کے فرشتے ہیں اور اسرافیل ان کے اور اللہ کے بیچ میں رسول ہیں) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ سیدھی راہ بتا جس میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اپنے حکم سے بیشک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ بتاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین)

سوال 2: اللہ تعالیٰ بندوں کے کن امور میں فیصلہ کرنے والا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ بندوں کے اختلافی امور میں فیصلہ کرنے والا ہے۔ جیسے توحید اور شرک۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کو فیصلہ کرنے کے لیے کن صفات سے پکارنے کے لیے کہا گیا؟

جواب: (1)﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔

(2)﴿عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ غیب اور حاضر کا جاننے والا۔

﴿وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾

''اور اگر واقعی اُن کے پاس جنہوں نے ظلم کیا، وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اُس کے ساتھ اُس کی مانند اور بھی ہو تو وہ قیامت کے دن کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے ضرور اُسے فدیے میں دے دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن پر وہ ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے'' (47)

سوال 1: ﴿وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ﴾ ''اور اگر واقعی اُن کے پاس جنہوں نے ظلم کیا، وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اُس کے ساتھ اُس کی مانند اور بھی ہو تو وہ قیامت کے دن کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے ضرور اُسے فدیے میں دے دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن پر وہ ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے'' قیامت کے دن بیش قیمت فدیہ قبول نہیں ہوگا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ ''اور اگر واقعی اُن کے پاس جنہوں نے ظلم کیا'' یعنی جنہوں نے شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم عظیم کیا ہے اور جو نافرمانیوں اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

(2)﴿مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ ''وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے'' یعنی زمین میں جو مال اور فدیے میں دینے کے لیے جو کچھ بھی زمین میں ہو سب کچھ دے دو۔

(3)﴿وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ﴾ ''اور اُس کے ساتھ اُس کی مانند اور بھی ہو'' اور فدیے میں دینے کے لیے زمین میں جتنا کچھ ہے اتنا ہی اور بھی ہو۔

(4)﴿لَافْتَدَوْا بِهٖ﴾ ''ضرور اُسے فدیے میں دے دیں گے'' سب کچھ فدیے میں دے دیں تاکہ وہ خود بچ جائیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے انکار کیا اور انکار کی حالت ہی میں مر گئے۔ اُن میں سے کوئی ایک زمین بھر سونا بھی اس کے فدیے میں دے تو قبول نہ کیا جائے گا'' (آل عمران: 91)

(5)﴿مِنۡ سُوۡٓءِ الۡعَذَابِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ﴾ ''تو وہ قیامت کے دن کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے''یعنی قیامت کے دن کے سخت ترین اور بدترین عذاب سے بچنے کے لیے اپنا سب کچھ اور جو زمین میں ہے اور اس جیسا اور بھی ہو تو فدیے میں دے کر خود کو بچانا چاہیں گے۔ان سے وہ سب کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔جیسا کہ فرمایا:﴿وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔـا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ﴾ ''اور ڈرو اُس دن سے جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کسی سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی''(البقرہ:48)ان میں سے کچھ بھی ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لیے کام آجائے۔جیسا کہ فرمایا:﴿يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ (۸۸) اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ (۸۹)﴾ ''جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ ہی بیٹے۔مگر جو اللہ تعالیٰ کے پاس سلامتی والے دل کے ساتھ آئے گا۔''(الشعراء:89,88)

(6)﴿وَبَدَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمۡ يَكُوۡنُوۡا يَحۡتَسِبُوۡنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن پر وہ ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے''یعنی انہیں تو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ ان کے گناہوں کا انجام اتنا بھیانک ہوگا اتنی بڑی ناراضی کا تو انہیں گمان بھی نہیں تھا۔

سوال 2:ظلم کرنے والے کل اپنے آپ کو بدترین عذاب سے بچانے کے لیے کیا کچھ فدیے میں دے دیں گے؟

جواب:ظلم کرنے والے وہ سب کچھ جو زمین پر ہے اور اس کے بعد اتنا ہی اور بھی ہو تو قیامت کے دن کے بڑے عذاب سے بچنے کے لیے فدیے میں دے دیں گے۔

﴿وَبَدَا لَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾

''اور جو اعمال انہوں نے کمائے ہیں اُن کی برائیاں اُن کے لیے ظاہر ہو جائیں گی اور وہ انہیں گھیر لے گا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے''(48)

سوال 1:﴿وَبَدَا لَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴾ ''اور جو اعمال انہوں نے کمائے ہیں اُن کی برائیاں اُن کے لیے ظاہر ہو جائیں گی اور وہ انہیں گھیر لے گا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے''عذاب انہیں گھیر لے گا،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَبَدَا لَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا﴾ ''اور جو اعمال انہوں نے کمائے ہیں اُن کی برائیاں اُن کے لیے ظاہر ہو جائیں گی''یعنی شرک،کفر،فسق اور نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر وہ امور ظاہر ہوں گے جو ان کو برے لگیں گے۔

(2)ان پر اپنے اعمال کے نتائج ظاہر ہو جائیں گے تو وہ شدید کرب اور عظیم غم میں مبتلا ہو جائیں گے۔

(3)﴿وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''اور وہ انہیں گھیر لے گا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے'' وہ عذاب اور وعید جس کا یہ مذاق اڑاتے تھے انہیں گھیر لے گا۔

سوال 2: انسان جو کچھ دنیا میں کرتا ہے اس کی برائیاں اس پر کیسے کُھل جائیں گی؟

جواب: (1) کل غیب کا پردہ پھٹ جائے گا اور حقیقت صاف نظر آنے لگے گی اس لیے برائیاں بھی کھل جائیں گی۔

(2) دنیا میں انسان جو حرام اور گناہ کے کام کرتا ہے کل ہر چیز کی سزا ان کے سامنے آجائے گی۔

﴿فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

''پھر جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے صرف علم کی بناء پر ہی دی گئی ہے بلکہ وہ آزمائش ہے لیکن اُن میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے'' (49)

سوال 1: ﴿فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''پھر جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے صرف علم کی بناء پر ہی دی گئی ہے بلکہ وہ آزمائش ہے لیکن اُن میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے'' مصیبت میں گڑگڑاتا ہے، نعمت ملے تو اتراتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا﴾ ''پھر جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے'' رب العزت نے انسانوں کی فطرت کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے جب انسان کو کوئی بیماری یا تکلیف پہنچتی ہے تو وہ مصیبت کو دور کرنے کے لیے گڑگڑاتا ہے دعائیں کرتا ہے، روتا دھوتا ہے۔

(2)﴿ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا﴾ ''پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتے ہیں'' یعنی جب ہم اس کی تکلیف دور کر کے اسے نعمت عطا کرتے ہیں تو اب وہ بغاوت اور سرکشی پر اتر آتا ہے اور کہنے لگتا ہے۔

(3)﴿قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ﴾ ''تو وہ کہتا ہے کہ مجھے صرف علم کی بناء پر ہی دی گئی ہے'' وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم کے سبب دیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہی تھا کہ میں اس کا اہل ہوں، میں جانتا تھا کہ میں اس کا حق دار ہوں۔

(4)﴿بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ﴾ ''بلکہ وہ آزمائش ہے'' رب العزت نے واضح فرمایا: نہ کسی کی برگزیدگی ہے، نہ علم یہ تو آزمائش ہے کہ کون شکر ادا کرتا ہے اور کون ناشکری کرتا ہے۔

(5)﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”لیکن اُن میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے“ اس لیے وہ فتنہ اور آزمائش کو اللہ تعالیٰ کی نوازش سمجھتے ہیں، ان کے سامنے خالص بھلائی اس چیز کے ساتھ مشتبہ ہو جاتی ہے جو بھلائی یا برائی کا سبب ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2347,2348)

(6) سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن عدی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، انھوں نے انہیں خبر دی کہ نبی ﷺ نے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین وہاں کا جزیہ لانے کے لئے بھیجا، نبی ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن الحضرمی کو امیر مقرر کیا تھا۔ جب سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے جزیہ کا مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کے متعلق سنا اور صبح کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جب نبی ﷺ جانے لگے تو وہ آپ کے سامنے آ گئے۔ نبی ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ ابوعبیدہ کے آنے کے متعلق تم نے سن لیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کچھ لے آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! نبی ﷺ نے فرمایا، پھر تمھیں خوشخبری ہو تم اس کی امید رکھو جو تمھیں خوش کر دے گی، اللہ کی قسم، فقر ومحتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمھارے متعلق ڈرتا ہوں بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کرو گے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمھیں بھی اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا۔ (بخاری:6425)

(7) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور جنگ احد کے شہیدوں کے لئے اس طرح نماز پڑھی جس طرح مردہ پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا آخرت میں میں تم سے آگے جاؤں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا، واللہ، میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا کہ) زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم! میں تمھارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے تمھارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔ (بخاری:6426)

(8) نبی ﷺ نے فرمایا: ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔“ (ترمذی: مشکوۃ)

سوال 2: نعمت ملنے پر انسان سرکشی کیوں اختیار کرتا ہے؟

جواب: (1) نعمت ملنے پر وہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو محسوس کرنے کی بجائے اسے اپنے علم اور دانائی کا نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔

(2) نعمت ملنے پر انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرا مقام اور مرتبہ بڑا ہے اس لیے مجھے یہ سب حاصل ہوا ہے۔

سوال 4: نعمتیں کس اعتبار سے آزمائش ہیں؟

جواب: نعمتوں میں اس لحاظ سے آزمائش ہے کہ انسان شکر ادا کرتا ہے یا ناشکری کرتا ہے۔

سوال 5: اکثر لوگ کس چیز سے لاعلم ہیں؟

جواب: اکثر لوگ اس بات سے لاعلم ہیں کہ انسان کو نعمتیں عطا کر کے اللہ تعالیٰ اس سے امتحان لیتے ہیں اور آہستہ آہستہ اسے انجام تک پہنچاتے ہیں۔

﴿قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

''بلاشبہ اُن سے پہلے لوگوں نے بھی یہ بات کہی تھی چنانچہ جو کچھ وہ کماتے تھے وہ اُن کے کسی کام نہ آیا'' (50)

سوال 1: ﴿قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اُن سے پہلے لوگوں نے بھی یہ بات کہی تھی چنانچہ جو کچھ وہ کماتے تھے وہ اُن کے کسی کام نہ آیا'' پہلے لوگوں نے انہیں ہلاک کروادیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''بلاشبہ اُن سے پہلے لوگوں نے بھی یہ بات کہی تھی'' پہلے لوگوں نے اس طرح کی بے بنیاد باتیں کیں۔ (2) جو لوگ مال کے بارے میں، زندگی کے بارے میں بے بنیاد نظریہ رکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اقرار نہیں کرتے۔ وہ اسکا حق بھی تسلیم نہیں کرتے۔ گزشتہ قوموں کی باتوں نے انہیں اس طرح ہلاک کروادیا۔

(3) ﴿فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''چنانچہ جو کچھ وہ کماتے تھے وہ اُن کے کسی کام نہ آیا'' یعنی جب ان پر ان کے اعمال کی وجہ سے عذاب آیا تو ان کی کمائی، ان کا جتھہ ان کے کام نہ آیا۔ آج کے لوگ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے تو ان کی کمائی کا وبال بھی ان پر آپڑے گا۔

سوال 2: پہلے لوگوں میں سے کس نے کہا تھا کہ میں سب کچھ اپنے علم کی بنیاد پر دیا گیا ہوں؟

جواب: یہ بات قارون نے کہی تھی کہ مجھے جو کچھ دیا گیا ہے میرے علم کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔

سوال 3: کیا پھر ان کی کمائی کسی کام آئی؟

جواب: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنی محنت کا نتیجہ سمجھتے ہیں ان کی کمائی ان کے کسی کام نہیں آتی۔ مثلاً قارون کو ان کے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔

﴿فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾

''تو اُن پر وبال آپڑا جو انہوں نے کمایا اور ان میں سے بھی جنہوں نے ظلم کیا، جلد ہی اِن پر بھی وبال آپڑے گا جو انہوں نے کمایا اور وہ عاجز کر دینے والے نہیں ہیں'' (51)

سوال 1: ﴿فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ﴾ ''تو اُن پر وبال آ پڑا جو انہوں نے کمایا اور اِن میں سے بھی جنہوں نے ظلم کیا، جلد ہی اِن پر بھی وبال آ پڑے گا جو انہوں نے کمایا اور وہ عاجز کر دینے والے نہیں ہیں'' اعمال کے نتائج سامنے آ کر رہتے ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا﴾ ''تو اُن پر وبال آ پڑا جو انہوں نے کمایا'' ان کی کمائی کا وبال ان پر آ پڑا۔ اپنے برے اعمال کے نتائج انہوں نے دیکھ لیے۔ (2) اس مقام پر سَيِّئَات سے مراد عقوبات ہیں کیونکہ یہ عقوبات ہی انسان کے لیے تکلیف دہ اور اس کو غم زدہ کرتی ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2348/3)

(3) آج کے ظالموں پر بھی ان کے برے اعمال کا وبال پڑے گا ان کے اعمال کے نتائج بھی ان کے سامنے آ کر رہیں گے۔

(4) رب العزت نے قارون کے بارے میں فرمایا: جو اپنے مال کی وجہ سے اتراہٹ میں مبتلا تھا اور اسے اپنے علم کا نتیجہ سمجھتا تھا۔

﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ (٧٦) وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ (٧٧) قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ (٧٨)﴾ ''یقیناً قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا پس اس نے ان کے خلاف سرکشی کی اور ہم نے اُس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ یقیناً اُن کی چابیاں بلاشبہ ایک طاقتور جماعت پر بھاری ہوتی تھیں، جب اُس کی قوم نے اُسے کہا: ''اِتراؤ مت! یقیناً اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اُس سے آخرت کا گھر تلاش کرو اور دنیا میں سے اپنا حصہ مت بھلاؤ اور احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد تلاش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔'' اُس نے کہا: ''بلاشبہ یہ مجھے ایک علم کی بنا پر ہی دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے۔'' اور کیا وہ نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُس سے پہلے یقیناً کتنی قوموں کو ہلاک کر چکا ہے جو اُس سے زیادہ قوت اور اُس سے زیادہ جمعیت رکھتی تھیں اور مجرموں سے اُن کے گناہ پوچھے نہیں جاتے۔'' (القصص: 76-78)

(5) ﴿وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ﴾ ''اور اِن میں سے بھی جنہوں نے ظلم کیا'' رب العزت نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ ان ظالموں پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا، شرک کر کے اپنے اوپر ظلم کیا، گناہوں اور نافرمانیوں میں ڈوب گئے۔

(6) ﴿سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا﴾ ''جلد ہی اِن پر بھی وبال آ پڑے گا جو انہوں نے کمایا'' ان پر ان کے گناہوں، ان کے کفر، ان کے شرک کا وبال آ پڑے گا۔ یہ بھی اپنے اعمال کے نتائج دیکھ لیں گے۔

(7) ﴿وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ﴾ ''اور وہ عاجز کر دینے والے نہیں ہیں'' یہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ رب العزت پر غالب نہیں آ سکتے۔

جیسا کہ فرمایا:﴿وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ ''اورتم نہ زمین میں عاجز کرنے والے ہواور نہ آسمان میں۔اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ہے۔'' (العنکبوت:22)

سوال2:مشرکین مکہ پر ان کی برائیاں کیسے آن پڑیں؟

جواب:(1)ان پر گذشتہ قوموں کی طرح قحط نازل ہوا۔(2)اللہ تعالیٰ نے انہیں غزوہ بدراور بعد کی جنگوں میں قتل کروایا۔

(3)بدر میں مشرکین قید ہوئے۔

سوال3:''وہ عاجز کردینے والے نہیں ہیں''اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر انہیں جو عذاب دینا چاہے یہ اسے روک نہیں سکتے۔

﴿اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

''اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور وہ تنگ بھی کردیتا ہے۔یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں''(52)

سوال1:﴿اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور وہ تنگ بھی کردیتا ہے۔یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں''رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے،آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا﴾ ''اور کیا انہیں معلوم نہیں''کیا بھلا وہ نہیں جانتے کہ کمائی کے لیے حسن تدبیر میں تو کوئی کمی نہیں کرتا پھر رزق میں تنگی اور کشادگی کیوں ہوتی ہے۔

(2)کیا وہ نہیں جانتے کہ مال کسی کے اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھے حال کی دلیل نہیں ہے۔

(3)﴿اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ''کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے''اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی یا بدی کی وجہ سے نہیں اپنی حکمت کے تحت جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے۔

(4)﴿وَيَقْدِرُ﴾ ''اور وہ تنگ بھی کردیتا ہے''اور اپنی حکمت سے جس کا چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے کسی کا علم،کسی کی حسن تدبیر کام نہیں آتی جیسا کہ فرمایا:﴿قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ یقیناً میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور وہ تنگ بھی کردیتا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سبا:36)

(5)اللہ تعالیٰ کا رزق ساری مخلوق کے لیے ہے مگر ایمان اور عمل صالح کے لیے مخلوق میں بہترین لوگوں کا انتخاب کرتا ہے۔

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، نبی ﷺ نے فرمایا کہ "جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔" (بخاری:5985)

(7) ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ "یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں" یعنی رزق کی کشادگی اور تنگی میں اہل ایمان کے لیے نشانیاں ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ رزق کی تنگی اور کشادگی کا مرجع محض اللہ تعالیٰ کی حکمت اور رحمت سے ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال کو خوب جانتا ہے۔ کبھی کبھی اپنے بندوں پر لطف و کرم کی وجہ سے بھی رزق تنگ کر دیتا ہے کیونکہ ان کو اگر وہ کشادہ رزق دے تو زمین میں سرکشی کرتے ہیں۔ رزق کی اس تنگی میں اللہ تعالیٰ ان کے دین کی اصلاح کی رعایت رکھتا ہے جو ان کی سعادت اور فلاح کی بنیاد ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے یقین کرنے والے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں؟

جواب: (1) یقین کرنے والے غور و فکر کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(2) یقین کرنے والے اللہ تعالیٰ کی مغفرت حاصل کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(3) یقین کرنے والے بہترین اجر کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

رکوع نمبر 3

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾

"آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے" (53)

سوال 1: ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ "آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے" توبہ کی دعوت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے تمام انسانوں کو دعوت دی ہے کہ اب بھی وقت ہے توبہ کر لیں۔ اپنے رب کی طرف آ جائیں۔

(2) ﴿قُلْ﴾ "آپ کہہ دیں" اے نبی ﷺ! آپ انسانوں کو آگاہ کرتے ہوئے کہہ دیں۔

(3)﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾ ''کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی'' یعنی جن لوگوں نے گناہ کیے، نافرمانیاں کیں، جنہوں نے کفر اور شرک کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

(4)﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔

(5) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ کہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو اور کہنے لگو کہ ہمارے گناہ بہت زیادہ اور ہمارے عیوب بہت بڑھ گئے اب ایسا کوئی طریقہ جس سے وہ گناہ زائل ہو جائیں پھر اس بنا پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مصر رہو اور اس طرح رحمن کی ناراضی مول لیتے رہو۔ (تفسیر سعدی:2349,2350/3)

(6)﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے'' یعنی اپنے رب کو پہچانو وہ کریم ہے، رحیم ہے وہ گناہوں کو بخش دیتا ہے جو سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد پاک زندگی گزارنے کا ارادہ کر لے اس کے لئے بشارت ہے کہ توبہ سے کفر، شرک، زنا، قتل، سود خوری، ظلم اور ہر قسم کے گناہوں کو وہ معاف کر دیتا ہے خواہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ رب العزت نے فرمایا:﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب جانتا ہے'' (شوریٰ:25)

(7)﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ''اور جو شخص کوئی برائی کرے اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی درخواست کرے وہ اللہ تعالیٰ کو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا پائے گا'' (النساء:110)

(8) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر تم میں سے جب کوئی بیدار ہونے پر سنسان زمین میں اپنے گمشدہ اونٹ کو پالے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ (مسلم:6961)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے رب العزت سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا: کسی بندے نے گناہ کیا۔ پھر عرض کیا: اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر عرض کرتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ کو معاف فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا' پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے، تو عرض کرتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ کو معاف فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا' پس وہ جانتا ہے کہ اس کا رب گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔ عبد الله الاعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ جو چاہو عمل کرو۔ (مسلم:6986)

(10)﴿اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ''یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' یعنی مغفرت اور رحمت دونوں اللہ تعالیٰ کے لازم اور ذاتی

اوصاف ہیں جو اس کی ذات سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ نہ ان کے آثار ہی زائل ہوتے ہیں، جو تمام کائنات میں جاری وساری اور تمام موجودات پر سایہ کناں ہیں۔ دن رات اس کے ہاتھوں کی سخاوت جاری ہے، کھلے اور چھپے وہ اپنے بندوں کو اپنی لگا تار نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے۔ عطا کرنا اسے محروم کرنے سے زیادہ پسند ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب اور اس پر سبقت لے گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت کے حصول کے کچھ اسباب ہیں، بندہ اگر ان اسباب کو اختیار نہیں کرتا تو وہ اپنے آپ پر عظیم ترین اور جلیل ترین رحمت و مغفرت کا دروازہ بند کر لیتا ہے۔ بلکہ خالص توبہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع، دعا اس کے سامنے عاجزی وانکساری اور اظہار تعبد کے سوا کوئی سبب نہیں۔ پس اس جلیل القدر سبب اور اس عظیم راستے کی طرف بڑھو۔ (تفسیر سعدی:2349,2350/3)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے پاس موجود اپنی کتاب میں لکھ دیا: میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔ (صحیح مسلم 6969)

(12) مسند احمد کی حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس نے شرک کیا ہو؟ آپ نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا خبردار رہو جس نے شرک بھی کیا ہو تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (ابن کثیر:434/4)(مسند احمد:275/5)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد یہ ہے کہ انسان نے خواہ کتنے ہی گناہ کیے ہوں اسے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں بہت زیادہ گنہگار ہوں مجھے معافی کیسے مل سکتی ہے یہ احساس انسان کو مایوس کر دیتا ہے۔

(2) اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمیدی کی بجائے اُمید رکھنی چاہیے کہ اگر میں سچے دل سے توبہ کروں گا تو توبہ کا احساس پیدا ہونے سے پہلے میں نے کتنے ہی گناہ کیے ہوں، اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف کر دے گا۔

سوال 3: اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

جواب: کچھ کافر اور کچھ مشرک تھے جنہوں نے کثرت سے زنا کاری اور قتل جیسے گناہ کیے تھے۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ ﷺ کی دعوت صحیح ہے۔ لیکن ہم بہت زیادہ گنہگار ہیں اگر ہم ایمان لے آئیں تو کیا ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری، تفسیر سورۃ الزمر)

سوال 4: اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت سے لوگ کب غلط اُمیدیں باندھ لیتے ہیں؟

جواب: (1) جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی امید پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور فرائض کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔

(2) جب اللہ تعالیٰ کی حدود اور اس کے ضابطوں کو پامال کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے انتقام کو دعوت دی جائے اور اس کی رحمت

اور مغفرت کی امید رکھی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نے مغفرت اور رحمت الٰہی سے غلط امیدیں باندھ لی ہیں۔

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾

''اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اُس کے مطیع بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی'' (54)

سوال 1: ﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ ''اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور اُس کے مطیع بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے۔ پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی'' نیک عمل اور توبہ میں جلدی کرلو، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ﴾ ''اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف'' یعنی جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اب اپنے دلوں کا رخ اپنے رب کی طرف موڑ دو۔ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف موڑلو۔ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔

(2) انابت، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ (قرطبی: 196/8)

(3) ﴿وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ ''اور اُسکے مطیع بن جاؤ'' اپنے جوارح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ جن کاموں کا رب العزت نے حکم دیا ہے وہ کام کرلو اور جن سے روکا ہے ان سے رک جاؤ۔

(4) یعنی اپنے ظاہری اور باطنی اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرلو۔ اپنی محبت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرلو۔ اسی سے خوف رکھو، اسی پر اعتماد کرو، اسی کے لئے صبر کرو، نعمتوں پر اسی کا شکر ادا کرو، اس کے حلال وحرام کو قبول کرو، اسی کا تقویٰ اختیار کرو، اسی کی رضا کے لئے کام کرو۔ (5) اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ اخلاص پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اخلاص کے بغیر ظاہری اور باطنی اعمال کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ (تفسیر سعدی: 2350/3)

(6) رب العزت کا فرمان ہے ﴿وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ ''اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اور اور وہ ہو بھی نیک تو یقیناً وہ ایک مضبوط سہارا تھام چکا اور سارے کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے'' (لقمان: 22)

(7) ﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''جب اُس کے رب نے اُس سے کہا: ''فرماں بردار ہوجا'' تو اُس نے کہا: ''میں جہانوں کے رب کا فرماں بردار ہوگیا۔'' (البقرہ: 131)

(8) ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ﴾ ''اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے'' یعنی توبہ کرنے میں جلدی کرلو۔ اگر گناہ ہوجائے تو پر خلوص توبہ کرلو، معافی مانگ لو اور نیک کاموں میں سرگرم عمل ہوجاؤ، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس جو کتاب آئی ہے اس کا

نفع مند علم حاصل کرو، اس کے معانی کو سمجھو، اس پر عمل کرو، اس کے پیغام کو پہنچاؤ، اس کی تعلیم کو عام کرو، اس سے پہلے کے تم پر عذاب آجائے اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔ گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرلو، کیا خبر پھر کبھی وقت ہاتھ آئے یا نہ آئے۔

(9)﴿ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ ''پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی'' یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں تمہاری کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

سوال2: اللہ کی طرف رجوع اور اس کی فرمانبرداری کے لیے کیسے تیار کیا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے رجوع الی اللہ یعنی توبہ اور فرماں برداری یعنی عمل صالح کا اہتمام کرلو کیونکہ عذاب آنے پر مدد نہ کی جائے گی۔

سوال3: انابت الی اللہ کے لیے انسان کیسے کوشش کرسکتا ہے؟

جواب: (1) انابت الی اللہ یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لیے اللہ کو یاد رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے کرنا اور اختتام اس کے شکر پر کرنا وغیرہ۔

(2) رجوع الی اللہ کے لیے مدد مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ (3) رجوع الی اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ پر توکل کی ضرورت ہوتی ہے۔

(4) رجوع الی اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے خطاؤں کی معافی مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(5) رجوع الی اللہ کے لیے دعائیں کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سوال4: انسان اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیسے کرسکتا ہے؟

جواب: (1) انسان اپنے آپ کو شعوری طور پر اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے فرمانبرداری کرسکتا ہے۔

(2) انسان اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جان کر سمجھ کر اس کی فرماں برداری کرسکتا ہے۔

(3) انسان اللہ کے احکامات کو سنت کے مطابق انجام دے کر اللہ کی فرماں برداری کرسکتا ہے۔

(4) انسان اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے انجام کو جان کر فرماں برداری کرسکتا ہے۔

﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً

وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾

''اور پیروی کرو سب سے اچھی بات کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اس سے پہلے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تم سمجھتے ہی نہ ہو'' (55)

سوال1: ''﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾''

اور پیروی کرو سب سے اچھی بات کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اس سے پہلے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تم سمجھتے ہی نہ ہو" بہترین کام کرنے کے حکم کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ "اور پیروی کرو سب سے اچھی بات کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے" یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو۔

(2) یعنی قرآن کے حلال کو حلال جانو اور اس کے حرام کو حرام کرلو۔ (فتح القدیر: 4/590)

(3) اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور رحمت کا وعدہ دو چیزوں سے متعلق رکھا ہے (1) انابت اور توبہ (2) احسن کی متابعت اور وہ قرآن ہے جیسا کہ فرمایا: "﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ﴾ "اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے" (الزمر: 23) قرآن پورے کا پورا احسن ہے، اس کی اتباع کرو۔ اس پر عمل کرو جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرو۔ (تفسیر المنیر: 12/354،355)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ (١٨) اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ (١٩) لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ (٢٠) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ (٢١) اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (٢٢) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (٢٣)﴾ "جو بات کو غور سے سنتے ہیں پھر ان میں سے سب سے اچھی کی پیروی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔ تو کیا وہ شخص جس پر عذاب کی بات ثابت ہوگئی؟ تو کیا آپ ایسے شخص کو بچائیں گے جو آگ میں ہے؟ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈر کر رہے اُن کے لیے بلند عمارتیں ہیں جن کے اوپر بلند عمارتیں بنی ہوں گی، جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کچھ پانی اُتارا پھر اسے چشموں کی صورت زمین میں جاری کردیا، پھر وہ اُس کے ساتھ مختلف رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے، پھر وہ پک کر تیار ہوجاتی ہے تو آپ اسے زرد دیکھتے ہیں پھر وہ اُن کو ریزہ ریزہ کردیتا ہے، بلاشبہ اس میں عقل مندوں کے لیے یقیناً ایک نصیحت ہے۔ کیا پھر وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا، سو وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر ہے؟ (کسی کافر جیسا ہوسکتا ہے) پس اُن کے لیے تباہی ہے جن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے سخت ہوگئے، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے، ایسی کتاب جو آپس میں ملتی جلتی ہے جو بار بار دہرائی

جانے والی ہے، اس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر اُن کی کھالیں اور اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف نرم ہوجاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اس سے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے وہ گمراہ کردیتا ہے تو اُس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔'' (الزمر:18-23)

(5) یعنی باطنی اعمال کو بجالا کر جن کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، مثلاً محبت الٰہی، خشیت الٰہی، خوف الٰہی، اللہ تعالیٰ پر امید، اس کے بندوں کی خیر خواہی، ان کے لئے ہمیشہ بھلائی چاہنا اور ان امور سے متضاد اور امور سے اجتناب اور ظاہری اعمال بجالانا مثلاً نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، صدقہ دینا اور بھلائی کے مختلف کام کرنا جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور یہی بہترین کام ہیں، جن کو ہمارے رب نے ہماری طرف نازل کیا ہے لہٰذا ان امور میں اپنے رب کے احکام کی تعمیل کرنے والا ''منیب اور مسلم ہے'' (تفسیر سعدی:2350/3)

(6)﴿مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَةً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ﴾ ''اس سے پہلے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تم سمجھتے ہی نہ ہو'' یعنی توبہ اور انابت میں جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب واقع ہوجائے اور تم اسے روک نہ سکو۔

(7) رب العزت نے فرصت سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کیے ہوئے پر عمل کروانے کے لیے کیسے تیار کیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اچانک آنے والے عذاب سے ڈرا کر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بہترین چیز کی پیروی یا عمل کرنے کے لیے تیار کیا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے عذاب کے علم وشعور بھی نہ ہونے سے انسان کو ڈرایا ہے کہ کہیں ایسے نہ ہو کہ تمہیں خبر بھی نہ ہو اور تم عذاب میں مبتلا ہوجاؤ اس سے بچت اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بہترین چیز کی پیروی کرلو۔

﴿اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىۡ جَنۡۢبِ اللّٰهِ وَاِنۡ كُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِيۡنَ﴾

''یہ کہ کوئی شخص کہے: ''ہائے افسوس اُس کوتاہی پر جو میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی اور بلاشبہ میں مذاق اُڑانے والوں میں سے تھا'' (56)

سوال 1: ﴿اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىۡ جَنۡۢبِ اللّٰهِ وَاِنۡ كُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِيۡنَ﴾ ''یہ کہ کوئی شخص کہے: ''ہائے افسوس اُس کوتاہی پر جو میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی اور بلاشبہ میں مذاق اُڑانے والوں میں سے تھا'' اس دن ندامت کام نہیں آئے گی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى﴾ ''یہ کہ کوئی شخص کہے: ''ہائے افسوس'' رب العزت ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ اپنی غفلت پر جمے رہو کہ وہ دن آجائے اور کوئی کافر یا مجرم کہے ہائے افسوس!

(2)﴿عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ﴾ ''اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کی'' کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں جو کمی کی ہے۔میں نے اس کی اطاعت نہیں کی جیسے میں نے غیروں کی اطاعت کی۔(ایسر التفاسیر:1343)

(3)میں نے اللہ کے حکم،اس کی اطاعت میں،اس کی ذات کے بارے میں،اس کے رستے میں مجھے اس پر افسوس ہے۔جو زیادتی کی ہے یعنی توحید کے اقرار اور محمد ﷺ کی نبوت کے اقرار میں زیادتی کی ہے۔(الاساس فی التفسیر:4894/9)

(4)ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جنب اللہ سے مراد ذکر اللہ عزوجل ہے انہوں نے کہا کہ قرآن اور اس پر عمل کرنے میں۔(تفسیر قرطبی:197/8)

(5)فراء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: الجنب سے مراد جوار ہے یعنی میں نے اس کے قرب یعنی جنت کی طلب میں زیادتی کی ہے۔(تفسیر قرطبی:197/8)

(6)مسند احمد کی حدیث میں ہے حسرت وافسوس ہو۔اور اسی طرح ہر جنتی کو اس کی جہنم کی جگہ دکھائی جاتی ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیتا تو وہ جنت میں نہ آسکتا۔یہ اس لئے کہ وہ شکر اور احسان کے ماننے میں اور بڑھ جائے جب گنہگار لوگ دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کریں گے۔اور اللہ کی آیتوں کی تصدیق نہ کرنے کی حسرت کریں گے۔اور اللہ کے رسولوں کو نہ ماننے پر کڑھنے لگیں گے۔تو اللہ سبحان وتعالیٰ فرمائے گا کہ اب ندامت لاحاصل ہے پچھتاوا بے سود ہے دنیا میں ہی میں تو اپنی آیتیں اتار چکا تھا۔اپنی دلیلیں قائم کر چکا تھا،لیکن تو انہیں جھٹلاتا رہا اور ان کی تابعداری سے تکبر کرتا رہا ان کا منکر رہا۔کفر اختیار کیا،اب کچھ نہیں ہوسکتا۔(ابن کثیر:437/4)

(7)﴿وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ میں مذاق اُڑانے والوں میں سے تھا'' یعنی میں دنیا میں موت کے بعد کی زندگی اور جزا سزا کا مذاق اڑایا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے اسے دیکھ لیا۔

(8)کاش میں بھی مخلص اطاعت گزار ہوتا،پیغمبروں کا مذاق نہ اڑاتا اور ایمان لے آتا۔

سوال 2:اللہ تعالیٰ نے اللہ کے حق میں کی جانے والی کوتاہیوں کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل تم میں سے کوئی یہ کہے ہائے افسوس کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی۔کل کے افسوس سے آج شعور دلایا ہے کہ دیکھو آج کیا چیز کوتاہی کا سبب بن رہی ہے؟ دیکھو آج مذاق اُڑانے والوں میں شامل ہوکر کل کی حسرت کا کیسے انتظام کر رہے ہو۔

﴿اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾

''یا کہے:''اگر واقعتا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں یقینا متقیوں میں سے ہوتا'' (57)

سوال 1:﴿اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''یا کہے:''اگر واقعتا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں یقینا متقیوں میں سے ہوتا'' کاش میں متقی ہوتا،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ﴾ ''یا کہے:''اگر واقعتاً اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہوتی''یعنی تم یہ نہ کہو کہ کاش اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہوتی۔(2)﴿لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''تو میں یقیناً متقیوں میں سے ہوتا''تو میں بھی متقی بن جاتا۔اور اس کے عذاب سے بچ جاتا اور ثواب کا مستحق بن جاتا۔

(3) کاش اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہدایت دیتا تو میں بھی متقی بن جاتا۔

سوال2: اللہ تعالیٰ نے کل کی حسرت سے آج کے طرزِ عمل کی تبدیلی کی طرف کیسے توجہ دلائی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانی شعور کو حشر کے میدان میں لے جا کر حسرت میں مبتلا کر کے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں متقی ہوتا۔اس طرح احساس دلایا ہے کہ تقویٰ اختیار کرنا کتنا ضروری ہے۔

سوال3: اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا کے الفاظ سے کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہدایت نہ پانے کا سبب اللہ تعالیٰ میں تلاش کیا کہ اگر اللہ ہدایت دیتا تو تقویٰ اختیار کرتا۔

سوال4: کیا تقویٰ اختیار کرنا انسان کے بس میں ہے؟

جواب: تقویٰ اختیار کرنا انسان ہی کے کرنے کا کام ہے انسان جب اس کے حصول کے لیے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتے ہیں۔

﴿اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہے:''کاش واقعی مجھے ایک بار دنیا میں لوٹ جانا ہو تو میں نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں'' (58)

سوال1:﴿اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہے:''کاش واقعی مجھے ایک بار دنیا میں لوٹ جانا ہو تو میں نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں''ایک بار دنیا میں لوٹا دیں تو اللہ تعالیٰ کا مخلص اور فرمانبردار بن جاؤں گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ﴾ ''یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہے''یعنی جب عذاب دیکھ کر اسے یقین آ جائے گا تو وہ کہے گا۔(2)﴿لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً﴾ ''کاش واقعی مجھے ایک بار دنیا میں لوٹ جانا ہو''اگر ایک بار دنیا میں لوٹا دیں، مجھے دنیا میں واپس بھیج دیں۔

(3)﴿فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''تو میں نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں''وہ کہے گا کہ میں بھی نیک بن جاؤں گا۔

(4) میں اپنے رب کی اطاعت اخلاص سے کروں گا۔اور جن کاموں کا رسولوں نے حکم دیا ان پر عمل کروں گا۔(جامع البیان:24/19)

(5) قیامت کے دن جو کچھ لوگ کہیں گے۔رب العزت نے اس کی پہلے سے خبر دی ہے جیسے کہ فرمایا:﴿اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ ''اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری

پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سنیں بھی تو تمہاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی آپ کو خبر نہیں دے گا۔'' (فاطر:14)

(6) مجرموں کی تمناؤں کا رب العزت نے جواب دیا: ﴿بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''بلکہ ان پر وہ چیز واضح ہو چکی جو وہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے اور اگر وہ واپس بھیج دیے جائیں تو یقیناً دوبارہ وہی کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں'' (الانعام:28)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے عذاب دیکھ کر انسان کی تبدیلی کی خواہش پر کیا احساس دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے عذاب دیکھ کر انسان کی اس خواہش پر کہ ''کاش کسی طرح لوٹ جانا مل جاتا تو میں بھی نیک لوگوں میں ہوتا۔'' اس پر احساس دلایا ہے کہ جب وقت ختم ہو جائے گا تو دوبارہ پانے کی حسرت ہوگی۔ پھر کیوں نہیں جب آج وقت ہے تو نیک لوگوں میں شامل ہو جائے۔

﴿بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾

''کیوں نہیں! بلاشبہ میری آیات تمہارے پاس آئی تھیں تو تُو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تُو انکار کرنے والوں میں سے تھا'' (59)

سوال 1: ﴿بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''کیوں نہیں! بلاشبہ میری آیات تمہارے پاس آئی تھیں تو تُو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تُو انکار کرنے والوں میں سے تھا'' دنیا کی طرف لوٹائے جانے کا مطالبہ عبث ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ﴾ ''کیوں نہیں! بلاشبہ میری آیات تمہارے پاس آئی تھیں'' رب العزت شرمسار بندے سے کہیں گے تمہارے پاس میری آیات آئی تھیں جو حق پر دلالت کرتی تھیں تم پر میری حجت قائم ہو گئی تھی۔ کوئی شک باقی نہ رہا۔

(2) ﴿فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ﴾ ''تو تُو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا'' تم نے ان آیات کو جھٹلا دیا اور ان کی پیروی کرنے سے تکبر کیا۔

(3) ﴿وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور تُو انکار کرنے والوں میں سے تھا'' تم نے میری آیات کا انکار کر دیا۔ اب دنیا میں لوٹائے جانے کا مطالبہ عبث ہے اب ندامت سے کوئی فائدہ نہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''بلکہ ان پر وہ چیز واضح ہو چکی جو وہ اس سے پہلے چھپایا کرتے تھے اور اگر وہ واپس بھیج دیے جائیں تو یقیناً دوبارہ وہی کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں'' (الانعام:28)

سوال 2: اللہ تعالیٰ انسان کی خواہش پر کیا جواب دیں گے؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہارے پاس میری آیات آئی تھیں۔

(2) پھر تم نے غرور اور تکبر کیا۔(3)تم کافروں میں سے تھے۔

﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾

''اور قیامت کے دن آپ اُن لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کہ اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟''(60)

سوال1:﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ''اور قیامت کے دن آپ اُن لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کہ اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟'' قیامت کے دن مشرکوں کے برے انجام کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ﴾ ''اور قیامت کے دن آپ اُن لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کہ اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے'' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اس کی اولاد بنائی۔ رب العزت نے ان کی رسوائی کو بیان فرمایا کہ قیامت کے دن جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے آپ ان کے چہروں کو کرب اور غم سے سیاہ دیکھیں گے اور یہ علامت ہے کہ وہ اہل دوزخ ہیں جنہوں نے اپنے رب کو جھٹلایا۔

(2)﴿اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ''کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟'' یعنی جن لوگوں نے ایمان اور عبادت سے تکبر کیا، کیا ان کے لئے جہنم ٹھکانا نہیں ہے۔ جہنم میں شدید عذاب، رسوائی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہوگی جہاں متکبرین کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

﴿وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾

''اور جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کی کامیابی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے گا۔ نہ اُنہیں کوئی تکلیف چھوئے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے''(61)

سوال1:﴿وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کی کامیابی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں نجات دے گا۔ نہ اُنہیں کوئی تکلیف چھوئے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے'' اللہ والوں کے احسن انجام کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ﴾ ''اور جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کی کامیابی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں نجات

دے گا'' اللہ تعالیٰ تقوی کی وجہ سے اللہ والوں کو نجات عطا فرمائیں گے۔

(2)﴿لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ﴾ ''نہ انہیں کوئی تکلیف چھوئے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے'' انہیں کوئی عذاب نہیں چھوئے گا۔

(3)﴿وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے'' انہیں کوئی غم، کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔

(4) اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب اور خوف کی نفی کردی اور یہ امن کی انتہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب اور خوف کی نفی کردی اور یہ امن کی انتہا ہے۔ اس کے لیے مکمل امن ہوگا اور یہ امن ان کے ساتھ رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ سلامتی کے گھر، یعنی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ تب وہ ہر تکلیف اور ہر برائی سے محفوظ و مامون ہوں گے اور ان پر نعمتوں کی تازگی چھا جائے گی اور وہ پکار اٹھیں گے۔

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ﴾ ''اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا، بلاشبہ ہمارا رب یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے۔'' (فاطر:34) (تفسیر سعدی:2352/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو کامیابی سے بچالیں گے؟

جواب: جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی کے ساتھ بچالے گا۔

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾

''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے'' (62)

سوال 1: ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے'' اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور نگہبان ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے'' رب العزت نے اپنی ذات کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور کائنات میں ہر چیز اس کی تخلیق ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں کا خالق، مربی اور مالک ہے، ہر چیز پر اسی کا اختیار ہے۔

(3)﴿وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ ''اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے'' وہ ہر چیز پر قائم اور ہر چیز کا محافظ ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت عظیم ہے جس کا علم وسیع ہے۔ اسی کے لئے عبادت واجب ہے۔

(4) اور وہ ہر چیز پر وکیل ہے اور وکالت کاملہ میں وکیل کے لیے لازم ہے کہ وہ جس چیز کی وکالت کر رہا ہے اسے اس کا پورا علم ہو اور وہ اس کی تمام تفاصیل کا احاطہ کئے ہوئے ہو، جس چیز پر وہ وکیل ہے، اس میں تصرف کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہو، اس کی حفاظت کر سکتا ہو، تصرف کے تمام پہلوؤں کی حکمت اور معرفت رکھتا ہو تا کہ بہترین طریقے سے اس میں تصرف اور اس کی تدبیر کر سکے۔ مذکورہ بالا تمام

امور کے بغیر وکالت کی تکمیل ممکن نہیں۔ان امور میں جتنا نقص واقع ہوگا اس کی وکالت بھی اتنی ہی ناقص ہوگی۔ یہ چیز متحقق اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں سے ہر صفت میں ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ وہ ہر چیز پر وکیل ہے دلالت کرتا ہے کہ اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے، وہ ہر چیز کی تدبیر پر کامل قدرت اور کامل حکمت رکھتا ہے جس کے ذریعے سے اس نے تمام اشیا کو اپنے اپنے مقام پر رکھا ہے۔(تفسیر سعدی:2353/3)

﴿لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

''آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، وہی خسارہ پانے والے ہیں''(63)

سوال1:﴿لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾''آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، وہی خسارہ پانے والے ہیں''اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بادشاہت ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾''آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں''ہر کام کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کی تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر خوب قادر ہے۔(مختصر ابن کثیر:1747/2)

(2) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔یعنی علم اور تدبیر کے لحاظ سے زمین و آسمان کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اس لیے۔﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾''اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں سے جو کچھ کھول دیتا ہے تو اُسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دیتا ہے تو اس کے بعد اُسے کوئی بھیجنے والا نہیں اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟''(فاطر:2)(تفسیر سعدی:2353،2354/3)

(3)﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا''یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی، اس کی آیات کا انکار کیا جو سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کرتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے دلائل کے آگے نہیں جھکے۔

(4)﴿اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾''وہی خسارہ پانے والے ہیں''یعنی اس چیز کے بارے میں خسارے میں رہے جس سے قلوب کی اصلاح ہوتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے لیے اخلاص۔ جس سے زبانوں کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہیں اور جس سے جوارح کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے بدلے انہوں نے ہر وہ چیز لے لی جو قلوب وابدان کو فاسد کرتی ہے، وہ نعمتوں بھری جنت سے محروم رہے اور اس کے بدلے انہوں نے دردناک عذاب لے لیا۔(تفسیر سعدی2353،2354/3)

(5) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارہ دیا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی کنجیوں کا مالک ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد ہے کہ تمام معاملات اس کے ہاتھ میں ہیں۔

سوال 3: کون لوگ کامل خسارہ پانے والے ہوں گے؟

جواب: جو لوگ کرتے ہیں اس کے نتیجے میں وہ جہنم چلے جائیں گے۔

رکوع نمبر 4

﴿قُلۡ اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَاۡمُرُوۡٓنِّیۡۤ اَعۡبُدُ اَیُّہَا الۡجٰہِلُوۡنَ﴾

’’آپ کہہ دیں کہ اے جاہلو! تو کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟‘‘ (64)

سوال 1: ﴿قُلۡ اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَاۡمُرُوۡٓنِّیۡۤ اَعۡبُدُ اَیُّہَا الۡجٰہِلُوۡنَ﴾ ’’آپ کہہ دیں کہ اے جاہلو! تو کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ کیا تم غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہو؟ آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلۡ﴾ ’’آپ کہہ دیں‘‘ اے نبی ﷺ آپ ان لوگوں سے کہہ دو جو غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔

(2) ﴿اَفَغَیۡرَ اللّٰہِ تَاۡمُرُوۡٓنِّیۡۤ اَعۡبُدُ اَیُّہَا الۡجٰہِلُوۡنَ﴾ ’’کہ اے جاہلو! تو کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے محمد ﷺ کیا تم اپنے آباء واجداد کو گمراہ بتاتے ہو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے جاہلو کیا پھر بھی تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم کرتے ہو۔ (دلائل النبوۃ)

(3) یعنی یہ معاہدہ تمہاری جہالت کی بنا پر صادر ہوا ہے۔ ورنہ اگر تمہیں اس بات کا علم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہر اعتبار سے کامل ہے وہی نعمتیں عطا کرتا ہے اور وہی عبادت کا مستحق ہے جو ہر لحاظ سے ناقص ہے جو نفع دے سکتی ہیں، نہ نقصان تب مجھے ان کی عبادت کا حکم کیوں دیتے ہو؟

سوال 2: غیر اللہ کی عبادت کی دعوت کون دیتا ہے؟

جواب: غیر اللہ کی عبادت کی دعوت کفار مکہ دیتے تھے کہ اپنے آبائی دین کو اختیار کرلیں یعنی بتوں کی عبادت کریں۔

سوال 3: غیر اللہ کی دعوت کے بارے میں آپ کو کیا جواب دینے کے لیے کہا گیا؟

جواب: آپ کو تلقین کی گئی کہ آپ کہہ دیں کہ غیر اللہ کی عبادت کی تجویز کس قدر جاہلانہ ہے کہ میں تمہارے الٰھوں کی بندگی کروں تو اس کے بدلے میں تم اللہ رب العالمین کی بندگی کرو۔

﴿وَلَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ لَئِنۡ اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر آپ نے شرک کیا تو یقیناً ضرور آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور آپ ضرور خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے'' (65)

سوال 1: ﴿وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَىٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر آپ نے شرک کیا تو یقیناً ضرور آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور آپ ضرور خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے'' شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی'' رب العزت نے فرمایا: کہ شرک اعمال کو فاسد کر دیتا ہے۔ آپ سے پہلے بھی سارے انبیاء کو وحی کر کے بتا دیا گیا تھا۔

(2) ﴿لَىٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ ''کہ اگر آپ نے شرک کیا تو یقیناً ضرور آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا'' یعنی ساری نبوتوں میں یہ حکم تھا کہ شرک تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، وہ اس کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہ نمائی فرماتا ہے، اور اگر وہ شرک کرتے تو یقیناً اُن سے ضائع ہو جاتا جو وہ عمل کرتے تھے''۔ اگر انبیاء بھی شرک کرتے تو ان کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور شرک کرنے والا جہنم کے عذاب کا مستحق بن جائے گا۔'' (الانعام:88) اگر انبیاء بھی شرک کرتے تو ان کے بھی سارے اعمال ضائع ہو جاتے۔

(3) انبیاء سے شرک کا صدور محال ہے۔ کیونکہ وہ جن مقاصد کے لیے مبعوث کئے جاتے ہیں ان میں اولین مقصد شرک کی بیخ کنی اور توحید کی ترویج ہوتا ہے۔ اسی بات پر وہ خود قائم رہتے اور دوسروں کو دعوت دیتے ہیں۔ یہاں جو آپ کو مخاطب کر کے یہ بات کہی گئی ہے۔ تو اس سے شرک کی انتہائی مذمت مقصود ہے۔ (تفسیر تیسیر القرآن:4/ 60)

(4) ﴿وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ ''اور آپ ضرور خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے'' یعنی شرک سے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے اور شرک کرنے والا جہنم کے عذاب کا مستحق بن جائے گا۔

سوال 2: ''اگر تو نے شرک کیا'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد ہے کہ اگر آپ کی موت شرک پر آئی اور توبہ نہ کی تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا اور آپ نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (2) اس سے مراد اُمت کو سمجھانا ہے کیونکہ نبی تو شرک سے پاک ہوتا ہے اور اللہ کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ بھی ہوتا ہے۔

﴿بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾

''بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں'' (66)

سوال 1: ﴿بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ ''بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں'' عبادت کر کے شکر گزار بن جاؤ، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ﴾ ''بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو اخلاص کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔

(2) ﴿وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ ''اور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں'' خلوص سے ایک معبود کی عبادت کرو گے تو شکر گزار بن جاؤ گے۔ (3) جس طرح دنیاوی نعمتوں، مثلاً جسمانی صحت و عافیت اور حصول رزق وغیرہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے، بلکہ دینی نعمتیں ہی حقیقی نعمتیں ہیں اور یہ تدبر کرنا کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ یہ انسان کو غرور اور خود پسندی کی آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔ بہت سے عمل کرنے والے اپنی جہالت کے باعث غرور میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اگر بندہ حقیقت حال کی معرفت حاصل کر لے تو اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت پر غرور میں مبتلا نہ ہو جو زیادہ سے زیادہ شکر کی مستحق ہے۔ (تفسیر سعدی: 2355/3)

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے حالانکہ زمین ساری کی ساری قیامت کے دن اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں'' (67)

سوال 1: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے حالانکہ زمین ساری کی ساری قیامت کے دن اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔'' انہوں نے اللہ کی قدر ہی نہ جانی، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ ''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی''۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں جانی، اس کا مقام اور مرتبہ نہیں پہنچانا انہوں نے غیر اللہ کی عبادت کی حالانکہ وہ سب سے بڑا ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(2) دنیا کی ہر چیز اس کی قدرت اور دائرے میں بند ہے۔
(3) اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ان مشرکین نے اپنے رب کی قدر اور تعظیم نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر و تعظیم کا حق ہے بلکہ اس کے برعکس انہوں نے ایسے افعال سرانجام دیے جو اس کی تعظیم سے متناقض ہیں، مثلاً ایسی ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا جو اپنے اوصاف و افعال میں ناقص ہیں۔ ان کے اوصاف ہر لحاظ سے ناقص ہیں اور ان کے افعال ایسے ہیں کہ وہ کسی کو نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان، وہ کسی کو عطا کر سکتی ہیں نہ محروم، وہ کسی چیز کا کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ (تفسیر سعدی:2355/3)
(4)﴿وَالۡاَرۡضُ جَمِيۡعًا قَبۡضَتُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطۡوِيّٰتٌۢ بِيَمِيۡنِهٖ﴾ ”حالانکہ زمین ساری کی ساری قیامت کے دن اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے“۔ دنیا کی ہر چیز اس کے قبضے میں ہے اور قیامت کے دن رب رحمٰن کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اپنی عظمت اور وسعت کے باوجود اس کے دائیں ہاتھ پر لپیٹے ہوئے ہونگے۔
(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا' آج حکومت صرف میری ہے۔ دنیا کے بادشاہ آج کہاں ہیں؟ (بخاری:4812)
(6) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علماء یہود میں سے ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اس طرح زمین کو ایک انگلی پر' درختوں کو ایک انگلی پر' پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر' پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ نبی ﷺ اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ ”اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے دہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔“ (بخاری:4811)
(7)﴿سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ﴾ ”وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔“ یعنی اللہ تعالیٰ شرک سے پاک اور بے حد بلند ہے۔

سوال 2: انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے رب کی بات نہیں مانی جو اس نے پیغمبروں کے توسط سے پہنچائی تھی۔
(2) انہوں نے عبادت اللہ کے لیے خالص نہیں کی اس میں دوسروں کو شریک کیا۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا حق تب ادا ہو سکتا ہے جب (1) انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔
(2) انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اُسے کبھی نہ بھلائے۔ (3) انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اس کی ناشکری نہ کرے۔
(4) انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اس کی نافرمانی نہ کرے۔

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾

''اور صُور میں پھونکا جائے گا تو وہ بے ہوش ہو کر گر جائے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس میں دوسری بار صُور پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے'' (68)

سوال 1: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ ''اور صُور میں پھونکا جائے گا تو وہ بے ہوش ہو کر گر جائے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس میں دوسری بار صُور پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے'' قیامت کے احوال کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ﴾ ''اور صُور میں پھونکا جائے گا'' رب العزت نے قیامت کے احوال کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتے ہوئے فرمایا کہ جب صور پھونکنے کا اروح فرسا حادثہ ہوگا۔
(2) ﴿فَصَعِقَ﴾ ''تو وہ بے ہوش ہو کر گر جائے گا سیدنا اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اور اس کا عرش اٹھانے والوں میں سے ہیں وہ صور میں پھونک ماریں گے۔ ﴿مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ ''جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے'' زمین اور آسمان کی ساری مخلوق بے ہوش ہو جائے گی یا مر جائے گی۔
(3) ﴿إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾ ''مگر جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا'' یعنی شہدا یا بعض دیگر لوگ جن پر بے ہوشی طاری نہیں ہوگی۔
(4) ﴿ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى﴾ ''پھر اس میں دوسری بار صُور پھونکا جائے گا'' پھر صور میں جب دوسری بار پھونک ماری جائے گی۔ یہ نفخ البعث ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ (١٣) فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ (١٤)﴾ چنانچہ وہ تو بس ایک ڈانٹ ہوگی۔ پھر اچانک وہ ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔'' (النازعات: 14,13)
(5) ﴿فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ ''تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے'' تو لوگ حساب کتاب کے لئے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں اوپر کو اٹھی ہوئی ہوں گی۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے؟

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' دونوں صوروں کے پھونکے جانے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر انہوں نے پوچھا چالیس سال؟ اس پر بھی انہوں نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے پوچھا چالیس مہینے؟ اس کے متعلق بھی انہوں نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں اور ہر چیز فنا ہو جائے گی' سوائے ریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔ (بخاری:4814)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد سب سے پہلے اپنا سر اٹھانے والا میں ہوں گا لیکن اس وقت میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ عرش کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں' اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ پہلے ہی سے اسی طرح تھے یا دوسرے صور کے بعد (مجھ سے پہلے اٹھ کر عرش الٰہی کو تھام لیں گے) (بخاری:4813)

سوال 2: مگر جسے اللہ چاہے سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو موت نہیں آئے گی جیسے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام وغیرہ۔

(2) کچھ لوگوں کے خیال میں رضوان فرشتہ۔ (3) کچھ لوگوں کے خیال میں عرش اُٹھانے والے فرشتے۔

(4) کچھ لوگوں کے خیال میں جنت اور جہنم پر مقرر فرشتے۔

﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾

اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا'' (69)

سوال 1: ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا'' زمین رب کے نور سے چمک اٹھے گی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ ''اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی'' یعنی زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے چمک اٹھے گی۔ (2) یہ وہ وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ جھگڑے چکانے کے لئے زمین پر تجلی فرمائے گا۔ اس کے نور سے زمین بقعہ نور بن جائے گی (3) اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ تمام روشنیاں قیامت کے روز مضمحل ہو کر ختم ہو جائیں گی حقیقت میں ایسا ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ قیامت کے روز سورج بے نور ہو جائے گا، چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی، ستارے بکھر جائیں گے اور لوگ تاریکی میں ڈوب جائیں

گے، تب اس وقت زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی جب وہ تجلی فرمائے گا اور بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے نازل ہوگا۔ اس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایسی قوت اور ایسی تخلیق عطا کرے گا جس کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کو برداشت کرنے کی قوت سے سرفراز ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا نور ان کو جلا نہیں ڈالے گا، اس دن ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ممکن ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ کا نور اس قدر عظیم ہے کہ اگر وہ اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے اس کے چہرے کا نور تمام مخلوق کو جلا کر راکھ کر ڈالے۔ (تفسیر سعدی 2357،2356/3)

(4)﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ﴾ ’’اور کتاب رکھ دی جائے گی‘‘ حساب کتاب کے لئے کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی۔ یعنی نامہ اعمال کھول کر پھیلا دیا جائے گا۔ تاکہ لوگ اپنے اعمال کو دیکھ لیں۔ جیسا کہ فرمایا﴿وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ’’اور کتاب اعمال رکھ دی جائے گی، پس آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کتاب کیسی ہے جس نے چھوٹا بڑا کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اس کو شمار کر رکھا ہے اور جو بھی انہوں نے کیا تھا وہ سب اس کو سامنے پائیں گے اور آپ کا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرتا۔‘‘ (الکہف:49)

(5)﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ ’’ہر شخص سے کہا جائے گا پڑھ اپنا نامۂ اعمال! آج کے دن تم اپنے اوپر خود حساب لینے والے کافی ہو۔ (بنی اسرائیل:14)

(6)﴿وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ﴾ ’’اور انبیاء کو لایا جائے گا‘‘ انبیاء علیہم السلام کو گواہی کے لئے لایا جائے گا۔ ان سے ان کی امتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور وہ گواہی دیں گے۔

(7)﴿وَالشُّهَدَآءِ﴾ ’’اور گواہوں کو لایا جائے گا‘‘ یعنی زمین فرشتے آسمان اور انسان کے اپنے اعضاء گواہی دیں گے جیسے کہ فرمایا: ﴿وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ﴾ ’’اور ہر شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا ہوگا۔‘‘ (ق:21)

(8)﴿وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ﴾ ’’اور اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا‘‘ ان کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔

(9) یعنی پورے عدل اور کامل انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ یہ حساب ایسی ہستی کی طرف سے کیا جائے گا جو ذرہ بھر ظلم نہیں کرتی اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کی کتاب، یعنی لوح محفوظ ان کے تمام اعمال پر مشتمل ہے۔ کراماً کاتبین اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے۔ بندے جو عمل بھی کرتے ہیں یہ ان کے اعمال ناموں میں درج کر لیتے ہیں۔ عادل ترین گواہ اس فیصلے میں گواہی دیں گے اور فیصلہ وہ ہستی کرے گی جو اعمال کی مقدار اور ان کے ثواب و عقاب کے استحقاق کی مقدار کو خوب جانتی ہے۔ فیصلہ ہوگا اور تمام مخلوق اس کا اقرار کرے گی۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے عدل کا اعتراف کرے گی۔ وہ اس کی عظمت اس کے علم و حکمت، اور اس کی رحمت

کا اس طرح اعتراف کریں گے کہ دل میں کبھی اس کا خیال گزرا ہوگا نہ ان کی زبانوں نے کبھی اس کی تعبیر کی ہوگی۔ (تفسیر سعدی:3/2357,2356)

(10)﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا'' سیدنا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان کی نیکیوں میں کمی اور گناہوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ (قرطبی:8/206)

(11) رب العزت نے فرمایا ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾ ''اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے پھر کسی بھی جان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں۔'' (الانبیاء:47)

(12) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوئی تو اس کو دوگنا کردے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔'' (النساء:40)

سوال 3: لوگوں کے درمیان کیسے فیصلے کیے جائیں گے؟

جواب: (1) لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کیے جائیں گے۔

(2) نبیوں اور گواہوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے میرا پیغام اپنی امتوں کو پہنچادیا تھا اور انہوں نے دعوت کا کیا جواب دیا۔ امت محمدیہ کو بطور گواہ لایا جائے گا۔ (3) کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

﴿وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾

''اور ہر شخص کو پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کیا اور وہ اس کو خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں'' (70)

سوال 1: ﴿وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾ اور ہر شخص کو پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کیا اور وہ اس کو خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں'' ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾ اور ہر شخص کو پورا بدلہ دیا جائے گا'' جیسا کہ فرمایا ﴿فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''تو کیا حال ہوگا جب ہم انہیں اس دن کے لئے اکٹھا کریں گے۔ جس میں کوئی شک نہیں اور ہر جان کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔'' (آل عمران:25)

(2) ﴿وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾ ''اور وہ اس کو خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اعمال سے پوری طرح آگاہ ہے اس کو سب کی خبر ہے۔

سوال 2: جو کچھ لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بخوبی جاننے والا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی علم کے مطابق لوگوں کے اعمال سے بخوبی واقف ہے اسے کسی کاتب اور گواہ کی ضرورت نہیں۔ اعمال نامے اور گواہ حجت کے طور پر پیش کیے جائیں گے اور نہ وہ بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے۔

رکوع نمبر 5

﴿وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا‌ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡهَا فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا‌ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰـكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ﴾

''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ گروہ دَر گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے: ''کیا تمہارے پاس خود تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے ربّ کی آیات پڑھ کر سناتے اور تمہیں تمہارے اُس دن کی ملاقات سے ڈراتے؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں! مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چسپاں ہو گیا'' (71)

سوال 1: ﴿وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا‌ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡهَا فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ وَيُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا‌ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰـكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، حتیٰ کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اُس کے نگران اُن سے کہیں گے: ''کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے کچھ رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے ہوں اور تمہیں اُس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں! لیکن عذاب کی بات کافروں پر ثابت ہو گئی'' قیامت کے دن لوگوں کو متفرق گروہوں کی صورت میں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے'' رب العزت جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیں گے تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور انہیں گروہ در گروہ یعنی آگے پیچھے جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَّنَسُوۡقُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرۡدًا﴾ ''اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔'' (مریم:86)

(2) ﴿وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ‌ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ‌ؕ وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا

﴿وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا﴾ ''اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کرتا ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کا کوئی سرپرست ہرگز نہیں پائیں گے، اور ہم قیامت کے دن اُنہیں اُن کے چہروں کے بل اندھا، گونگا اور بہرہ اُٹھائیں گے، اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب کبھی وہ بجھنے لگے گی تو ان کے بھڑکنے کو ہم اور زیادہ کر دیں گے'' (بنی اسرائیل:97)

(3) اور جن لوگوں نے کفر کیا انہیں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ یعنی کافروں کو نہایت سختی سے جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ انتہائی سخت فرشتے کوڑوں سے مارتے ہوئے، بہت برے قید خانے، بدترین جگہ، یعنی جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ جہاں ہر قسم کا عذاب جمع ہوگا اور ہر قسم کی بدبختی موجود ہوگی۔ جہاں ہر سرور زائل ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ ''جس دن اُنہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف، سخت دھکیلا جانا'' (الطور:13) یعنی ان کو دھکے دے کر جہنم میں پھینکا جائے گا کیونکہ وہ جہنم میں داخل ہونے سے مزاحمت کریں گے، ان کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ ﴿زُمَرًا﴾ ''متفرق جماعتوں کی صورت میں'' ہر گروہ اس گروہ کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کے اعمال مناسبت رکھتے ہوں گے اور جن کے کرتوت ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کو لعنت ملامت اور ایک دوسرے سے برأت اور بیزاری کا اظہار کریں گے۔ (تفسیر سعدی:2359,2358/3)

(4) ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ ''حتیٰ کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے'' جب وہ جہنم کے قریب پہنچیں گے تو ان کے لیے دروازے کھول دیے جائیں گے تاکہ بغیر تاخیر کے عذاب میں گھس جائیں۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ﴾ ''اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کا ان میں سے تقسیم شدہ حصہ ہے'' (الحجر:44,43)

(6) ﴿وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ﴾ ''اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے'' جہنم کے سخت مزاج اور طاقت ور داروغے انہیں رسوا کرنے کے لیے ابدی عذاب کی بشارت دیں گے اور انہیں گرج دار آواز میں پوچھیں گے ﴿اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ ''کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے'' کیا تمہارے پاس تمہاری جنس میں سے رسول نہیں آئے تھے جنہیں تم سچا جانتے اور ان سے دین سیکھتے تو آج عذاب سے بچ جاتے۔ (7) ﴿يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ﴾ ''جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے ہوں'' یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیات پڑھ کر سناتے جن میں حق کے واضح دلائل تھے۔

(8) ﴿وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾ ''اور تمہیں اُس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں'' اور وہ تمہیں آخرت کے عذاب سے ڈراتے تو تم رسولوں کی پیروی کرتے۔

(9) ﴿قَالُوْا بَلٰى﴾ ''وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں'' وہ کہیں گے آئے تو تھے۔ رسولوں نے ہمیں ڈرایا تو تھا، اپنی رسالت کے دلائل دیے تھے لیکن ہم نے انہیں جھٹلایا ان کی مخالفت کی اور ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی ہم اسی کے مستحق تھے۔

(10)﴿وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''لیکن عذاب کی بات کافروں پر ثابت ہوگئی'' یعنی کفر کے سبب ان پر عذاب واجب ہوگیا۔ یہ عذاب ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہیں مانتا انہیں جھٹلاتا ہے اور ان کا انکار کرتا ہے۔

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿٨﴾ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿٩﴾ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١٠﴾﴾ ''قریب ہوگی کہ وہ غصے سے پھٹ جائے۔ جب کبھی کوئی گروہ اُس میں ڈالا جائے گا تو اُس کے نگران اُس سے پوچھیں گے: ''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم ایک بڑی گمراہی میں ہو۔'' اور وہ کہیں گے: ''اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے۔'' (الملک:8-10)

سوال 2: ان کے پہنچتے ہی جہنم کے دروازے کیسے اور کیوں کھول دیئے جائیں گے؟

جواب: (1) ان کے پہنچتے ہی جہنم کے ساتوں دروازے کھول دیئے جائیں گے

(2) ان کے پہنچتے ہی دروازے اس لیے کھول دیئے جائیں گے تاکہ سزا میں تاخیر نہ ہو۔

﴿قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾

''کہا جائے گا: ''داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں، اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔'' چنانچہ بُرا ہے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ'' (72)

سوال 1: ﴿قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ''کہا جائے گا: ''داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں، اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو'' چنانچہ بُرا ہے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ'' تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قِيْلَ﴾ ''کہا جائے گا'' انہیں رسوا کرتے ہوئے کہا جائے گا۔

(2) ﴿ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ﴾ ''داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں'' یعنی جہنم کے اس دروازے سے داخل ہو جاؤ جو تمہارے اعمال کے مطابق ہے۔ (3) ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ ''اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو'' اس میں ہمیشہ جلو گے، کبھی نکل نہیں سکو گے۔ نہ بچ سکو گے۔

(4) ﴿فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ''چنانچہ بُرا ہے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ'' تکبر کرنے والوں کا بدترین ٹھکانہ ہے۔ انہوں نے حق کے مقابلے میں تکبر کیا اور جزا عمل کی جنس سے ہوتی ہے۔ انہوں نے حق کی توہین کی ہے جس کے بدلے میں ان کی توہین اور رسوائی کی جا رہی ہے۔

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾

''ان لوگوں کو جو اپنے رب سے ڈرکر رہے، گروہ در گروہ جنت کی طرف لایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہوں گے اور اُس کے نگران اُن سے کہیں گے: ''سلام ہو تم پر! پاکیزہ رہے تم، چنانچہ اس میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ رہنے والے ہو'' (73)

سوال 1: ﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾ ''ان لوگوں کو جو اپنے رب سے ڈرکر رہے، گروہ در گروہ جنت کی طرف لایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہوں گے اور اُس کے نگران اُن سے کہیں گے: ''سلام ہو تم پر! پاکیزہ رہے تم، چنانچہ اس میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ رہنے والے ہو'' متقیوں کو اعزاز کے ساتھ گروہ در گروہ جنت میں لے جایا جائے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ﴾ ''ان لوگوں کو جو اپنے رب سے ڈرکر رہے'' ملائکہ اعزاز کے ساتھ متقیوں کو وفود کی صورت میں لے جائیں گے۔ (2) اللہ تعالیٰ کے مہمان عمدہ سواریوں پر جنت جا رہے ہوں گے سب سے آگے مقرب لوگ ہوں گے اور اونچے درجے کے نیک لوگ ہوں گے پھر اپنے مراتب کے اعتبار سے گروہ در گروہ جنت میں لے جائے جائیں گے۔

(3) نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جانے والے سب سے پہلے گروہ کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح اور دوسرے گروہ کے چہرے آسمان پر چمکنے والے ستاروں میں سے روشن ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔'' (بخاری: 3246)

(4) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے فرائض ادا کیے تھے اور نافرمانیوں سے اجتناب کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو خالص کر کے اس کی عبادت کی۔ اور اس کی عبادت میں شرک نہیں کیا۔ (جامع البیان: 33/24)

(5) ﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ ''یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیے گئے ہوں گے'' جب وہ وہاں تشریف لائیں گے تو دنیا کی سب سے باعزت مخلوق ہے ان کے لیے جنت کے دروازے اس وقت کھول دیے جائیں گے۔ (6) رہی جنت، تو یہ بہت ہی عالی مرتبہ مقام ہے، جہاں ہر شخص نہیں پہنچ سکتا۔ صرف وہی شخص جنت تک پہنچ سکتا ہے جو ان وسائل کو اختیار کرتا ہے جو جنت تک پہنچاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ جنت میں داخل ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل تکریم ہستی کی سفارش کے محتاج ہوں گے۔ مجرد وہاں پہنچنے پر ان کے لیے جنت کے دروازے نہیں کھول دیئے جائیں گے بلکہ وہ جناب

محمد ﷺ سے سفارش کرائیں گے، آپ اہل ایمان کی سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔
یہ آیات کریمہ دلالت کرتی ہیں کہ جہنم اور جنت کے دروازے ہوں گے، جو کھولے اور بند کئے جا سکیں گے۔ اور ہر دروازے پر داروغہ مقرر ہوگا۔ یہ خالص گھر ہیں جہاں صرف وہی شخص داخل ہو سکے گا جو ان کا مستحق ہوگا بخلاف عام گھروں اور جگہوں کے، جہاں ہر کوئی داخل ہو سکتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2361,2360/3)

(7) سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ جس سے داخل ہونے والے صرف روزے دار ہوں گے۔'' (بخاری:3257)

(8) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اس بات کا قائل ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کی بندی (سیدہ مریم) کے بیٹے اور کلمۃ اللہ ہیں جو اس نے سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا تھا اور روح اللہ ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو وہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔'' (مسلم:140)

(9) ﴿وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ﴾ ''اور اُس کے نگران اُن سے کہیں گے: ''سلام ہو تم پر! پاکیزہ رہے تم'' جنت کے دربان خوش کرتے ہوئے سلام کریں گے اور کہیں گے بہت اچھے رہے تم۔

(10) ﴿طِبْتُمْ﴾ تمہارے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی محبت اور اس کی خشیت کے باعث، تمہاری زبانیں اس کے ذکر اور تمہارے جوارح اس کی اطاعت کے باعث اچھے رہے۔ (تفسیر سعدی:2360/3)

(11) ﴿فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾ ''چنانچہ اس میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ رہنے والے ہو'' فرشتے مبارک باد دیتے ہوئے کہیں گے اب تم ہمیشہ کے لیے جنت کی بہاروں میں خوشگوار زندگی گزارو گے یہاں سے کبھی کہیں اور نہیں بھیجے جاؤ گے۔

(12) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک پکارنے والا پکارے گا (یعنی جنت میں) کہ تمھارے لیے زندگی ہے کہ کبھی نہ مرو گے تم اور تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے اور تم جوان رہو گے کہ کبھی بڈھے نہ ہو گے اور تم ہمیشہ آرام میں رہو گے کہ کبھی تکلیف نہ پاؤ گے یہی مراد ہے اس قول سے اللہ تعالیٰ کی ﴿وَتِلْكَ الْجَنَّةُ﴾ یعنی یہی جنت ہے کہ وارث ہوئے تم اس کے اپنے عملوں کے بدلے۔ (ترمذی:3246)

سوال 2: جنت کی طرف لے جانے والے گروہ کیسے ہوں گے؟

جواب: یہ گروہ ہم مرتبہ لوگوں پر مشتمل ہوں گے مثلاً انبیاء، صدیقین اور شہداء اپنے جیسوں کے ساتھ ہوں گے۔ علماء اپنے قرآن کے ساتھ ہوں گے یعنی ہر ایک اپنی طرح کے لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾

''وہ کہیں گے: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں سے جہاں چاہیں گے جگہ بنالیں۔'' سو کیا ہی بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے'' (74)

سوال 1: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ ''وہ کہیں گے: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں سے جہاں چاہیں گے جگہ بنالیں۔'' سو کیا ہی بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے'' جنت کے گھر پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ﴾ ''وہ کہیں گے: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا'' شکر ہے اس ذات کا جس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا، جس نے دارالامتحان میں رکھ کر نفع مند علم اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائی، جس نے رسولوں کی زبان سے ہمارے ساتھ جو وعدے کیے تھے وہ ہمیں ایمان اور نیک اعمال پر جنت عطا فرمائے گا، اس نے ہم سے جنت کے وعدے کو سچا کر دیا جیسے دنیا میں دعا کرتے تھے۔ ﴿رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ ''اے ہمارے رب! جو وعدہ تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے ہمیں وہ عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا بلاشبہ تُو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔'' (آل عمران: 194)

(2) ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور ہم ان کے سینوں سے ہر قسم کا کینہ نکال دیں گے، اُن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے: ''(الحمد للہ) سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے لئے ہدایت دی اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی بھی ہدایت نہ پاتے، بلاشبہ یقیناً ہمارے رب کے رسول یقیناً حق ہی لائے تھے'' اور وہ پکارے جائیں گے: ''یہ جنت کہ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کا بدلہ ہے جو تم عمل کرتے تھے۔'' (الاعراف: 43)

(3) ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ (٣٤) الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ (٣٥)﴾ ''اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا، بلاشبہ ہمارا رب

یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت قدردان ہے۔ جس نے ہمیں اپنے فضل سے اَبدی قیام کی جگہ پر اتار دیا، اُس میں نہ ہمیں کوئی مشقت پہنچتی ہے اور نہ ہی اُس میں ہمیں کبھی تھکاوٹ پہنچتی ہے۔'' (فاطر:35,34)

(4)﴿وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ﴾ ''اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا'' تیرا شکر ہے تو نے ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنا دیا۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً زبور میں ہم نے اس نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ بے شک زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔'' (الانبیا:105)

(5)﴿نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ﴾ ''کہ ہم جنت میں سے جہاں چاہیں گے جگہ بنا لیں'' تیرا شکر ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ اس کی چیزوں میں سے جو چاہیں لے سکتے ہیں۔

(6)﴿فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ ''سو کیا ہی بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے'' پس نیک عمل کرنے والوں کے لیے بدلہ بھی کیسا خوب ہے۔ جنہوں نے ختم ہو جانے والی نہایت قلیل سی مدت میں اپنے رب کی اطاعت کے لیے کوشش کی اور اس کے بدلے انہوں نے خیر عظیم حاصل کی جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ یہ ہے وہ گھر جو حقیقی مدح کا مستحق ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو سرفراز فرمائے گا، جواد و کریم اللہ نے ان کے لیے جنت کے گھر کی مہمانی کو پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو نہایت بلند اور خوبصورت بنایا ہے۔ اس میں اپنے ہاتھوں سے انواع و اقسام کے درخت اور پودے لگائے ہیں۔ اسے اپنی رحمت و تکریم سے لبریز کیا ہے جس کے ادنیٰ حصے سے غم زدہ کو فرحت حاصل ہو گی اور تمام تکدر ختم ہو کر صفا کی تکمیل ہو جائے گی۔ (تفسیر سعدی:2361/3)

(7) اس کی بنیاد اور عمارت موتیوں کے رنگ برنگ کے پتھروں سے ہو گی اور ہر پتھر علیحدہ رنگ کا ہو گا۔ اس محل میں ستر تخت ہوں گے۔ ہر تخت پر ستر ستر چھول داریاں ہوں گی اور ہر حور ستر ستر جوڑوں میں ملبوس ہوں گی، مگر پھر بھی اس کی ٹانگوں کا گودا جھلملاتا ہو گا۔ تمہاری دنیوی رات کی مقدار میں جنتی سب سے محفوظ ہو گا۔ اس قصر عالی شان کے نیچے صاف شفاف پانی کی لذیذ و تازہ اور گرم گرم دودھ کی اور پر کیف شراب کی جسے لوگوں نے پیروں سے روند کر نہ نچوڑا ہو گا۔ اور خالص شہد کی جو مکھیوں کے پیٹ سے نکلتا نہ ہو گا، نہریں جاری ہوں گی پھل اس قدر قریب ہوں گے کہ کھڑے بیٹھے لیٹے آرام سے توڑے جا سکیں فرمایا:﴿وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا﴾ ''اور جنت کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے۔ اور اُس کے خوشے اُن کے بالکل تابع کر دیے جائیں گے، خوب تابع کیا جانا'' (الدھر:14) یعنی جنتی درختوں کے سائے ان کے قریب ہوں گے اور پھل ان کے حکم کے تابع ہوں گے جب جنتی کو کھانے کی خواہش ہو گی تو فوراً اس کے پاس سفید یا سبز پرندے آئیں گے اور اپنے بازو اٹھا کر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ ان کی کروٹوں سے جس قسم کا چاہے گا کھانا کھا لے گا پھر وہ اڑ جائیں گے اور پھر فرشتہ آ کر سلام کرے گا اور پاکیزہ عملوں کی اور جنتوں کی بشارت دے گا۔ (مختصر ابن کثیر:1752/2)

سوال 2: جنتی لوگ نگہبان فرشتوں کو کیا جواب دیں گے؟

جواب: جنتی لوگ کہیں گے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم سے وعدہ پورا کیا۔ ہمیں زمین کا وارث بنا دیا۔ جنت میں ہم جہاں چاہیں جگہ بنالیں۔ ہر عمل کرنے والوں کے لئے کتنا اچھا بدلہ ہے۔

﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' (75)

سوال 1: ﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں'' فرشتے عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرنے میں مصروف ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں'' اے دیکھنے والے! آپ اس دن اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی پاک مخلوق عظیم فرشتوں کو دیکھو گے۔ (2) ﴿حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ﴾ ''کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے'' اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے سر جھکائے ہوئے، اس کی عظمت اور اس کے کمال کا اعتراف کرتے ہوئے، عرش کے اردگرد گھیرا ڈالے ہوئے ہوں گے۔

(3) ﴿يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ ''وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی، بزرگی اور عظمت بیان کر رہے ہوں گے۔

سوال 2: ﴿وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والے کے لیے حمد ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ﴾ ''اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا'' اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے درمیان عدل سے فیصلہ فرما دیں گے۔ (2) ﴿وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''کہا جائے گا: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' ملائکہ اور مومن اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ پھر جنت والے جنت میں رہیں گے اور جہنم والے جہنم میں۔

سوال 3: جب اہل ایمان جنت میں اور اہل کفر و شرک جہنم میں چلے جائیں گے تو بعد میں کیا ہوگا؟

جواب:(1)فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کو گھیر لیں گے۔حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد اور تسبیح کریں گے۔

(2)فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جائے گا۔(3)اس وقت کہا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ کی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(4)ساری کائنات اللہ رب العالمین کی ثناء میں رطب السان ہو جائے گی۔

(5)اس وقت ہر ایک کو پتہ چل جائے گا کہ حمد کی مستحق صرف اللہ کی ذات ہے۔

آیاتها ٨٥ | ٤٠ سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ٦٠ | رکوعاتها ٩

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔اس میں نو رکوع اور 85 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 40 ہے۔اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 60 ہے۔

سوال3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۃ مومن کی (ابتدائی تین آیات) ﴿حم﴾ سے ﴿الیہ المصیر﴾ تک اور آیت الکرسی صبح ہی صبح (بیدار ہونے کے بعد ہی) پڑھی تو ان دونوں کے ذریعہ شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی، اور جس نے ان دونوں کو شام ہوتے ہی پڑھا تو ان کے ذریعہ اس کی صبح ہونے تک حفاظت کی جائے گی۔'' (ترمذی:2879)

رکوع نمبر 6

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿حٰمٓ﴾

''حم''(1)

سوال:﴿حٰمٓ﴾ ''حم'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿حٰمٓ﴾ ''حم'' حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾

''اس کتاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو سب پر غالب، ہر چیز کو جاننے والا ہے''(2)

سوال1:﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''اس کتاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو سب پر غالب، ہر چیز کو جاننے والا ہے۔'' قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ﴾ ''اس کتاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے'' قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جسے اس نے اپنے بندے اور رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

(2)﴿الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''جو سب پر غالب، ہر چیز کو جاننے والا ہے'' رب العزت نے نزول قرآن کے حوالے سے اپنے دو اوصاف کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ قرآن ایسی ہستی کی طرف سے نازل کردہ ہے جو بڑی عزت والا اور علم والا ہے۔ جو اپنے غلبے کی وجہ سے اپنی مخلوق پر غالب رہنے والا العزیز ہے۔ جو اپنے کاموں کو کر کے رہتا ہے۔ اس کے اور اُس کے کام کے درمیان کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔﴿الْعَلِيْمِ﴾ ''ہر چیز کو جاننے والا ہے۔'' جو اپنی مخلوق کی ضروریات اور مطالبات کو جانتا ہے اس نے لوگوں کی ہدایت اور اصلاح کے لیے اس کتاب کو نازل کیا۔

سوال2:اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور العلیم کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے کتاب کے نزول سے اپنی صفت العزیز کا شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے جس کی قوت اور غلبے کے سامنے کوئی پر نہیں مار سکتا وہی انسان کی زندگی کے لیے راہ نمائی کو نازل کرنے والا ہے۔ کوئی اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتا کوئی اس کو تبدیل نہیں کر سکتا وہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے اور سینکڑوں برسوں سے کتاب کا تحریف اور تبدیلی سے پاک ہونا اللہ تعالیٰ کے ''العزیز'' ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ اس نے انسان کو احساس دلایا ہے کہ وہ ان پر غالب ہے اور انسان اس سے بھاگ نہیں سکتے۔

(2)اللہ تعالیٰ نے کتاب کے نزول سے اپنی صفت ''العلیم'' کو ثابت کیا ہے۔ وہ انسانی نفسیات، جذبات، میلانات، رجحانات کی باریکیوں سے واقف ہے وہی انسانی زندگی کی راہنمائی کی کتاب دے سکتا ہے وہ انسان کے ماضی، حال اور مستقبل سے واقف ہے اس کے علم سے کوئی چیز غائب نہیں ہو سکتی وہی بہترین راہنمائی کر سکتا ہے۔

﴿غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾

''گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، بہت سخت سزا دینے والا، بڑے فضل والا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''(3)

سوال1:﴿غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، بہت سخت سزا دینے والا، بڑے فضل والا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے

سوا کوئی معبود نہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿غَافِرِ الذَّنْۢبِ﴾ ''گناہ بخشنے والا'' یعنی جو گناہ گار اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے، نافرمانیوں کے بعد اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرتا ہے۔اس کے گناہ معاف کرنے والا ہے۔جیسا کہ فرمایا:﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّىْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (٤٩) وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (٥٠)﴾ ''میرے بندوں کو بتا دیں بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہوں۔اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے۔'' (الحجر:50,49)

(2)﴿وَقَابِلِ التَّوْبِ﴾ ''اور توبہ قبول کرنے والا'' رجوع کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(3) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شامی کبھی کبھی آیا کرتا تھا۔ایک مرتبہ لمبی مدت تک وہ آیا ہی نہیں تو امیر المومنین نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا انہوں نے کہا کہ اس نے بہ کثرت شراب پینا شروع کر دیا ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب کو بلوا کر کہا لکھو یہ خط ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے فلاں بن فلاں کی طرف بعد از اسلام علیک میں تمھارے سامنے اس اللہ کی تعریفیں کرتا ہوں جس کے ساتھ کوئی معبود نہیں جو گناہوں کو بخشنے والا توبہ کو قبول کرنے والا سخت عذاب والا بڑے احسان والا ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔اسی کی طرف لوٹنا ہے۔یہ خط اس کی طرف بھجوا کر اپنے ساتھیوں سے فرمایا اپنے بھائی کے لیئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو متوجہ کر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے جب اس شخص کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو اس نے اسے بار بار پڑھنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سزا سے ڈرایا بھی ہے اور اپنی رحمت کی امید دلا کر گناہوں کی بخشش کا وعدہ بھی کیا ہے کئی کئی مرتبہ اسے پڑھ کر رو دیئے پھر توبہ کی سچی پکی توبہ کی جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا تو آپ بہت خوش ہوئے۔اور فرمایا اسی طرح کیا کرو۔جب تم دیکھو کہ کوئی مسلمان بھی لغزش کھا گیا تو اسے سیدھا کرو اور مضبوط کرو اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ (ابن کثیر 450/4)

(4)﴿شَدِيْدِ الْعِقَابِ﴾ ''بہت سخت سزا دینے والا'' جو گناہوں سے توبہ کریں، بار بار گناہ کریں ان کو سخت سزا دینے والا ہے۔

(5)﴿ذِي الطَّوْلِ﴾ ''بڑے فضل والا ہے'' اللہ تعالیٰ بڑے احسان، فضل اور کرم کرنے والا ہے۔اپنے بندوں پر کثیر احسانات کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (النحل:18)

(6)﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''اُس کے سوا کوئی معبود نہیں'' کسی معبود کی عبادت کرنا درست نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو العزیز، العلیم ہے۔

(7)﴿اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے'' سب لوگوں کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ ﴿غَافِرِ الذَّنْۢبِ﴾ ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ ﴿غَافِرِ الذَّنْۢبِ﴾ ہے گزشتہ گناہ معاف کرنے والا ہے۔(2) وہ ﴿غَافِرِ الذَّنْۢبِ﴾ ہے گناہوں کو ڈھانپ دینے

والا ہے۔(3) وہ ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ﴾ انسان کو گناہوں کے اثرات سے نکالنے والا ہے۔(4) وہ ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ﴾ ہے انسان کی کمزوریوں سے واقف ہے۔(5) اپنے علم سے وہ یہ جانتا ہے کہ کون بخشش کا مستحق ہے (6) اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے لیے کافی ہے۔

سوال 3: قابل التوب سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) توبہ قبول کرنے والا جو نافرمانوں پر مہربانی کرتا ہے۔(2) اللہ تعالیٰ قابل التوب ہے مستقبل میں ہونے والی خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔(3) کافر و مشرک اگر توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔(4) اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھولتے ہیں اور گناہ گاروں کو بھی بلا روک ٹوک اندر آنے دیتے ہیں یقیناً وہ قابل التوب ہیں۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ کے شدید العقاب کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے تکبر کرنے والوں کو سخت سزا دینے والا ہے۔(2) اللہ تعالیٰ آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والوں کے لیے شدید العقاب ہے۔(3) اللہ تعالیٰ سرکشی کا راستہ اختیار کرنے والوں کے لیے شدید العقاب ہے۔(4) اللہ تعالیٰ اسلام کے دشمنوں کے لیے شدید العقاب ہے۔

سوال 5: اللہ تعالیٰ کے ذی الطول ہونے کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) طول کے معنی فراخی اور تونگری کے ہیں ذی الطول سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فراخی عطا کرنے والا ہے۔(2) اللہ تعالیٰ ذی الطول ہے وہ لوگوں کی نیکیوں میں اضافہ کر کے ان پر انعام کرتے ہیں۔(3) اللہ تعالیٰ ذی الطول ہے وہ لوگوں کو اس قدر عطا کرتے ہیں کہ انعامات کا کوئی حساب نہیں۔

سوال 6: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے ذریعے اللہ اور بندے کے تعلق کو واضح کر کے کس مقصد کے لیے تیار کیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے ذریعے انسانوں کے ذہن میں اپنا اور ان کا تعلق بٹھایا ہے۔ ان کے شعور، ان کے ادراک میں اللہ تعالیٰ کا رابطہ بٹھا دیا ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے چوکنے ہو کر احتیاط سے معاملہ کریں۔(2) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے تعلق کا شعور دلا کر یہ احساس دلایا ہے کہ وہ اس سے معاملہ کرتے ہوئے اور زندگی کو برتتے ہوئے ہمیشہ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس چیز سے ناراض ہوتا اور کس چیز سے راضی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی کا ہر کام کرے۔

﴿مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ﴾

”اللہ تعالیٰ کی آیات میں نہیں جھگڑے کرتے مگر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، تو اُن کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے“ (4)

سوال1:﴿مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی آیات میں نہیں جھگڑے کرتے مگر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، تو اُن کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے'' کافر اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑے کرتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اللہ تعالیٰ کی آیات میں نہیں جھگڑے کرتے مگر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا'' یعنی قرآن کی آیات میں کافر جھگڑے کرتے ہیں۔

(2) یہاں مجادلہ سے مراد ہے، آیات الٰہی کو رد کرنا اور باطل کے ذریعے سے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے جھگڑا کرنا اور یہ کفار کا کام ہے، رہے اہل ایمان تو وہ حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں تا کہ اس کے ذریعے سے باطل کو نیچا دکھائیں۔ انسان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے دنیاوی احوال سے دھوکہ کھائے اور یہ سمجھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں اس کو اپنی نعمتوں سے نوازنا، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے اور وہ حق پر ہے۔ (تفسیر سعدی:2363/3)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔ (الدر المنثور:646/5)

(4) رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو قرآن میں بحث کرتے سنا تو فرمایا تم سے پہلے کی امتیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعض حصوں کو دوسرے حصوں سے لڑایا حالانکہ اللہ کی کتاب اس طور پر نازل ہوئی تھی کہ ہر حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا تھا تم لوگ قرآن کے بعض حصوں کی دوسرے حصوں کے ذریعہ سے تکذیب نہ کرو اگر کچھ نہیں جانتے ہو تو کہہ دو نہیں جانتے تو اس شخص کے سپرد کر دو جو عالم ہو۔ (تفسیر مظہری:143/10)

(5)﴿فَلَا یَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ﴾ ''تو اُن کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے'' ان کا دنیا میں عیش و آرام اور ساز و سامان دیکھ کر آپ دھوکہ نہ کھائیں۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جیسا کہ فرمایا:﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ﴾ ''ہم انہیں بہت تھوڑا سا سامان دے رہے ہیں، پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔'' (لقمان:24)

(6) یہاں مجادلہ سے مراد ہے، آیات الٰہی کو رد کرنا اور باطل کے ذریعے سے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے جھگڑا کرنا اور یہ کفار کا کام ہے، رہے اہل ایمان تو وہ حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں تا کہ اس کے ذریعے سے باطل کو نیچا دکھائیں۔ انسان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے دنیاوی احوال سے دھوکہ کھائے اور یہ سمجھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں اس کو اپنی نعمتوں سے نوازنا، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے اور وہ حق پر ہے۔ (تفسیر سعدی:2363/3)

سوال2: اللہ تعالیٰ کی آیات میں کون جھگڑے کرتا ہے؟

جواب: کافر اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں جھگڑے کرتے ہیں جبکہ پوری کائنات حق کا اعتراف کر رہی ہے۔

سوال3: شہروں میں ان کا چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ مشرک اور کافر جو تجارت کرتے ہیں جتنی وہ دوڑ دھوپ کرتے ہیں کثیر منافع حاصل کرتے ہیں۔ جتنے بھی اقتدار اور جاہ و مال کے وہ مالک ہوں آخر وہ تباہ ہونے والے ہیں لہذا آپ کسی دھوکے میں نہ رہیں۔ اس سے پہلے بھی ایسے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔

﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾

''اُن سے پہلے قوم نوح جھٹلا چکی اور اُس کے بعد دوسرے گروہوں نے بھی جھٹلایا، ہر قوم نے اپنے رسول کے متعلق ارادہ کیا کہ اُسے پکڑیں اور انہوں نے باطل کے ذریعے جھگڑا کیا تا کہ اُس کے ذریعے حق کو پھسلا دیں، تو میں نے انہیں پکڑ لیا، پھر کیسی تھی میری سزا؟'' (5)

سوال1: ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ ''اُن سے پہلے قوم نوح جھٹلا چکی اور اُس کے بعد دوسرے گروہوں نے بھی جھٹلایا، ہر قوم نے اپنے رسول کے متعلق ارادہ کیا کہ اُسے پکڑیں اور انہوں نے باطل کے ذریعے جھگڑا کیا تا کہ اُس کے ذریعے حق کو پھسلا دیں، تو میں نے انہیں پکڑ لیا، پھر کیسی تھی میری سزا؟'' ہر قوم نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور اس کی مخالفت کی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ﴾ ''اُن سے پہلے قوم نوح جھٹلا چکی اور اُس کے بعد دوسرے گروہوں نے بھی جھٹلایا'' رب العزت نے آپ ﷺ کو تسلی دی ہے کہ اگر آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو جھٹلاتی اور مخالفت کرتی ہے تو قوم نوح علیہ السلام کے بعد ہر قوم نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی۔ جیسے عاد، ثمود، قوم ابراہیم، قوم لوط، اصحاب مدین اور فرعون وغیرہ نے جھٹلایا۔ (2) ﴿وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ﴾ ''ہر قوم نے اپنے رسول کے متعلق ارادہ کیا کہ اُسے پکڑیں'' ہر گروہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے رسول کو گرفتار کر لیں یعنی اسے قتل کر دیں۔

(3) ﴿وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ﴾ ''اور انہوں نے باطل کے ذریعے جھگڑا کیا تا کہ اُس کے ذریعے حق کو پھسلا دیں'' سیدنا یحیی بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انہوں نے انبیاء سے شرک کے ساتھ جھگڑا کیا تا کہ وہ ایمان کو باطل ثابت کریں۔ (تفسیر مراغی 295/8)

(4) طبرانی میں فرمان رسول ﷺ ہے کہ جس نے باطل کی مدد کی تا کہ حق کو کمزور کرے اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

بری الذمہ ہیں۔ (ابن کثیر:451)

(5)﴿فَاَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ ''تو میں نے انہیں پکڑ لیا، پھر کیسی تھی میری سزا؟'' میں نے ان کے گناہوں اور زیادتیوں پر پکڑ لیا اور انہیں برباد کر دیا کبھی طوفانی ہوا سے کبھی زمین نے اپنی گرفت میں لے لیا یا سمندر کو حکم دیا کہ انہیں غرق کر دے۔

سوال 2: ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیوں کیا؟

جواب: (1) ہر امت نے اپنے رسول کو اس لئے گرفتار کرنا چاہا ہے تا کہ عام لوگوں کو دھوکہ دے سکیں اور حق کا مقابلہ کر کے اسے نیچا دکھائیں اور حق میں کیڑے نکال کر اسے کمزور کر دیں۔

(2) ہر دور میں رسولوں کو گرفتار کرنے کا ارادہ اس لئے بھی کیا گیا کہ وہ رسولوں کو سزا دیں یا قتل کر دیں۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے غلبے کا شعور کیسے دلایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ﴿فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ کے الفاظ سے کہ پھر میری سزا کیسی سخت تھی کہہ کر یہ احساس دلایا کہ دیکھو گزشتہ اقوام کی تباہی کے آثار کیا بتاتے ہیں کہ اللہ کی سزا کتنی سخت تھی کس طرح اللہ نے انہیں حرف غلط کی طرح مٹا دیا اور نشان عبرت بنا دیا۔

﴿وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾

''اور اسی طرح آپ کے رب کی بات اُن پر ثابت ہوگئی جنہوں نے کفر کیا کہ یقیناً وہ جہنم والے ہیں'' (6)

سوال 1: ﴿وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ ''اور اسی طرح آپ کے رب کی بات اُن پر ثابت ہوگئی جنہوں نے کفر کیا کہ یقیناً وہ جہنم والے ہیں۔'' جنہوں نے کفر کیا وہ جہنم والے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا﴾ ''اور اسی طرح آپ کے رب کی بات اُن پر ثابت ہوگئی جنہوں نے کفر کیا'' کافروں پر یہ بات چسپاں ہوگئی ہے۔ (2) ﴿اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ ''کہ یقیناً وہ جہنم والے ہیں'' کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہیں، آگ میں جانے والے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کافروں کے حق میں کیسے ثابت ہوگیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کافروں کے لیے چسپاں ہوا۔ رب کا عذاب جب پچھلی امتوں پر ثابت ہوگیا تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہوگیا وہ قومیں ہلاک کر دی گئیں اور جھگڑا ختم ہوگیا۔ اب دنیا کے عذاب کے بعد ان کے لیے جہنم کا فیصلہ بھی چسپاں ہوگیا ہے اس طرح اہل مکہ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر وہ باز نہ آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ترک نہ کی اور جھگڑا ختم نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کی گرفت میں

آجائیں گے اور کوئی انہیں بچانے والا نہ ہوگا۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾

''جو (فرشتے) عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ دُعائے مغفرت کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے، چنانچہ اُن لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور جنہوں نے تیرے راستے کی پیروی کی اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے'' (7)

سوال 1: ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾ ''جو (فرشتے) عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ دُعائے مغفرت کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے، چنانچہ اُن لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور جنہوں نے تیرے راستے کی پیروی کی اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے'' عرش اٹھانے والے فرشتوں کا اہل ایمان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرنا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ﴾ ''جو (فرشتے) عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں'' رب العزت نے اپنے لطف و کرم کا ذکر فرمایا ہے کہ کیسے وہ ان کے لیے ایسے اسباب مہیا کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ سعادت کے مستحق بنتے ہیں۔

(2) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ یعنی رحمٰن کا عرش، جو تمام مخلوقات کی چھت ہے۔ جو تمام مخلوقات میں سب سے بڑا سب سے وسیع، سب سے خوبصورت اور اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے، جو زمین و آسمان اور کرسی پر چھایا ہوا ہے۔ ان فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے عرش اٹھانے پر مقرر کیا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب سے بڑے اور سب سے طاقتور فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان فرشتوں کو اپنا عرش اٹھانے کے لیے چن لینا، ذکر میں ان کو مقدم رکھنا اور ان کو اپنے قرب سے سرفراز کرنا دلالت کرتا ہے کہ یہ سب سے افضل فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ﴾ ''اور اُس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر اُٹھائیں گے۔'' (الحاقۃ:17) ﴿وَمَنْ حَوْلَهٗ﴾ ''اور جو اس کے اردگرد ہیں۔'' (تفسیر سعدی:2366/3)

(4)﴿يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ ''وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں'' یعنی وہ کثرت سے عبادت کرنے والے ﴿سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ﴾ کہتے ہیں۔ یہی ان کی نماز اور تسبیح ہے۔ (ایسر التفاسیر:1352,1351)

(5)﴿وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ ''اور وہ اُس پر ایمان لاتے ہیٔ'' اور وہ کیسے نہ ایمان رکھیں کہ وہ اس کے پاس ہیں۔

(6) فرشتوں کے بارے میں رب العزت نے تین چیزیں بتائی ہیں۔(i) تسبیح و تحمید (ii) اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان (iii) مومنوں کے لیے استغفار۔ (تفسیر منیر:399/12)

(7)﴿وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ '' اور وہ دُعائے مغفرت کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے'' یعنی قدر و منزلت اور فضیلت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ﴿يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ یہ ان فرشتوں کی، ان کی کثرت عبادت، خاص طور پر تسبیح و تحمید، کی بنا پر مدح ہے۔ تسبیح و تحمید میں تمام عبادات داخل ہیں کیونکہ تمام عبادات کے ذریعے سے اس طرح اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کی جاتی ہے کہ بندہ اپنی عبادات کو غیر اللہ سے ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرتا ہے، یہ عبادات اللہ تعالیٰ کی حمد ہیں بلکہ حمد ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ رہا بندے کا قول تو یہ بھی اسی میں داخل ہے اور جملہ عبادات میں شامل ہے۔ (تفسیر سعدی:2366,2365/3)

(8)﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا﴾ ''اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے'' فرشتے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں اے ہمارے رب! تیری رحمت اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ تیری رحمت کائنات کی ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ تیرے علم سے کوئی چیز بھی اوجھل نہیں ہے۔

(9)﴿فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ﴾ ''چنانچہ اُن لوگوں کو بخش دے'' اے ہمارے رب! اپنی رحمت اور اپنے علم کی وجہ سے تو اپنی مخلوق کو جانتا ہے تو جن لوگوں نے شرک اور گناہوں سے توبہ کرلی۔

(10)﴿وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ﴾ ''اور جنہوں نے تیرے راستے کی پیروی کی'' جنہوں نے تیرے رسولوں کی اتباع کی اور تیری اطاعت کی۔

(11)﴿وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾ ''اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے'' یا اللہ! انہیں دوزخ کے عذاب سے اور اس کے اسباب سے بچالینا۔

سوال 2: عرش کو اٹھانے والے فرشتے کیا کام کرتے ہیں؟

جواب: (1) عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور جو عرش کے گرد ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

(2) وہ ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (3) وہ اہل ایمان کے جنت میں داخلے کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (4) وہ اہل ایمان کی بیویوں اور اولادوں کے ان کے ساتھ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ (5) وہ اہل ایمان کو برائیوں سے بچانے کی دعا کرتے ہیں۔

سوال3: فرشتے اہل ایمان کے لیے کیسے مغفرت کی دعا کرتے ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اظہار کرتے ہیں کہ تیری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ اور یہ کہ اے اللہ تو نے اپنے علم سے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے پھر آپ انہیں بخش دیں جو توبہ کریں اور جو آپ کے راستے کی پیروی کریں اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیں۔

سوال4: فرشتوں کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی قدر و منزلت کا کیسے یقین دلایا ہے؟

جواب: ایمان والوں کو کافر ہلکا سمجھتے ہیں ان کے خلاف محاذ آرائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی دعاؤں سے ایمان والوں کی قدر و منزلت کا یقین دلایا ہے کہ جن کی مادی دنیا میں قدر نہیں مقرب فرشتے ان کی کیسے قدر کرتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآءِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

''اے ہمارے رب! اور اُنہیں ہمیشہ کی جنتوں میں داخل فرما جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور اُن کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیک ہیں۔ یقیناً تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (8)

سوال1: ﴿رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآءِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''اے ہمارے رب! اور اُنہیں ہمیشہ کی جنتوں میں داخل فرما جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور اُن کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیک ہیں۔ یقیناً تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' مسلمانوں کی اولاد جنت میں ان کے ساتھ ہوگی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ﴾ ''اے ہمارے رب! اور اُنہیں ہمیشہ کی جنتوں میں داخل فرما جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہے'' فرشتے اہل ایمان کے لیے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے اپنے رسولوں کی زبان سے جو ہمیشہ رہنے والی جنت اور سعادت کا وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما دیجیے انہیں جنت میں داخل فرما دیجیے۔

(2) ﴿وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآءِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ﴾ ''جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور اُن کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیک ہیں'' یعنی جو ان کے والدین، بیویوں اور اولاد میں سے ایمان لا کر نیک عمل کرنے والے، اپنی اصلاح کرنے والے ہوں۔ انہیں بھی جنت میں اکٹھا فرما دے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ﴾ ''اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد جو ایمان کے ساتھ ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور اُن کے عمل میں سے کچھ بھی کمی نہ کریں گے۔ ہر شخص اس کے بدلے جو اس نے

کمایا گروی رکھا ہوا ہے۔'' (الطور:21)

(3)﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''یقیناتو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' اور جو اس کے ارد گرد ہیں۔(تفسیر سعدی:2366/3)

(4)ان کا یہ قول اللہ تعالیٰ کی صفت عزت اور غلبہ سے توسل اختیار کرنا ہے۔(ایسر التفاسیر: 1352)

سوال2: فرشتے اہل ایمان کے جنت میں ان کے داخلے کی دعا میں ان کے گھر والوں کو کیوں شامل کرتے ہیں؟

جواب: (1) جنت میں داخلہ بہت بڑی نعمت ہے اس کے لیے فرشتوں کی دعا ان کی ایمان اور ایمان والوں سے محبت کا ثبوت ہے۔

(2) آباء، ازواج اور اولاد کا جنت میں اکٹھے ہونا بہت بڑی نعمت ہے فرشتے یہ دعا اس لیے کرتے ہیں تا کہ اہل ایمان جنت میں جمع ہوں اور ان کی آنکھیں ایک دوسرے سے ٹھنڈی ہوں۔

سوال3: جنت میں آباء، ازواج اور اولاد کے اکٹھے ہونے سے کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: اس سے پتہ چلتا ہے کہ آباء، ازواج اور اولاد کے رشتے دنیا میں خون کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں اور آخرت میں ایمان کی وجہ سے اگر ایمان نہ ہو تو رشتے کٹ جاتے ہیں۔

سوال4: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الحکیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آباء، ازواج اور اولاد کو جنت میں اکٹھا کرنے پر غالب ہونے سے اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رشتوں کو جوڑنے سے اپنی حکمت کا شعور دلایا ہے اللہ الحکیم ہے وہ ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے جنت میں رشتوں کو اکٹھا کر دے گا۔

﴿وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

''اور اُن کو بُرائیوں سے بچالے اور جس کو تُو نے اُس دن بُرائیوں سے بچالیا تو یقیناً اُس پر تُو نے رحم کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے''(9)

سوال1: ﴿وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ''اور اُن کو بُرائیوں سے بچالے اور جس کو تُو نے اُس دن بُرائیوں سے بچالیا تو یقیناً اُس پر تُو نے رحم کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے'' فرشتوں کی دعا: ایمان والوں کو برائیوں سے بچالے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ﴾ ''اور بچالے ان کو برائیوں سے'' السیئات کے تین معنی ہیں۔(i) غلط عقائد، بگڑے ہوئے اخلاق اور برے اعمال، (ii) گمراہی اور اعمال بد کا وبال، (iii) آفات و مصائب اور تکلیفیں خواہ وہ دنیا کی ہوں، عالم برزخ کی ہوں یا عالم قیامت کی ہوں۔ یہاں تین قسم کی برائیاں مراد ہیں۔ روز محشر کی برائیوں سے مراد اس دن کی ہولناکیاں، انتہائی تپش اور شدت پیاس، اپنا محاسبہ کا خوف، مجرمین

کی برسرعام رسوائی وغیرہ ہیں۔(تیسیر القرآن:4/69)

(2)﴿وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ﴾ ’’اور جس کوتو نے اُس دن بُرائیوں سے بچالیا‘‘ جس کوتو نے قیامت کے دن کی برائیوں سے بچالیا اس کا مواخذہ نہ کیا۔(3)﴿فَقَدْ رَحِمْتَهٗ﴾ ’’تو یقیناً اُس پرتُو نے رحم کیا‘‘ یعنی تم نے اس کی ستر پوشی کی،اس کی رسوائی نہیں کی اسے معاف کیا اور عذاب نہیں دیا۔(ایسر التفاسیر:1352)

(4)﴿وَذٰلِكَ﴾ ’’اور یہی یعنی برائیوں کا دور کرنا اور ان چیزوں کا حاصل ہونا جن میں رغبت ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے ہے۔

(5)﴿هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ’’وہ کامیابی ہے بڑی‘‘ یعنی یہ اتنی بڑی کامیابی کہ اس جیسی کوئی اور کامیابی نہیں اور اس کے لیے سبقت لے جانے والوں کو سبقت لے جانی چاہیے۔

سوال2: فرشتوں کی دعا کی خشیت واضح کریں؟

جواب:(1)فرشتوں کی یہ دعا اس حقیقت کو متضمن ہے کہ فرشتے اپنے رب کی کامل معرفت سے سرفراز ہیں وہ اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کو وسیلہ بناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف سے اپنے اسماء کو وسیلہ بنانے اور جو دعا مانگی جارہی ہو اس کی مناسبت سے اسمائے الٰہی کو وسیلہ بنانے کو پسند کرتا ہے۔

(2)بندوں کی دعا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول اور نفوس بشری کے تقاضوں کے اثرات کے ازالے کے لیے ہوتی ہے،جن کے نقص اور ان کے تقاضوں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے،لہٰذا جب وہ ان معاصی اور ان کے مبادی و اسباب کا تقاضا کرتے ہیں۔جن کا اللہ تعالیٰ کے علم نے احاطہ کر رکھا ہے۔تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے متعلق کمال ادب کو متضمن کیا۔

(3)نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے اختیار میں کچھ نہیں یہ تو ان کی اپنے رب کے سامنے دعا ہے جو ہر لحاظ سے ایک محتاج ہستی سے صادر ہوتی ہے،جو کسی بھی حال کو اپنا وسیلہ نہیں بنا سکتی۔یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا کرم و احسان ہے۔

(4)اپنے رب کے ساتھ ان کی موافقت،ان اعمال،یعنی عبادات سے محبت کو متضمن ہے جن کو وہ پسند کرتا ہے،جسے وہ قائم کرتے ہیں اور محبت کرنے والوں کی جدوجہد کی طرح جدوجہد کرتے ہیں،وہ ہیں اہل ایمان اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق میں سے انہی سے محبت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مکلف مخلوق کو ناپسند کرتا ہے مگر ان میں سے اہل ایمان کو پسند کرتا ہے۔

(5)فرشتوں کی اہل ایمان کے ساتھ محبت ہے کہ وہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں،ان کے احوال کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ کسی شخص کے لیے دعا کرنا،اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ دعا کرنے والا اس شخص سے محبت کرتا ہے کیونکہ انسان صرف اسی کے لئے دعا مانگتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:3/2367)

سوال3: فرشتوں کی اس دعا کا کیا مطلب ہے کہ یا اللہ انہیں السَّيِّاٰتِ سے بچالے؟

جواب: (1) اس کا مطلب ہے کہ یا اللہ اہل ایمان کو عقوبات سے، آخرت کی سزاؤں سے اور برائیوں سے بچالے۔

(2) اس کا مطلب ہے کہ اللہ کا سزا سے بچانا ہی رحمت ہے۔

(3) اس کا مطلب ہے کہ سزا سے بچانا ہی بڑی کامیابی ہے۔

رکوع نمبر 7

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ﴾

''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اُن کو پکارا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ تم پر تمہارے اپنے غصے سے بہت زیادہ ہے جب تمہیں ایمان کی طرف بُلایا جاتا تھا پھر تم کفر کرتے تھے'' (10)

سوال 1: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اُن کو پکارا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ تم پر تمہارے اپنے غصے سے بہت زیادہ ہے جب تمہیں ایمان کی طرف بُلایا جاتا تھا پھر تم کفر کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ کا جہنم والوں پر غصہ بہت زیادہ ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے کافروں کی دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست پر ان کی رسوائی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا'' یعنی جن لوگوں نے اپنے رب، اس کی ملاقات اور اس کی توحید کا انکار کیا۔

(2) ﴿یُنَادَوْنَ﴾ ''اُن کو پکارا جائے گا'' جب وہ جہنم کی آگ کے شعلوں میں گھر جائیں گے اور اپنے آپ کو ملامت کریں گے تو فرشتے انہیں آوازیں دیں گے۔

(3) ﴿لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ تم پر تمہارے اپنے غصے سے بہت زیادہ ہے'' یعنی آج جتنا تمہیں اپنے اوپر غصہ ہے اللہ تعالیٰ کا غصہ تم پر اس سے بہت زیادہ ہے۔ تم نے خود اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سودا کیا۔

(4) ﴿اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ﴾ ''جب تمہیں ایمان کی طرف بُلایا جاتا تھا پھر تم کفر کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب یہ تھا کہ تمہیں جب ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا، توحید اور اطاعت کی دعوت دی جاتی تھی تو تم کفر کرتے تھے اور تکبر کرتے تھے۔ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خود نکل گئے تو اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہو گیا اور آج تم اس کے نتیجے میں اس ذلت کے عذاب میں ہو۔

سوال 2: کافروں کو کون پکار کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ناراض تھا بہ نسبت تمہاری ناراضگی کے جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا؟

جواب: کافروں کومخلوق خدا پکار کر کہے گی کہ جب رسول تمہیں حق کی طرف بلاتے تھے تو تمہیں سخت تکلیف ہوتی تھی اور تمہارے رویے سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوئے۔

سوال3: کافروں کو کب اور کہاں پکارا جائے گا؟

جواب: کافر جب دوزخ کی آگ میں جلیں گے تو خود پر بے حد ناراض ہوں گے اس وقت انہیں پکارا جائے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا نتیجہ ہے کہ تم آگ میں ہو۔

سوال4: مَقۡتُ اللّٰهِ سے کیا مراد ہے؟

جواب:(1)مقت سخت ناراضگی اور شدید ناپسندیدگی کو کہتے ہیں۔(2)مقت اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی شدید ناپسندیدگی اور سخت ناراضگی ہے۔

﴿قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَيۡنِ وَاَحۡيَيۡتَنَا اثۡنَتَيۡنِ فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا فَهَلۡ اِلٰى خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِيۡلٍ﴾

کہیں گے: ”اے ہمارے رب! تُو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور تُو نے ہمیں دو دفعہ زندگی دی سو ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، تو کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟“(11)

سوال1:﴿قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَيۡنِ وَاَحۡيَيۡتَنَا اثۡنَتَيۡنِ فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا فَهَلۡ اِلٰى خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِيۡلٍ﴾ ”کہیں گے: ”اے ہمارے رب! تُو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور تُو نے ہمیں دو دفعہ زندگی دی سو ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، تو کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟“ دوبار زندگی اور دوبار موت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:﴿قَالُوۡا﴾ ”کہیں گے“ جہنم میں جانے والے کہیں گے۔

(2)﴿رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَيۡنِ﴾ ”اے ہمارے رب! تُو نے ہمیں دو دفعہ موت دی“ ایک قول کے مطابق اس سے مراد پہلی موت اور دو مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان کی موت ہے یا اس سے مراد ان کے وجود میں لائے جانے سے پہلے عدم محض اور وجود میں لائے جانے کے بعد کی موت ہے۔(3)﴿وَاَحۡيَيۡتَنَا اثۡنَتَيۡنِ﴾ ”اور دو مرتبہ تو نے ہمیں زندہ کیا“ یعنی دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی۔(تفسیر سعدی:2369/3)

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَكُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ﴾ ”تم کیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اُس نے تمہیں زندگی عطا کی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“(البقرہ:28)

(5)﴿فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا فَهَلۡ اِلٰى خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِيۡلٍ﴾ ”سو ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، تو کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ

ہے؟" جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس کے عذابوں کو سہنے کے بعد بلک بلک کر اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے اور دعائیں کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ۚ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ﴾ "اور وہ اُس میں چیخ رہے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہمیں نکال اس کے برعکس ہم نیک عمل کریں گے، جو ہم کیا کرتے تھے۔ اور کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو نصیحت حاصل کر سکتا تھا؟ اور تمہارے پاس خبردار کرنے والا آ چکا تھا، چنانچہ چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔" (فاطر:37)

(6) ﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾﴾ "اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال، پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بلاشبہ ہم ہی ظالم ہوں گے۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "یہیں خوار رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔" (المومنون:108,107)

سوال 2: دو زندگیوں اور دو موتوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) دو دفعہ کی موت میں سے پہلی موت اس زندگی سے پہلے کی حالت ہے یعنی عدم وجود، موت کی حالت تھی۔ (2) دوسری موت اس سے زندگی کے بعد آنے والی موت مراد ہے۔ (3) دو زندگیوں میں سے پہلی زندگی دنیا کی زندگی ہے جس کا آغاز پیدائش سے اور اختتام موت پر ہوتا ہے۔ (4) دوسری زندگی وہ ہے جو قیامت والے دن قبروں سے اٹھ کر حاصل ہوگی۔

سوال 3: جہنم میں کافروں کی کیا خواہش ہوگی؟

جواب: جہنم میں کافر یہ خواہش کریں گے کہ ایک دفعہ دنیا میں لوٹا مل جائے تو ہم نیکیاں کما کر لائیں گے۔

﴿ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ﴾

"یہ اس لیے ہے کہ یقیناً جب اکیلے اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے اور اگر دوسروں کو شریک کیا جاتا اس کے ساتھ تو تم اُنہیں مان جاتے تھے چنانچہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جو بہت بلند، بہت بڑا ہے" (12)

سوال 1: ﴿ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ﴾ "یہ اس لیے ہے کہ یقیناً جب اکیلے اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے اور اگر دوسروں کو شریک کیا جاتا اس کے ساتھ تو تم اُنہیں مان جاتے تھے چنانچہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جو بہت بلند، بہت بڑا ہے" تم دنیا میں لوٹا دیے جاؤ تو توحید کو ٹھکرا کر پھر شرک کرو گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ذَٰلِكُم﴾ "اس لیے ہے" یعنی جس عذاب میں تم مبتلا ہو۔

(2) ﴿بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ﴾ "کہ یقیناً جب اکیلے اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے" اس وجہ سے کہ جب تمہیں

ایک اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم توحید کا انکار کرتے تھے۔

(3)﴿وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا﴾ ''اور اگر دوسروں کو شریک کیا جاتا تو تم اُنہیں مان جاتے تھے'' یعنی تم شرک کی دعوت کو قبول کر لیتے تھے۔ تمہارے اس رویے نے تمہیں جہنم تک پہنچا دیا۔ تم نے دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی ناراضی والے اسباب کو ترجیح دی۔ (4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا﴾ ''اور اگر وہ بھلائی کا راستہ دیکھ لیں (تو بھی) اس کو اپنا راستہ نہ بنالیں گے۔'' (الاعراف:146)

(5)﴿فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ﴾ ''چنانچہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے'' اللہ تعالیٰ کا حکم ہی بلند ہے۔ وہ اپنے فیصلوں میں ظلم کرنے والا نہیں۔ وہ اپنی حکمت سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ وہ اپنی حکمت سے جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور جس پر چاہتا ہے اپنا قہر نازل فرماتا ہے۔

(6)﴿الْعَلِيِّ﴾ سے مراد وہ ہستی ہے جو علو ذات، علو قدر اور علو قہر، یعنی ہر لحاظ سے مطلق بلندی کی مالک ہے۔ اس کے علو قدر میں سے اس کا کمال عدل ہے کہ وہ تمام اشیا کو اپنے اپنے مقام پر رکھتا ہے۔ وہ تقویٰ شعار لوگوں اور فاسق وفاجر لوگوں کو مساوی قرار نہیں دیتا۔ ﴿الْكَبِيْرِ﴾ وہ اپنے اسماء وصفات اور افعال میں کبریا اور عظمت ومجد کا مالک ہے۔ جو ہر آفت، ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔ جب فیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں دائمی خلود کا فیصلہ کیا ہے تو اس کے فیصلے میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر سعدی:2370,2369/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے جہنم سے نکالے نہ جانے کا کیا سبب بیان کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ تم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرنے والے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا تو تم خوش ہو جاتے تھے۔

سوال 3: اہل جہنم کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے کیسے آگاہ کیا جائے گا؟

جواب: اہل جہنم سے کہا جائے گا کہ حکم ایک اللہ تعالیٰ کا ہے اب تمہارے لیے ہمیشہ کے لیے آگ کا عذاب ہے جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ''العلی'' اور ''الکبیر'' کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فیصلے کے حوالے سے دو صفات کا ذکر کیا ہے۔ (2) العلی وہ ہے جو ان تمام باتوں سے بلند ہے کہ اس کی ذات یا صفات میں کوئی اس جیسا ہو۔ (3) الکبیر وہ ہے جو اس سے بڑا ہو کہ اس کی کوئی مثل بیوی یا اولاد ہو۔ (4) فیصلے وہی کر سکتا ہے جو العلی اور الکبیر ہو یعنی جو اپنی ذات اور صفات میں بڑا ہو اور جس کے بیوی اور اولاد بھی نہ ہو۔ جو بلند تر ہے وہی تعصبات سے آزاد ہو سکتا ہے۔ غیر جانبدارانہ حق کے مطابق فیصلے کر سکتا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ﴾

''وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دِکھاتا ہے اور جو آسمان سے تمہارے لیے رزق اُتارتا ہے اور نصیحت نہیں قبول کرتا مگر جو رجوع کرتا ہے''(13)

سوال 1:﴿هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ﴾''وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دِکھاتا ہے اور جو آسمان سے تمہارے لیے رزق اُتارتا ہے اور نصیحت نہیں قبول کرتا مگر جو رجوع کرتا ہے''صاحب بصیرت ہی عبرت حاصل کرتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ﴾''وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دِکھاتا ہے''رب العزت تمہیں اپنی قدرت کے آثار دکھاتا ہے۔

(2)﴿وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا﴾''اور جو آسمان سے تمہارے لیے رزق اُتارتا ہے''جب اس نے ذکر فرمایا کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، تو ایک بڑی نشانی کی طرف اشارہ کیا چنانچہ فرمایا:﴿وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا﴾اور وہ آسمان سے تمہارے لیے رزق اتارتا ہے۔یعنی وہ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے، جس سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے، جس سے تمہارے مویشی زندگی بسر کرتے ہیں۔یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ تمام نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں۔دینی نعمتیں بھی اسی کی طرف سے ہیں۔اس سے مراد دینی مسائل، ان کے دلائل اور ان پر عمل ہے اور دنیاوی نعمتیں بھی اسی کی طرف سے ہیں، مثلاً وہ تمام نعمتیں جو بارش سے وجود میں آتی ہیں، بارش سے زمین اور بندوں کو زندگی عطا ہوتی ہے اور یہ چیز قطعی طور پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اکیلا ہی معبود برحق ہے جس کے لیے اخلاص دین متعین ہے جیسا کہ وہ اکیلا ہی منعم حقیقی ہے۔(تفسیر سعدی:2372/3)

(3)﴿وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ﴾''اور نصیحت نہیں قبول کرتا مگر جو رجوع کرتا ہے''یعنی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے صاحب بصیرت ہی عبرت حاصل کرتے ہیں وہی اپنے خالق کو پہچان سکتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اس کی خشیت اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

(4)سدی کا قول ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کرتا ہے وہی رجوع کرتا ہے۔(جامع البیان:47/24)

(5)رب العزت نے فرمایا:﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾''وہی ہے جس نے آپ پر کتاب اُتاری، جس میں سے بعض محکم آیات ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور کچھ دوسری کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، پھر جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس میں سے ان آیات کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، فتنہ کی تلاش کے لئے اور اس کی اصل مراد کی تلاش کے لئے، حالانکہ ان کی اصل مراد کو

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور علم میں پختگی رکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اُس پر ایمان لائے، سب ہی ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت نہیں قبول کرتے مگر جو عقل مند ہیں۔'' (آل عمران:7)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے نشانیاں دکھانے کو رزق نازل کرنے کے ساتھ جمع کر دیا ہے اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کا اظہار سارے ادیان کی بنیاد ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق ابدان کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں دونوں بنیادوں کو جمع کر دیا ہے۔ (فتح القدیر)

﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾

''چنانچہ اللہ تعالیٰ کو پکارو کہ دین کو اُس کے لیے خالص کرنے والے ہو اور اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو'' (14)

سوال 1: ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ کو پکارو کہ دین کو اُس کے لیے خالص کرنے والے ہو اور اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو'' دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ کو پکارو کہ دین کو اُس کے لیے خالص کرنے والے ہو'' یہ دعائے عبادت اور دعائے مسئلہ، دونوں کو شامل ہے۔ اخلاص کا معنی ہے تمام عبادات واجبہ و مستحبہ۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں قصد کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرنا، یعنی وہ تمام امور، جن پر تم دین کے طور پر عمل کرتے ہو اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بناتے ہو، ان میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص سے کام لو۔ (تفسیر سعدی:2371/3)

(2) ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''اور اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو'' کافر ناپسند کریں تو ان کی ملامت تمہیں دین سے نہ روک دے۔ کافر اخلاص کو ناپسند کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''اور جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل تنگ پڑتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تب وہ خوش وخرم ہو جاتے ہیں۔'' (الزمر:45)

سوال 2: ایک اللہ تعالیٰ کو پکارنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

جواب: ایک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ کرنے والا ہے تو اسی ایک کو پکارنا ہے اگرچہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔

﴿رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ﴾

''بلند درجوں والا، عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے

تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے'' (15)

سوال:﴿رَفِيۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ‌ۚ يُلۡقِى الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ لِيُنۡذِرَ يَوۡمَ التَّلَاقِ﴾ ''بلند درجوں والا، عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے'' عرش والا روح کو ملاقات کے دن سے ڈرانے کے لئے اتارتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿رَفِيۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ﴾ ''بلند درجوں والا، عرش کا مالک ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال وکمال کا ذکر فرمایا جو عبادت میں اخلاص کا تقاضا کرتا ہے، چنانچہ فرمایا:﴿رَفِيۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ﴾ وہ درجات عالی کا مالک اور صاحب عرش ہے۔یعنی وہ بلند اور اعلیٰ ہے جو عرش پر مستوی ہے، عرش اس کے لیے مختص ہے، اس کے درجات بہت بلند ہیں وہ ان کی وجہ سے مخلوقات سے علیحدہ ہے اور ان کے ساتھ اس کا مرتبہ بلند ہے۔اس کے اوصاف جلیل القدر ہیں اور اس کی ذات اس سے بلند تر ہے کہ اس کا قرب حاصل کیا جائے سوائے پاک اور طاہر و مطہر عمل کے ذریعے سے اور وہ ہے اخلاص جو مخلص مومنین کے درجات کو بلند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے اور تمام مخلوق پر فوقیت عطا کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:2372/3)

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿مِّنَ اللّٰهِ ذِى الۡمَعَارِجِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں والا ہے'' (المعارج:3)

(3)﴿يُلۡقِى الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ﴾ ''وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے'' رب العزت نے رسالت اور وحی کی نعمت کے بارے میں واضح فرمایا کہ جیسے جسم کے لئے روح کی حیثیت زندگی کے لئے ناگزیر ہے اسی طرح انسان کی روح اور اس کا دل وحی کے بغیر درست نہیں رہ سکتے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے یعنی رسولوں پر انسانوں کی فلاح کے لیے وحی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ انسانوں کو اس کی طرف دعوت دیں جیسا کہ فرمایا:﴿وَاِنَّهٗ لَتَنۡزِيۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾﴾ ''اور بلاشبہ یہ یقیناً جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔اسے روح الامین لے کر اترا ہے۔آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔'' (الشعراء:192-194)

(4)﴿لِيُنۡذِرَ يَوۡمَ التَّلَاقِ﴾ ''تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے'' قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے وحی نازل ہونے کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ رسول لوگوں کو اس دن سے ڈرائے جو اجتماع کا دن ہے۔جب خالق اور مخلوق کی ملاقات ہوگی اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دی جائے گی۔

سوال 4: وحی کو روح کیوں کہا گیا؟

جواب: وحی کو روح اس لیے کہا گیا کہ جیسے روح کی وجہ سے زندگی ممکن ہوتی ہے اسی طرح وحی کی وجہ سے ان دلوں میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے جو پہلے کفر اور شرک کی وجہ سے مردہ ہوتے ہیں۔

سوال 5: وحی کے نزول کا مقصد کیا ہے؟

جواب: وحی نازل کرنے کا مقصد لوگوں کو ملاقات کے دن سے خبردار کرنا ہے۔

﴿يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

''جس دن سب لوگ صاف ظاہر ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے اُن کی کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی۔ آج بادشاہت کس کے لئے ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو اکیلا ہے، بہت دبدبے والا ہے'' (16)

سوال 1: ﴿يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ''جس دن سب لوگ صاف ظاہر ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے اُن کی کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی۔ آج بادشاہت کس کے لئے ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو اکیلا ہے، بہت دبدبے والا ہے'' سب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَوْمَ هُم بَارِزُونَ﴾ ''جس دن سب لوگ صاف ظاہر ہوں گے'' جس دن سب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے اور زمین پر ظاہر ہوں گے۔ (2) ﴿لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ سے اُن کی کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی'' ان کی کوئی بات اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکے گی نہ ان کے اعمال، نہ ان کے اعمال کی جزا ہی اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی ہوگی۔ (3) اگلے پچھلے سب انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں گے۔ رب سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہوگی۔

(4) ﴿لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ ''آج بادشاہت کس کے لئے ہے؟'' رب العزت پوچھیں گے۔ آج بادشاہت کس کی ہے؟

(5) ﴿لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو اکیلا ہے، بہت دبدبے والا ہے'' اللہ اکیلے کے لیے جو سب پر غالب ہے۔ یعنی آج اقتدار کی مالک وہ ذات بابرکات ہے جو اپنی ذات، اسماء وصفات اور افعال میں منفرد ہے اور کسی بھی لحاظ سے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ﴿الْقَهَّارِ﴾ تمام مخلوقات پر غالب وقاہر ہے، تمام مخلوقات اس کی مطیع، اس کے سامنے عاجز ہے خاص طور پر اس دن لوگوں کے سر اس حی وقیوم ہستی کے سامنے جھک جائیں گے اور اس روز اس کی اجازت کے بغیر کوئی کلام نہیں کر سکے گا۔ (تفسیر سعدی: 2373/3)

سوال 2: اس دن بے پردہ ہونے کے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: انسان اپنے اعمال اور حرکات کو اپنے وجود کی طرح چھپا کر رکھنا چاہتا ہے اگرچہ اس کا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھلا ہوا ہے۔ کل بے پردہ ہونے کے احساس سے انسان اپنے اعمال کے بارے میں بے پرواہ نہیں رہتا اسے سب کچھ کھل جانے سے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے خوف آنے لگتا ہے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کے سوال کا کیا جواب آئے گا؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا اور کہے گا میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟(بخاری)

(2)اس وقت کوئی نہیں بولے گا تو یہ جواب اللہ تعالیٰ خود دیں گے۔

(3) کچھ لوگوں کا خیال ہے یہ جواب ایک فرشتہ دے گا اور اس کے ساتھ ہی تمام مسلمان اور کافر یہ جواب دیں گے۔

سوال4:اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات ''الواحد'' اور ''القھار'' کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے اپنی بادشاہت سے اپنے الواحد اور اَلْقَهَّارِ ہونے کا شعور دلایا ہے۔(2)اللہ تعالیٰ نے حشر کے میدان میں کسی کے لاجواب ہونے سے اپنے ''اَلْقَهَّارِ'' ہونے کا شعور دلایا ہے۔(3)اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہر چھپی بات کے ظاہر ہونے سے اپنے القھار ہونے کا شعور دلایا ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾

''آج ہر شخص کو بدلہ دیا جائے گا جو اُس نے کمایا تھا، آج کوئی ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے''(17)

سوال1:﴿اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ ''آج ہر شخص کو بدلہ دیا جائے گا جو اُس نے کمایا تھا، آج کوئی ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' قیامت کے دن ہر شخص کے ساتھ انصاف ہوگا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ﴾ ''آج ہر شخص کو بدلہ دیا جائے گا جو اُس نے کمایا تھا'' آج ہر ایک کو اس کے نیک اور برے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(2)﴿لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ﴾ ''آج کوئی ظلم نہیں''، یعنی کسی کی نیکیوں میں کمی کر کے اور برائیوں میں اضافہ کر کے کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

(3)﴿اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' رب العزت نے ہر چیز کا احاطہ اپنے علم سے کر رکھا ہے اس لئے اسے حساب لینے میں دیر نہیں لگے گی۔ اہل جنت کا حساب آدھے دن میں مکمل ہو جائے گا اور جنت میں دوپہر کو قیلولہ کریں گے۔ یاارحم الرحمین ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما دینا۔

سوال2:اللہ تعالیٰ جلد حساب لیں گے اس کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ کا حساب پہلے سے تیار ہے۔(2)اللہ تعالیٰ کو انسانوں کی طرح غور و فکر کی ضرورت نہیں۔

﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ

﴿وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾

''اور آپ اُنہیں قریب آنے والی قیامت کے دن سے ڈرائیں جب دل حلق کے پاس غم سے بھرے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی جگری دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات مانی جائے'' (18)

سوال: ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ ''اور آپ اُنہیں قریب آنے والی قیامت کے دن سے ڈرائیں جب دل حلق کے پاس غم سے بھرے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی جگری دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات مانی جائے'' قیامت سے ڈرا دو، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ﴾ ''اور آپ اُنہیں قریب آنے والی قیامت کے دن سے ڈرائیں جب دل حلق کے پاس'' آزفۃ قیامت کا ایک نام ہے کیونکہ قیامت قریب ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ﴾ ''قریب آنے والی قریب آ گئی ہے۔ (النجم:57) (2) ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ ''بہت قریب آ گئی قیامت اور چاند پھٹ گیا۔'' (القمر:1)

(3) ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾ ''لوگوں کے لیے اُن کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں'' (الانبیاء:1) (4) ﴿اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا سو اس کو تم جلدی طلب نہ کرو، وہ پاک ہے، اور بے حد بلند ہے اس سے جن کو وہ شریک بناتے ہیں۔'' (النحل:1)

(5) ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴾ ''پس جب وہ اُس کو قریب سے دیکھیں گے تو اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے۔'' (الملک:27)

(6) رب العزت نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: اے نبی ﷺ انہیں قیامت کے دن سے ڈرائیں جو قریب آ گئی ہے۔ جب اس کے زلزلوں سے دل ہوا ہو جائیں گے، خوف سے آنکھیں چڑھ جائیں گی۔ کلیجے منہ کو آ جائیں گی۔

(7) ﴿كٰظِمِيْنَ﴾ ''غم سے بھرے ہوں گے'' وہ کلام نہیں کر سکیں گے سوائے اس شخص کے، جسے رحمٰن اجازت دے اور وہ درست بات کہے گا۔ وہ دلوں میں چھپے ہوئے خوف اور دہشت کو زبان پر نہیں لائیں گے۔ (تفسیر سعدی:2374/3)

(8) ﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ﴾ ''اور ظالموں کا نہ کوئی جگری دوست ہوگا'' یعنی شرک کرنے والے اور نافرمانیاں کرنے والے ظالم۔

(9) ﴿مِنْ حَمِيْمٍ﴾ ''نہ کوئی جگری دوست ہوگا'' یعنی کوئی دوست نہیں ہوگا۔

(10) ﴿وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ ''اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات مانی جائے'' جو سفارش کرے اور اس کی بات مانی جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سفارش پر راضی نہیں ہوگا۔

سوال 2: قیامت کے دن دل غم سے بھرے ہوئے کیوں ہوں گے؟

جواب: قیامت کے دن لوگوں پر پریشانی، دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے دباؤ ہوگا۔ اس دن خوف کی وجہ سے دباؤ ہوگا۔ اس دباؤ کی وجہ سے سینے پھٹ رہے ہوں گے۔ کوئی دوست ایسا نہیں ہوگا جس کے سامنے دل کھول کر رکھ دیں۔ اس وجہ سے غم سے دل بھر جائیں گے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے انسان کی تنہائی سے قیامت کے دن کی ہیبت کو دلوں پر کیسے بٹھایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کی تنہائی سے قیامت کے دن کی ہیبت کو دلوں پر بٹھایا ہے کہ اس دن نہ کوئی دلی دوست ہوگا نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات مانی جائے۔

﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ﴾

”اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے جو سینے چھپاتے ہیں“ (19)

سوال 1: ﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ﴾ ”اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اسے جو سینے چھپاتے ہیں“ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ﴾ ”اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے“ یعنی چور نظر کو جیسے کوئی اپنے قریبی شخص سے بھی چھپاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں بھی جانتا ہے۔

(2) ﴿وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ﴾ ”اور اسے جو سینے چھپاتے ہیں“ یعنی سینوں کے راز جنہیں بندہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ سینوں میں چھپے بھیدوں کا علم رکھتا ہے۔

سوال 2: سینوں کی باتوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد وہ وسوسے ہیں جو انسان کے دل کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں۔

(2) اس سے مراد خفیہ میلانات اور رجحانات بھی ہیں۔

سوال 3: کیا سینوں کی باتوں پر بھی مؤاخذہ ہوگا؟

جواب: سینوں کی باتیں جب تک آنے جانے والے خیالات کی صورت میں رہتی ہیں قابل مؤاخذہ نہیں ہوتیں لیکن جس کا دل ارادہ کر لے اس کے بارے میں مؤاخذہ ہوگا خواہ انسان کو عمل کرنے کا موقع نہ ملے۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی باتوں کے جاننے سے کس چیز کا شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم کا شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نہ کوئی چھوٹا معاملہ چھپا ہوا ہے اور نہ بڑا۔

سوال 5: اللہ تعالیٰ کے کامل علم کا انسان سے کیا مطالبہ ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے کامل علم کی وجہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اجتناب کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے۔

﴿وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

''اور اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کرتے، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' (20)

سوال 1: ﴿وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کرتے، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلے کرتا ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے کمال اور اپنے علم سے حق اور انصاف کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔ (2) کیونکہ اس کا قول حق ہے، اس کا حکم شرعی حق ہے اور اس کا حکم جزائی بھی حق ہے۔ اس کا علم محیط ہے، اس نے ہر چیز کو لکھ رکھا ہے اور اس کے پاس ہر چیز محفوظ ہے۔ وہ ظلم، نقص اور تمام عیوب سے پاک ہے، وہی ہے جو اپنی قضا و قدر کے مطابق فیصلہ کرتا ہے، جب وہ کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے، جب نہیں چاہتا تو نہیں ہوتی۔ وہ دنیا میں اپنے مومن اور کافر بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور فتح و نصرت کے ذریعے سے اپنے اولیاء اور محبوب بندوں کی مدد کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2374/3)

(3) ﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ﴾ ''اور جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کرتے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا لوگ حق کو پکارتے ہیں، جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے، عاجز اور بے بس ہیں۔

(4) ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اقوال سنتا اور ان کے اعمال دیکھتا ہے اس لئے وہ حق کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلے کر سکتا ہے اور لوگ نہیں کر سکتے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کے پاس سارے معاملات کا کلی اور جزوی علم ہے وہ دلوں کے چھپے ہوئے بھید تک جانتا ہے۔ ذاتی طور پر ہر ایک معاملے کو جانتا ہے اس لیے وہ حق کے ساتھ فیصلہ کر سکتا ہے جب کہ اس کے ماسوا جن کو پکارا جاتا ہے ان کے پاس نہ کلی علم ہے نہ دلوں تک رسائی ہے اس لیے وہ حق کے ساتھ فیصلے نہیں کر سکتے۔

(2) اللہ تعالیٰ کے پاس اختیار ہے اسے فیصلہ کرتے ہوئے نہ کسی کا کوئی خوف ہے نہ حرص اس لیے وہ حق کے ساتھ فیصلے کر سکتا ہے جب کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا جن دوسروں کو پکارا جاتا ہے ان کے پاس اختیار نہیں ہے اس لیے وہ صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات "السمیع" اور "البصیر" کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے حق پر مبنی فیصلوں سے اپنے "السمیع" اور "البصیر" ہونے کا شعور دلایا ہے۔

(2) وہ ہر ایک کی سننے اور سب کچھ دیکھنے کی وجہ سے حقیقی علم رکھتا ہے اسی بناء پر صحیح فیصلے کر سکتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ سے نہ کسی کی بات چھپ سکتی ہے نہ سینوں کا راز۔ وہ منہ سے نکلنے والی ہر بات کو سننے والا "السمیع" ہے حتیٰ کہ وہ خفیہ سرگوشیاں اور دلوں کے اندر آنے والے وسوسوں تک کو سنتا ہے جو شیاطین کی طرف سے انسان کے دل پر ڈالے جاتے ہیں۔ اس کی سماعت سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اس لیے وہ بہترین فیصلے کر سکتا ہے۔ یقیناً وہ "السمیع" ہونے کی بنیاد پر بہترین فیصلے کرتا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ سے لوگوں کے افعال چھپے ہوئے نہیں وہ زمین کی تہوں میں ہونے والے کاموں، سمندروں اور فضاؤں میں ہونے والے معاملات اور کائنات کے اندر ہونے والی ہر حرکت کا بصیر ہے، دیکھنے والا ہے۔ اپنے البصیر ہونے کی بنیاد پر ہی وہ بہترین فیصلے کرتا ہے۔

رکوع نمبر 8

﴿اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ﴾

"اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ پھر وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے، وہ اُن سے بہت زیادہ طاقت ور تھے اور زمین میں یادگاروں کے اعتبار سے زبردست تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا اور اُنہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ تھا" (21)

سوال 1: ﴿اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ "اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ پھر وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے" جھٹلانے والوں کے برے انجام کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ "اور کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟" رب العزت نے فرمایا: کیا رسالت کو جھٹلانے والوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا۔ انہوں نے گزشتہ قوموں کے آثار سے عبرت حاصل نہیں کی کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

(2) ﴿فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ "پھر وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے" یعنی قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ کا کیا انجام ہوا؟ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو وہ کیسے برباد کر دیے گئے۔

(3)﴿كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾ ''وہ اُن سے بہت زیادہ طاقت ور تھے'' یعنی وہ جسمانی طور پر، تعداد اور ساز و سامان کے اعتبار سے ان سے زیادہ طاقتور تھے۔

(4)﴿وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ﴾ ''اور زمین میں یادگاروں کے اعتبار سے زبردست تھے'' یعنی انہوں نے شاندار عمارتوں کے آثار چھوڑے۔

(5)﴿فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ﴾ ''پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے جھٹلانے، شرک اور نافرمانیوں پر اپنے ہولناک عذاب میں پکڑ لیا۔

(6)﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ﴾ ''اور اُنہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ تھا'' انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے اور چھڑانے والا کوئی نہ تھا۔

سوال 2: گزشتہ اقوام کی ہلاکت سے اللہ تعالیٰ نے کیا سبق دیئے ہیں؟

جواب: گزشتہ اقوام کی ہلاکت سے اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ (1) اُن کے انجام کی طرف دیکھو۔

(2) وہ قوت اور طاقت کے اعتبار سے اور زمین میں اپنی یادگاروں کے اعتبار سے ان سے زیادہ تھے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے قوت اور طاقت ہونے کے باوجود انہیں ان کے گناہوں پر پکڑ لیا اس لیے یہ سبق دیا گیا ہے کہ تم بھی اپنے گناہوں کی وجہ سے پکڑے جاؤ گے تمہاری طاقت اور قوت تمہیں بچا نہ پائے گی۔

(4) اللہ تعالیٰ نے طاقتوروں کو جب پکڑا تو انہیں بچانے والا کوئی نہ تھا تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے کون بچائے گا؟ لہذا اگر بچنا چاہتے ہو تو پچھلی قوموں کے انجام سے سبق لو۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

''اس لیے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل لائے تھے تو اُنہوں نے کفر کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پکڑ لیا، یقیناً وہ بہت قوت والا، سخت سزا دینے والا ہے'' (22)

سوال 1:﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ''اس لیے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل لائے تھے تو اُنہوں نے کفر کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پکڑ لیا، یقیناً وہ بہت قوت والا، سخت سزا دینے والا ہے'' جرم کی وجہ سے وہ پکڑے گئے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''اس لیے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول واضح دلائل لائے تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول علیہم السلام تو ان کے پاس واضح دلائل اور معجزات لے کر آئے تھے مگر انہوں نے کفر کیا۔

(2)﴿فَكَفَرُوْا﴾ ''تو اُنہوں نے کفر کیا'' یعنی آیات اور معجزات کا انکار کیا۔(ایسر التفاسیر:1357)

(3) توحید رسالت اور اطاعت کا انکار کیا۔(جامع البیان:2435)

(4)﴿فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پکڑ لیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے جھٹلانے پر عذاب میں پکڑ لیا۔

(5)﴿اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ''یقیناوہ بہت قوت والا سخت سزا دینے والا ہے'' اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا ہے جس کے سامنے ان کی قوت کام نہ آئی۔ وہ سخت پکڑ والا ہے، اس کا عذاب بڑا سخت اور زبردست ہوتا ہے۔

سوال 2: رسولوں کے سلسلے کے خاتمے کے بعد اب اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ موڑتا ہے یا رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین سے منہ موڑتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: رسولوں کے جانے کے بعد بھی رسولوں کا مشن جاری ہے یعنی دعوت وتبلیغ اور تذکیر کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی آیات اور دین اور شریعت کی طرف بُلانے اور اس کا علم دینے کا۔ اس کے بعد کوئی منہ موڑے گا تو اس کا انجام اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ موڑنے والوں اور رسولوں کو جھٹلانے والوں سے مختلف نہیں ہوگا۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات قوی اور ﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی طاقت اور قوت ہونے کے باوجود انہیں پکڑنے سے اپنی صفت ''قوی'' قوت والے کا شعور دلایا ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی اور طاقت ور نہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ نے گزشتہ قوموں کے طاقت ور لوگوں کی ہلاکت سے اپنے ﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ہونے کا شعور دلایا ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ جس کو پکڑے اس کی پکڑ سے کوئی بچانے والا نہیں مجرموں کے پشت پناہ نہ ہونے سے اس نے اپنے ﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ہونے کا شعور دلایا ہے۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے اپنے قوی اور ﴿شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ ہونے سے کیا مطالبہ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے صفات کا شعور دلا کر مطالبہ کیا ہے کہ قوت والے کے آگے جب قوت بے بس ہو جائے گی۔ اس کے عذاب کے پھیر میں آجاؤ گے تو کوئی بچانے والا نہ ہوگا لہٰذا اس کے سامنے جھک جاؤ اس کی بات مان جاؤ، بندگی کا راستہ اختیار کر لو۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا'' (23)

سوال 1: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا'' سیدنا موسیٰ آیات اور معجزات کے ساتھ بھیجے گئے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا﴾''اور بلاشبہ یقیناہم نے موسیٰ کواپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا''یعنی رب العزت نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کواپنی آیات اورنشانیوں کے ساتھ بھیجا۔

(2)﴿وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾''اور کھلی دلیل کے ساتھ''سلطان کا معنی ایسی دلیل ہے جوسند یا دستاویز کی حیثیت رکھتی ہواورجس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص جو کچھ کررہا ہے وہ صرف اپنی ہی نہیں کسی دوسری قوت کے بل بوتے پر کررہا ہے،اور ایسے حالات وواقعات سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بارہا پیش آئے تھے۔(تیسیر القرآن:74/4)

سوال2:آیات سے کیا مراد ہے؟

جواب:(1)اس سے مرادنونشانیاں ہوسکتی ہیں۔(2)اس سے مرادعصااور ید بیضا بھی ہوسکتے ہیں۔

(3)سلطان مبین سے مراد مضبوط دلائل جن کا کوئی جواب ممکن نہیں تھا۔

﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾

''فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف توانہوں نے کہا کہ جادوگر ہے،بہت جھوٹا ہے''(24)

سوال1:﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾''فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف توانہوں نے کہا کہ جادوگر ہے،بہت جھوٹا ہے''سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون،ہامان اور قارون کی طرف بھیجے گئے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ﴾''فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف''ہامان فرعون کاوزیرتھااورقارون بنی اسرائیل کارئیس فردتھا جوفرعون کے ساتھ جاملا۔قارون اور ہامان کا تذکرہ ان کے کفر کی وجہ سے کیا گیا۔وہ فرعون کی پیروی کرنے میں بہت مشہور تھے۔(البحرالمحیط:7459)

(2)﴿فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾''توانہوں نے کہا کہ جادوگر ہے،بہت جھوٹا ہے''جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دلائل سے دعوت دی۔رب العزت نے فرمایا:﴿كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (۵۲) اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (۵۳)﴾ اسی طرح ان لوگوں کے پاس جوان سے پہلے تھے،کوئی رسول نہیں آیا مگرانہوں نے کہا:''یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے''کیاانہوں نے اس بات کی ایک دوسرے کووصیت کی ہے؟ بلکہ وہ سب سرکش لوگ ہیں۔(الذاریات:53,52)

سوال2:فرعون،ہامان اور قارون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر کس ردعمل کااظہار کیا؟

جواب:تینوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوجھٹلایا اور انہیں جادوگراورجھوٹا کہا۔

سوال3:فرعون،ہامان،اورقارون نے سیدنا موسیٰ کوجھوٹااورجادوگرکیوں قراردیا؟

جواب:وہ حق کوتسلیم کرکے اپنی ذات کی نفی نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے حق کی دعوت اوردعوت دینے والوں پر الزام تراشی

شروع کر دی تا کہ دوسرے لوگ بھی اس دعوت کو قبول نہ کر پائیں۔

﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾

''پھر جب وہ ہماری طرف سے حق لے کر اُن کے پاس آیا تو اُنہوں نے کہا کہ قتل کر دو ان لوگوں کے بیٹوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور زندہ رہنے دو اُن کی عورتوں کو اور کافروں کی خفیہ تدبیر سراسر ناکام تھی'' (25)

سوال 1: ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾ ''پھر جب وہ ہماری طرف سے حق لے کر اُن کے پاس آیا تو اُنہوں نے کہا کہ قتل کر دو ان لوگوں کے بیٹوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور زندہ رہنے دو اُن کی عورتوں کو اور کافروں کی خفیہ تدبیر سراسر ناکام تھی'' کافروں کی تدبیر کے برعکس نتیجہ نکلا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا﴾ ''پھر جب وہ ہماری طرف سے حق لے کر اُن کے پاس آیا'' جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیات اور پختہ دلائل لے کر آئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(2) ﴿قَالُوا﴾ ''تو اُنہوں نے کہا'' انہوں نے کہا اور قانون بنا دیا۔

(3) ﴿اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ﴾ ''کہ قتل کر دو ان لوگوں کے بیٹوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور زندہ رہنے دو اُن کی عورتوں کو'' بنی اسرائیل کے لڑکے قتل کر دیئے جائیں اور لڑکیاں زندہ رہنے دی جائیں یہ قانون ان کے یہاں دوسری دفعہ نافذ ہوا تھا جیسا کہ بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے کہا تھا۔ ﴿قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰي رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ موسیٰ کی قوم نے کہا: ''ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی ستائے گئے اور تمہارے آنے کے بعد بھی۔'' موسیٰ نے کہا: ''قریب ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں جانشیں بنا دے، پھر وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟'' (الاعراف:129)

(4) ﴿وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾ ''اور کافروں کی خفیہ تدبیر سراسر ناکام تھی'' کافروں نے تدبیر کی مگر نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔

سوال 2: فرعون اپنی اس تدبیر کے ذریعے سے کیا چاہتا تھا؟

جواب: (1) فرعون چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل کی قوت میں اضافہ نہ ہو۔ (2) فرعون یہ چاہتا تھا کہ اس کی عزت میں کمی نہ ہو۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ

﴿اَنۡ يُّظۡهِرَ فِى الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ﴾

''اور فرعون نے کہا: ''چھوڑو مجھے! میں موسیٰ کو قتل کردوں اور چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے، یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے گا، یا وہ ملک میں فساد پھیلائے گا'' (26)

سوال 1: ﴿وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ذَرُوۡنِیۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰی وَلۡيَدۡعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ يُّبَدِّلَ دِيۡنَكُمۡ اَوۡ اَنۡ يُّظۡهِرَ فِى الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ﴾ ''اور فرعون نے کہا: ''چھوڑو مجھے! میں موسیٰ کو قتل کردوں اور چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے، یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے گا، یا وہ ملک میں فساد پھیلائے گا'' فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا عزم کرلیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ذَرُوۡنِیۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰی وَلۡيَدۡعُ رَبَّهٗ﴾ ''اور فرعون نے کہا: ''چھوڑو مجھے! میں موسیٰ کو قتل کردوں اور چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے'' فرعون نے اپنی قوم کو دھوکہ دیتے ہوئے کہا: کہ مجھے اگر آپ کا خیال نہ ہوتا تو میں موسیٰ کو قتل کردیتا۔ وہ بلانا چاہتا ہے تو اپنے رب کو بلالے۔ فرعون یہ سمجھتا تھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام دعا کرنا چاہتے ہیں کرلیں میں اپنے ارادے سے باز آنے والا نہیں۔

(2) بیضاوی نے لکھا ہے اس کلام سے مترشح ہو رہا ہے کہ فرعون کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا یقین تھا اس لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے سے ڈرتا تھا یا اس کو یہ خیال تھا کہ موسیٰ کو قتل کرنا اس کے لئے آسان نہیں اگر اس نے ایسا ارادہ کیا تو کامیابی نہ ہوگی اس بات کی تائید ﴿وَلۡيَدۡعُ رَبَّهٗ﴾ کے الفاظ سے ہو رہی ہے فرعون نے اس فقرہ میں اپنی جرأت کا اظہار کیا اور یہ بات بتائی کہ مجھے پرواہ نہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کو پکارے اور وہ اس کی مدد کو آجائے۔ فرعون نے جو اہل دربار سے کہا: ﴿ذَرُوۡنِیۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰی﴾ یہ محض اسکا فریب اور ملمع کاری تھی اور دکھانا چاہتا تھا کہ اس کے ساتھی اور اس کی قوم والے اس کو موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے روک رہے ہیں حالانکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کردینے کے حکم سے جو امر مانع تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا ڈر تھا جو فرعون کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ (تفسیر مظہری: 154/10)

(3) ﴿اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ يُّبَدِّلَ دِيۡنَكُمۡ﴾ ''یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے گا'' فرعون نے کہا: کہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام تمہارا دین یعنی پوری سلطنت کا نظام ہی نہ بدل دے۔ اصل میں اسے ڈر تھا کہ مجھ سے حکومت جاتی رہے گی۔

(4) ﴿اَوۡ اَنۡ يُّظۡهِرَ فِى الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ﴾ ''یا وہ ملک میں فساد پھیلائے گا'' فرعون نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ وہ ملک میں خون ریزی اور تخریب کاری کرے گا۔ (5) بہت عجیب بات ہے کہ خیر خواہ کی پیروی سے روکنے کے لیے اسے بدخواہ بنایا جائے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ فَاَطَاعُوۡهُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ﴾ ''سو اُس نے اپنی قوم کو ہلکا سمجھا چنانچہ انہوں نے اُس کی اطاعت کی۔ یقیناً وہ نافرمان لوگ تھے۔'' (الزخرف: 54)

سوال 2: فرعون کو کس فساد کا اندیشہ تھا؟

جواب: فرعون کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر کچھ لوگوں نے توحید کو قبول کر لیا تو وہ قبول نہ کرنے والوں سے بحث ومباحثہ کریں گے جس سے لڑائی جھگڑا پیدا ہوگا۔ اس طرح اس نے توحید کی دعوت کو فساد کا سبب اور اہل توحید کو فسادی قرار دے دیا۔

﴿وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾

''اور موسیٰ نے کہا: ''یقیناً میں نے ہر متکبر سے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لی ہے جو بھی حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا'' (27)

سوال 1: ﴿وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾ ''اور موسیٰ نے کہا: ''یقیناً میں نے ہر متکبر سے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لی ہے جو بھی حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا'' سیدنا موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کی پناہ لے لی، آیت کی روشنی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ﴾ ''اور موسیٰ نے کہا: یقیناً میں نے ہر متکبر سے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لی ہے'' سیدنا موسیٰ نے اپنے رب کی پناہ لے لی۔

(2) ﴿مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾ ''جو بھی حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا'' یعنی جو جزا کو اور حق کو نہ ماننے میں ان کے مقابلے میں اپنے رب کی پناہ لے لی۔

سوال 2: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کب یہ دعا مانگی کہ میں اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں ہر متکبر سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا؟

جواب: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ فرعون انہیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو انہوں نے شر سے بچنے کے لیے یہ دعا مانگی۔

سوال 3: تکبر کرنے والا یوم حساب پر ایمان کیوں نہیں رکھتا؟

جواب: تکبر کرنے والا خود کو بڑا سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو کسی کے سامنے حساب کے لئے پیش کرنا خود کو چھوٹا بنانا ہے اس لیے ان دونوں کا بڑا گہرا تعلق ہے۔

سوال 4: رسول اللہ ﷺ دشمن کے شر سے بچنے کے لئے کیا دعائیں کرتے تھے؟

جواب: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ﴾ ''اے اللہ ہم تجھ کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔ (مسند احمد: 4/415)

رکوع نمبر 9

﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ

﴿بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾

''اور آلِ فرعون میں سے ایک مومن شخص نے جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کہا: ''کیا تم ایک شخص کو صرف اس بات پر قتل کردو گے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ میرا رب ہے؟ حالانکہ یقیناً وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جناب سے واضح دلائل لے کر آیا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کا جھوٹ اُسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو اس میں سے تمہیں کچھ حصہ پہنچے گا جس کی وہ تمہیں دھمکی دیتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا سخت جھوٹا ہو'' (28)

سوال 1: ﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''اور آلِ فرعون میں سے ایک مومن شخص نے جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کہا: ''کیا تم ایک شخص کو صرف اس بات پر قتل کردو گے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ میرا رب ہے؟ حالانکہ یقیناً وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جناب سے واضح دلائل لے کر آیا ہے''، قبطی مومن کی حق گوئی کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ﴾ ''اور ایک مومن شخص نے کہا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سے۔

(2) ﴿مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ﴾ ''آلِ فرعون میں سے'' فرعون کا چچازاد ھمعان بھی تھا۔

(3) ﴿يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ﴾ ''جو اپنا ایمان چھپاتا تھا'' جس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا۔

(4) ﴿اَتَقْتُلُوْنَ﴾ ''کیا تم قتل کردو گے'' جو انہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے روکنے کے لیے یہ دلیل دے رہا تھا۔

(5) ﴿رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ﴾ ''تم ایک شخص کو کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ میرا رب ہے؟ تم اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ اس شخص نے کہا: اللہ میرا رب ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1358,1359)

(6) یعنی تم ایسے شخص کے قتل کو کیوں جائز سمجھتے ہو؟ کیا اس کا یہی گناہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے!

(7) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آلِ فرعون میں ایک تو یہ مرد ایمان دار تھا اور دوسرے فرعون کی بیوی ایمان لائی تھیں۔ تیسرا وہ شخص جس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ سرداروں کا مشورہ تمہیں قتل کرنے کا ہو رہا ہے یہ اپنے ایمان کو چھپاتے رہتے تھے لیکن قتل موسیٰ کو سن کو ضبط نہ ہو سکا۔ اور یہی درحقیقت سب سے بہتر اور افضل جہاد ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے انسان کلمہ حق کہہ دے۔ (ابن کثیر: 460)

(8) سیدنا عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا تھا؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن

میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا۔ اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے اس بدبخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے نبی ﷺ سے جدا کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لئے روشن دلائل بھی ساتھ لایا ہے۔ (بخاری:4815)

(9) ﴿وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ حالانکہ یقیناً وہ تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آیا ہے'' یعنی وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس عصا اور ید بیضاء کا معجزہ لے کر آیا ہے۔

(10) ﴿مِنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''تمہارے رب کی جناب سے'' یعنی حق اس ذات کی طرف سے ہے جس کے سوا تمہارا کوئی رب نہیں۔

(11) مرد مومن نے دلیل دیتے ہوئے یہ بات کہی کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام تو تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں تو دلیل کا مقابلہ دلیل سے کرتے تو پھر پتہ چلتا کہ قتل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اب دلیل کے میدان میں وہ تمہیں نیچا دکھا چکا ہے اب اس کے قتل کو کیسے جائز قرار دو گے۔ مرد مومن نے ایسی بات کہی ہے جو ہر ایک کو مطمئن کرنے والی ہے۔

سوال 2: مرد مومن نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز کو رد کرنے کے لیے کیا دلیلیں دیں؟

جواب: (1) مرد مومن نے کہا کیا تم ایک شخص کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔

(2) اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے۔

(3) اگر وہ سچا ہو تو جس عذاب کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے وہ ضرور تم پر آ پڑے گا۔

سوال 3: مرد مومن نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ایمان کے بارے میں کیا وضاحت کی؟

جواب: مرد مومن نے وضاحت کی کہ وہ صرف اللہ کو رب نہیں کہتا بلکہ اس کے پاس اپنے موقف کے لیے مضبوط دلیلیں ہیں۔

سوال 4: ﴿وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾ ''اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کا جھوٹ اُسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو اس میں سے تمہیں کچھ حصہ پہنچے گا جس کی وہ تمہیں دھمکی دیتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا، سخت جھوٹا ہو'' اگر وہ سچا ہے تو عذاب آئے گا، جھوٹا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا﴾ ''اور اگر وہ جھوٹا ہے'' اگر یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

(2) ﴿فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ﴾ ''تو اُس کا جھوٹ اُسی پر ہے'' تو اس کے جھوٹ کا نقصان اسی کو ہے تمہیں اس کا کوئی وبال نہیں پہنچے گا۔

(3) ﴿وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا﴾ ''اور اگر وہ سچا ہے'' اگر وہ سچا ہے اور اس نے اپنے دعوے کے لیے دلائل بھی دیے ہیں اور دعوت قبول نہ کرنے

پر اس نے یہ وعید بھی سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں بھی عذاب دے گا اور آخرت میں جہنم کی آگ میں جلائے گا۔

(4) ﴿يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ﴾ ''تو اس میں سے تمہیں کچھ حصہ پہنچے گا جس کی وہ تمہیں دھمکی دیتا ہے'' تو سچے کی وعید پوری ہوگی تمہیں دنیا میں بھی عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا مردِ مومن نے ثابت کیا کہ دونوں لحاظ سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قتل حماقت اور جہالت ہے۔

(5) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا'' یعنی اللہ تعالیٰ راہ نمائی نہیں فرماتا۔

(6) ﴿مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ﴾ ''اس شخص کو جو حد سے گزرنے والا'' جو ظلم اور زیادتی میں حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔

(7) ﴿كَذَّابٌ﴾ ''سخت جھوٹا ہو'' جس نے زندگی جھوٹ پر گزاری ہو، جسے سچ کا پتہ ہی نہ ہو۔

(8) شرک اسراف میں سے ہے، کسی کا ناحق خون بہانا اسراف میں سے ہے اور یہ دونوں باتیں فرعون میں جمع تھیں (جامع البیان:57/24)

(9) یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تو حق کی طرف راہ نمائی کی اس کے لیے دلائل دیے، وہ حد سے تجاوز کرنے والے اور کذاب نہیں ہیں۔

سوال 5: یہ بات مردِ مومن نے کیوں کہی کہ اگر وہ سچا ہے تو جس عذاب کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے وہ تم پر آن پڑے گا؟

جواب: مردِ مومن نے یہ بات اس لیے کہی کہ اگر وہ سچا ہے لیکن تم اس کی سچائی کے دلائل سے مطمئن نہیں ہو پھر بھی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے یعنی اسے نظر انداز کر دیں کیونکہ اگر وہ سچا ہے اور تم نے اسے تکلیف میں مبتلا کیا تو ممکن ہے وہ جن عذابوں سے ڈراتا ہے ان میں سے کوئی عذاب تم پر آ جائے۔

﴿يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾

''اے میری قوم! آج تمہارے لیے بادشاہی ہے کہ زمین میں غالب ہو، سو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ہماری مدد کون کرے گا، اگر وہ ہم پر آ گیا؟'' فرعون نے کہا: ''میں تمہیں وہی رائے دیتا ہوں جو میں رائے رکھتا ہوں اور میں تمہاری بھلائی کے راستے کی طرف ہی راہ نمائی کرتا ہوں'' (29)

سوال 1: ﴿يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا﴾ ''اے میری قوم! آج تمہارے لیے بادشاہی ہے کہ زمین میں غالب ہو، سو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ہماری مدد کون کرے گا، اگر وہ ہم پر آ گیا؟'' اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ہماری کون مدد کرے گا، مردِ مومن کے قول کی آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ ''اے میری قوم! آج تمہارے لیے بادشاہی ہے'' مردِ مومن نے اپنی قوم کو سمجھاتے ہوئے کہا: آج تمہاری بادشاہت ہے تمہارے نام کا سکہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرو۔

(2)﴿ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''کہ زمین میں غالب ہو'' تم مصر کی سرزمین پر اس کے باشندوں پر غالب ہو۔ تم جو چاہتے ہو وہ قانون بنا کر نافذ کردیتے ہو۔ تمہیں بڑی عزت حاصل ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرو۔

(3)﴿فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا﴾ ''سو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ہماری مدد کون کرے گا، اگر وہ ہم پر آ گیا'' یعنی اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلا دیا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر عذاب آ گیا تو یہ لاؤ لشکر کسی کام نہیں آئیں گے۔

سوال 2:﴿قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾ ''فرعون نے کہا: ''میں تمہیں وہی رائے دیتا ہوں جو میں رائے رکھتا ہوں اور میں تمہاری بھلائی کے راستے کی طرف ہی راہ نمائی کرتا ہوں'' فرعون نے مرد مومن کی مخالفت کردی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى﴾ ''فرعون نے کہا: ''میں تمہیں وہی رائے دیتا ہوں جو میں رائے رکھتا ہوں'' فرعون نے مرد مومن کی مخالفت اور اس کی تردید کرتے ہوئے اس کے جواب میں کہا: میں تو تمہیں وہی مشورہ دیتا ہوں جو بھلائی مجھے اپنے لیے پسند ہے۔ (2) فرعون نے اپنے لیے بھلائی اسی میں سمجھی کہ وہ اپنی قوم کو بے وقوف سمجھے تاکہ لوگ اس کے پیچھے چلیں اور اس کا اقتدار قائم رہے۔

(3) فرعون جانتا تھا کہ حق سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے، اسے یقین تھا لیکن اس نے انکار کر دیا جیسا کہ فرمایا:﴿قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا﴾ ''موسیٰ نے کہا: ''ان کو نازل نہیں فرمایا مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے، بصیرت (کا سامان ہیں)، اور اے فرعون! واقعی میں سمجھتا ہوں کہ تو یقینا ہلاک کیا ہوا ہے'' (بنی اسرائیل:102)﴿وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ ''اور اُنہوں نے اُن کا ظلم اور تکبر سے انکار کیا حالانکہ اُن کے دل اس کا یقین کر چکے تھے پس آپ دیکھیں فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا!'' (النمل:14)

(4)﴿وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾ ''اور میں تمہاری بھلائی کے راستے کی طرف ہی راہ نمائی کرتا ہوں'' فرعون نے اپنی رعایا کو دھوکہ دیا اور جھوٹ بولا کہ میں تمہیں صحیح راستہ بتا رہا ہوں، حق کا راستہ دکھا رہا ہوں۔ اس کی احمق قوم نے فرعون کی بات کو سچ مان لیا اور اس کے آگے آگے سر جھکا دیا جیسا کہ فرمایا:﴿اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ﴾ ''فرعون اور اس کے سرداروں کی جانب، تو انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا حکم کسی طرح سے درست نہ تھا'' (ہود:97)

(5)﴿وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى﴾ ''اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور صحیح راہ نمائی نہ کی۔'' (طٰہٰ:79)

﴿وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ﴾

''اور جو شخص ایمان لایا اُس نے کہا: ''اے میری قوم! یقینا میں تم پر (سابقہ) گروہوں کے دن کی مانند سے ڈرتا ہوں'' (30)

سوال:﴿وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ﴾ ''اور جو شخص ایمان لایا اُس نے کہا: ''اے میری قوم! یقیناً میں تم پر (سابقہ) گروہوں کے دن کی مانند سے ڈرتا ہوں'' مردِ مومن نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا، آیت کی روشنی میں میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ﴾ ''اور جو شخص ایمان لایا اُس نے کہا'' مردِ مومن نے قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

(2)﴿یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ﴾ ''اے میری قوم! یقیناً میں تم پر (سابقہ) گروہوں کے دن کی مانند سے ڈرتا ہوں'' مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر تم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا تو پچھلی قوموں کی طرح تم پر بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ آ جائے۔ انہوں نے بھی جب انبیاء کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے انہیں پکڑ لیا۔

﴿مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ﴾

''قومِ نوح اور قومِ عاد اور قومِ ثمود اور اُن لوگوں کے حال کی مانند سے جو اُن کے بعد میں تھے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کسی طرح کے ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا'' (31)

سوال 1:﴿مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ﴾ ''قومِ نوح اور قومِ عاد اور قومِ ثمود اور اُن لوگوں کے حال کی مانند سے جو اُن کے بعد میں تھے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کسی طرح کے ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا'' قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود انبیاء کی تکذیب پر پکڑ لی گئیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ﴾ ''قومِ نوح اور قومِ عاد اور قومِ ثمود اور اُن لوگوں کے حال کی مانند سے جو اُن کے بعد میں تھے'' جیسے تم سے پہلے کافروں کی عادت تھی وہ سب مثلاً قومِ نوح اور قومِ عاد اور قومِ ثمود اپنے کفر اور انبیاء کو جھٹلانے پر جمے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا کس نے انہیں ہلاک کر دیا مجھے تمہارے بارے میں یہی ڈر لگتا ہے۔

(2)﴿وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کسی طرح کے ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ کسی کو جرم اور گناہ کے بغیر نہیں پکڑتا تو دیکھ لو جرم واضح ہے اور گناہ تو سب کو معلوم ہی ہیں۔ یہ ہلاکت پچھلوں نے بھی خود بلائی تھی اور اب تمہارا بھی ایسا ہی حال ہے کہ تم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلا رہے ہو، ان کی مخالفت کر رہے ہو، بڑے گناہوں کا ارتکاب کر رہے ہو یہ عذاب کو دعوت دینا ہی تو ہے جس کا مجھے تمہارے بارے میں ڈر ہے۔

﴿وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ﴾

''اور اے میری قوم! یقیناً میں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے ڈرتا ہوں'' (32)

سوال: ﴿وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ﴾ ''اور اے میری قوم! یقیناً میں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے ڈرتا ہوں'' مردِ مومن نے آخرت کے عذاب سے ڈرایا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيٰقَوْمِ﴾ ''اور اے میری قوم!'' مردِ مومن نے اپنی قوم کو دنیا کے عذاب سے ڈرانے کے بعد آخرت کے عذاب سے ڈراتے ہوئے کہا۔ (2) ﴿اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ﴾ ''یقیناً میں تم پر ایک دوسرے کو پکارنے کے دن سے ڈرتا ہوں'' مجھے تمہارے بارے میں یومِ تناد یعنی قیامت کے دن کا ڈر ہے جب زمین میں صور پھونکنے کے بعد زلزلے آئیں گے تو لوگ بھاگیں اور ایک دوسرے کو پکاریں گے۔

(3) قیامت کے دن اہل جنت اہل جہنم کو پکاریں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (۴۴) الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ (۴۵)﴾ ''جو وعدہ ہمارے ربّ نے ہم سے کیا تھا یقیناً ہم نے اس کو سچا پایا پھر کیا تم نے بھی اس وعدے کو سچا پایا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا؟'' وہ کہیں گے: ''ہاں!'' پھر ایک پکارنے والا اُن کے درمیان میں پکارے گا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے! جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے اور اُس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہی آخرت کا انکار کرنے والے تھے۔'' (الاعراف: 45,44)

(4) قیامت کے دن اہل جہنم اہل جنت کو پکاریں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہم پر کچھ پانی بہا دو یا اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے۔ وہ جواب دیں گے: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔'' (الاعراف: 50)

(5) اہل جہنم، داروغہ جہنم کو پکاریں تو وہ انہیں جواب دے گا: ﴿اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ﴾ ''یقیناً تم ٹھہرنے والے ہو'' (الزخرف: 77)

(6) اور اہل جہنم اپنے رب کو پکاریں گے: ﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال، پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بلاشبہ ہم ہی ظالم ہوں گے۔'' (المومنون: 107)

(7) مردِ مومن نے انہیں اس دن کا خوف دلایا لیکن اس کے باوجود وہ اپنے شرک پر جمے رہے۔

﴿يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾

''جس دن تم پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگو گے، تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں'' (33)

سوال: ﴿يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ ''جس دن تم پیٹھ پھیرتے

ہوئے بھاگو گے، تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں''، تمہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿يَوۡمَ تُوَلُّوۡنَ مُدۡبِرِيۡنَ﴾ ''جس دن تم پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگو گے'' مردمومن نے اس دن کے عذابوں سے ڈراتے ہوئے کہا: اس دن تم چیخ وپکار میں پیٹھ پھیر کر بھاگو گے۔ یہ وہ وقت ہوگا جب تمہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

(2)﴿مَا لَـكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ عَاصِمٍ﴾ ''تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا'' یعنی تم اپنی طاقت سے اپنے آپ کو عذاب سے نہیں بچاسکو گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہ ہوگا جو تمہیں عذاب سے نجات دے دے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ (٩) فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ (١٠)﴾ جس دن تمام پوشیدہ باتوں کی جانچ پڑتال کی جائے گی۔ تو اُس کے پاس نہ کوئی قوت ہوگی اور نہ ہی مددگار۔'' (الطارق: 10,9)

(3)﴿يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ﴾ ''اے گروہِ جنوں اور انس! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ، کسی غلبے کے سوا تم نہیں نکلو گے۔'' (الرحمن: 33)

(4)﴿وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ﴾ ''اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں'' ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے فیصلوں میں عادل اور حکیم ہے۔ اگر اس نے تمہیں ہدایت نہ دی تو صاف ظاہر ہوگا کہ تم ہدایت کے لائق نہیں ہو۔ جس کو وہ ہدایت سے محروم کر کے گمراہ کر دے اسے پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِىۡ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ﴾ ''جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو وہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔'' (الاعراف: 178)

﴿وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ يُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمۡ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلۡتُمۡ لَنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح دلائل کے ساتھ آیا تو تم اُس چیز کے بارے میں شک میں پڑے رہے جو وہ لے کر تمہارے پاس آیا، یہاں تک کہ جب اُس کی وفات ہوئی تو تم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بعد ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا، اسی طرح اللہ تعالیٰ اُس شخص کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہو'' (34)

سوال 1: ﴿وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ يُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمۡ بِهٖ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح دلائل کے ساتھ آیا تو تم اُس چیز کے بارے میں شک میں پڑے رہے جو وہ لے کر تمہارے پاس

آیا" سیدنا یوسف علیہ السلام جو حق لے کر آئے تم اس کے بارے میں شک ہی کرتے رہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ "اور بلا شبہ یقینا اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح دلائل کے ساتھ آیا" مرد مومن نے کہا: اس سے پہلے سیدنا یوسف علیہ السلام مصریوں کے پاس کھلے دلائل لے کر آئے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی۔ تم نے ان کی عظمت اور دبدبے کی وجہ سے اطاعت کی۔ تم نے نبی ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت نہیں کی۔ (مختصر ابن کثیر: 1767/2)

(2) ﴿فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُم بِهِ﴾ "تو تم اُس چیز کے بارے میں شک میں پڑے رہے جو وہ لے کر تمہارے پاس آیا" یعنی سیدنا یوسف علیہ السلام جو حق لے کر آئے تم اس میں شک کرتے رہے اس لیے نہ تم ایمان لائے نہ تم نے یقین کیا۔ (ایسر التفاسیر: 1360)

سوال 2: ﴿حَتّٰىٓ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنۢ بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ﴾ "یہاں تک کہ جب اُس کی وفات ہوئی تو تم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بعد ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا، اسی طرح اللہ تعالیٰ اُس شخص کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہو" اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والے، شک کرنے والے کو گمراہ کر دیتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿حَتّٰىٓ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنۢ بَعْدِهِ رَسُولًا﴾ "یہاں تک کہ جب اُس کی وفات ہوئی تو تم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بعد ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا" یعنی سیدنا یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد تم نے کہا: اب اللہ تعالیٰ کا کوئی رسول نہیں آئے گا۔ تم نے نہ زندگی میں ان کی نبوت کو تسلیم کیا، موت کے بعد سلسلہ نبوت کو ہی بند کر دیا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہارا گمان باطل تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مبعوث کرتا ہے تا کہ وہ انہیں نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ (3) ﴿كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ﴾ "اسی طرح اللہ تعالیٰ اُس شخص کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہو" اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والے، شک میں مبتلا ہونے والے کو گمراہ کر دیتا ہے، کیونکہ ایسے لوگ کسی چیز پر یقین نہیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر انبیاء کی صداقت اور ان کی رسالت پر شک کرتے ہیں۔

(4) ﴿فَلَمَّا زَاغُوٓا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ﴾ "پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔" (الصف: 5) ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْـِٔدَتَهُمْ وَأَبْصٰرَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِۦٓ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ "اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسے پہلی بار اس پر ایمان نہیں لائے تھے اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں گے۔" (الانعام: 110)

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ﴾ "اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (تفسیر سعدی: 2384,2384/3)

﴿الَّذِينَ يُجٰدِلُونَ فِيٓ ءَايٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ أَتٰىهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللّٰهِ وَعِندَ الَّذِينَ ءَامَنُوا ۚ كَذٰلِكَ

﴿يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾

''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو، جھگڑے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اور اہلِ ایمان کے نزدیک سخت ناراضگی کا باعث ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر، سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے'' (35)

سوال 1: ﴿اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو، جھگڑے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اور اہلِ ایمان کے نزدیک سخت ناراضگی کا باعث ہے'' بے دلیل جھگڑے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ﴾ ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو'' رب العزت حد سے گزرنے والے شکی لوگوں کے طرزِ عمل کی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ ان آیات میں جھگڑتے ہیں۔ جو حق اور باطل کا فرق واضح کرتی ہیں۔ وہ آیات کے واضح ہونے کے باوجود ان میں بے دلیل جھگڑے کرتے ہیں۔

(2) ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اللہ تعالیٰ کے اور اہلِ ایمان کے نزدیک سخت ناراضی کا باعث ہے'' یعنی جو لوگ باطل سے حق کو جھٹلاتے ہیں ان کا رویہ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کے نزدیک بڑی سخت ناراضی کا باعث ہے۔

سوال 2: ﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر، سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ سرکش، تکبر کرنے والے کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذٰلِكَ﴾ ''اسی طرح'' یعنی جیسے آلِ فرعون اور اس سے پہلے جھٹلانے والوں، تکبر کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگائی۔

(2) ﴿يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ حق کو ٹھکرانے والے اور مخلوق کو حقیر سمجھنے والے متکبر اور ظلم کی انتہا کرنے والے جابروں کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (3) جب مہر لگ جاتی ہے تو لوگ نہ اچھائی کو پہنچاتے ہیں، نہ برائی سے باز آتے ہیں۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ﴾

''اور فرعون نے کہا: ''اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بنا تاکہ میں راستوں تک پہنچوں'' (36)

سوال: ﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ﴾ ''اور فرعون نے کہا: ''اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بنا تاکہ میں راستوں تک پہنچوں'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا فرعون نے مذاق اڑایا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ﴾ ''اورفرعون نے کہا'' سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی مخالفت کرتے ہوئے اور ان کی رب العالمین کا اقرار کرنے کی دعوت کو جھٹلاتے ہوئے فرعون نے کہا:(2)﴿یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا﴾ ''اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بنا'' فرعون نے سرکشی، ڈھٹائی اور تکبر کرتے ہوئے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ میرے لیے ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرو۔

(3)﴿لَّعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ﴾ ''تاکہ میں راستوں تک پہنچوں'' تاکہ میں آسمان کے راستوں پر جا پہنچوں۔

﴿اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ﴾

''آسمانوں کے راستوں تک، پس میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں اور یقیناً میں اُسے جھوٹا خیال کرتا ہوں'' اور اس طرح فرعون کے لیے اُس کی بدعملی خوش نما بنادی گئی اور وہ سیدھے راستے سے روک دیا گیا اور فرعون کی تدبیر محض تباہی میں تھی'' (37)

سوال 1:﴿اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا﴾ ''آسمانوں کے راستوں تک، پس میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں اور یقیناً میں اُسے جھوٹا خیال کرتا ہوں'' فرعون سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو جھوٹا خیال کرتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ﴾ ''آسمانوں کے راستوں تک'' یعنی اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے فرعون نے کہا وہ راستے جو آسمان تک لے جائیں۔

(2) ﴿فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ﴾ ''پس میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں'' یعنی میں عمارت کی چھت پر چڑھ کر سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے معبود کو جھانک کر دیکھ لوں جیسا کہ فرمایا:﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ ۚ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ﴾ ''اور فرعون نے کہا: ''اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے لیے کسی معبود کو نہیں جانتا۔ تو اے ہامان! میرے لیے مٹی پر آگ جلاؤ، پھر میرے لیے محل بنوادو تاکہ میں موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھوں، اور یقیناً میں ضرور اُسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔'' (القصص:38) اس طرح اس نے سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی رسالت کا مذاق اڑایا۔

(3)﴿وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا﴾ ''اور یقیناً میں اُسے جھوٹا خیال کرتا ہوں'' میں سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اس کے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتا ہوں کہ ہمارا کوئی رب ہے اور وہ آسمانوں کے اوپر ہے مگر وہ چاہتا تھا کہ فرعون احتیاط سے کام لے کر معاملے کی خود خبر لے۔ (تفسیر سعدی:2386/3)

سوال 2:﴿وَكَذٰلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَمَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ﴾ ''اور اس طرح فرعون کے لیے اُس کی بدعملی خوش نما بنادی گئی اور وہ سیدھے راستے سے روک دیا گیا اور فرعون کی تدبیر محض تباہی میں تھی'' فرعون کی

چال کا کوئی نتیجہ نکلنے والا نہیں تھا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَ كَذٰلِكَ﴾ ''اور اس طرح'' رب العزت نے فرعون کی سرکشی اور گمراہی کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ ہے وہ سبب جس نے اسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کو جھٹلانے پر آمادہ کیا تھا۔

(2)﴿زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ﴾ ''فرعون کے لیے اُس کی بدعملی خوش نما بنادی گئی'' شیطان اس کی بداعمالی کو سجاتا رہا، اس برے عمل کی طرف سے اسے دعوت دیتا رہا۔ اس عمل کو خوبصورت اور نیک عمل بنا کر اس کے سامنے پیش کرتا رہا حتیٰ کہ وہ اسے اچھا عمل سمجھنے لگا اور اس نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور اپنے اس عمل کے بارے میں اس طرح مناظرہ کرنے لگا جس طرح حق پرست مناظرہ کرتے ہیں، حالانکہ وہ سب سے بڑا مفسد تھا۔

(3)﴿وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ﴾ ''اور راہ راست سے روک دیا گیا'' اس باطل کے سبب سے، جو اس کے سامنے مزین کیا گیا تھا، راہ حق سے روکا گیا۔ (تفسیر سعدی: 2386/3) (4)﴿وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ﴾ ''اور فرعون کی تدبیر محض تباہی میں تھی'' یعنی فرعون نے حق کے خلاف چال چلی اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ اس کا موقف درست ہے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ رسالت باطل ہے۔

(5) یہ چال دنیا اور آخرت میں خسارے کا باعث بنی۔ (6) اس چال کا کوئی نتیجہ نکلنے والا نہیں تھا۔

رکوع نمبر 10

﴿وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾

''اور جو شخص ایمان لایا تھا اُس نے کہا: ''اے میری قوم! تم میری پیروی کرو، میں تمہیں بھلائی کا راستہ بتاؤں گا'' (38)

سوال 1:﴿وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾ ''اور جو شخص ایمان لایا تھا اُس نے کہا: ''اے میری قوم! تم میری پیروی کرو، میں تمہیں بھلائی کا راستہ بتاؤں گا'' مرد مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کی، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ﴾ ''اور جو شخص ایمان لایا تھا اُس نے کہا'' مرد مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

(2)﴿يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ﴾ ''اے میری قوم! تم میری پیروی کرو، میں تمہیں بھلائی کا راستہ بتاؤں گا'' اس نے واضح کیا کہ ہدایت کا راستہ وہ نہیں ہے جو فرعون بتاتا ہے۔ میری پیروی کرو میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی شریعت کی اتباع کا راستہ دکھاتا ہوں۔ فرمایا:﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور شہر کے دور مقام سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اُس نے کہا: ''اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو۔'' (یٰس:20)

(3)﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔ پھر ابراہیم

کے دین کی پیروی کرو جو یکسو تھا اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔'' (ال عمران:95)

(4)﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور پیروی کرو سب سے اچھی بات کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اس سے پہلے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تم سمجھتے ہی نہ ہو۔'' (الزمر:55)

(5)﴿يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا﴾ ''اے میرے ابا جان! بلاشبہ میرے پاس یقیناوہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا چنانچہ آپ میرے پیچھے چلیں، میں آپ کو سیدھے راستے پر لے جاؤں گا۔'' (مریم:43)

سوال 2: مردمومن کی طرح فرعون نے بھی یہ بات کہی تھی کہ میں سیدھے راستے کی طرف آپ کی راہ نمائی کروں گا، دونوں کے دعوے کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: فرعون کا دعوٰی درست نہ تھا کیونکہ وہ بھٹکا ہوا تھا اور مردمومن اسی راستے کی طرف بلا رہا تھا جس کی طرف سیدنا موسیٰ علیہ السلام دعوت دے رہے تھے اس لئے وہ سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی کر رہا تھا۔

﴿يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ﴾

''اے میری قوم! یقینا یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے اور یقینا اَبدی قیام کا گھر تو آخرت ہی ہے''(39)

سوال 1:﴿يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ﴾ ''اے میری قوم! یقینا یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے اور یقینا اَبدی قیام کا گھر تو آخرت ہی ہے'' دار قرار تو آخرت ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ﴾ ''اے میری قوم! یقینا یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے'' اے میری قوم! یقینا یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے۔ دنیا کی زندگی ایک متاع ہے جس کی نعمتوں سے بہت کم فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، پھر یہ متاع مضمحل ہو کر منقطع ہو جائے گی، اس لیے یہ متاع دنیا تمہیں ان مقاصد کے بارے میں دھوکے اور فریب میں نہ ڈال دے جن کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ (تفسیر سعدی:2386/3)

(2)﴿وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ﴾ ''اور یقینا اَبدی قیام کا گھر تو آخرت ہی ہے'' دنیا تو فنا کا گھر ہے۔ ہمیشہ کا گھر تو آخرت کا ہے اس لئے دار البقا کے لئے عمل کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔ آخرت کے لئے عمل کرو وہ اعمال تمہیں ابدی سعادت تک پہنچائیں گے۔ (3) سچی دعوت کی بنیاد یہی تصور ہے۔ اسی کی وجہ سے انسان باقی رہنے والی دنیا کے لئے کام کرتا ہے اور ایک گھڑی کی زندگی کے لئے اپنے آپ کو ضائع نہیں کرتا۔

سوال 2: مردمومن نے دنیا کی فانی اور آخرت کے باقی ہونے کا شعور کیوں دلایا؟

جواب: سچی دعوت کی بنیاد یہی تصور ہے۔اسی کی وجہ سے انسان باقی رہنے والی دنیا کے لئے کام کرتا ہے اور ایک گھڑی کی زندگی کے لئے اپنے آپ کو ضائع نہیں کرتا۔

﴿مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا ۚ وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ یُرۡزَقُوۡنَ فِیۡہَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ﴾

''جس نے براعمل کیا تو وہ اُس کے برابر ہی بدلہ پائے گا اور جو کوئی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت مگر وہ مومن ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اُس میں اُنہیں بے حساب رزق دیا جائے گا'' (40)

سوال 1: ﴿مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا﴾ ''جس نے براعمل کیا تو وہ اُس کے برابر ہی بدلہ پائے گا'' برائی کا بدلہ برابر کی برائی ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَۃً﴾ ''جس نے براعمل کیا'' جس نے گناہ، شرک، کفر، ظلم یا فسق کا ارتکاب کیا۔

(2) ﴿فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا﴾ ''تو وہ اُس کے برابر ہی بدلہ پائے گا'' اللہ تعالیٰ اس برائی پر اسے برابر کا بدلہ دے گا یعنی صرف اسی کی سزا دے گا جو اس نے برائی کی ہے۔اس کی مطابق ہی عذاب دے گا۔

(3) رب العزت نے فرمایا۔﴿وَ الَّذِیۡنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍۭ بِمِثۡلِہَا ۙ وَ تَرۡہَقُہُمۡ ذِلَّۃٌ ؕ مَا لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ عَاصِمٍ ۚ کَاَنَّمَاۤ اُغۡشِیَتۡ وُجُوۡہُہُمۡ قِطَعًا مِّنَ الَّیۡلِ مُظۡلِمًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے بُرائیاں کمائی ہیں تو بُرائی کا بدلہ اُس جیسا ہی ہوتا ہے۔اور اُن پر رسوائی چھائی ہوگی۔کوئی اُن کو اللہ تعالیٰ سے بچانے والا نہ ہوگا۔گویا اُن کے چہرے سیاہ رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے ہوں۔یہ لوگ دوزخ والے ہیں۔وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (یونس:27)

(4) ﴿وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَ اَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ ''اور بُرائی کا بدلہ اُس جیسی بُرائی ہے۔پھر جو کوئی معاف کردے اور اصلاح کرے تو اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔یقیناوہ ظالموں سے محبت نہیں رکھتا۔'' (الشوریٰ:40)

(5) یہ اللہ رب العزت کا عدل ہے۔

سوال 2: ﴿وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ یُرۡزَقُوۡنَ فِیۡہَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ﴾ ''اور جو کوئی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت مگر وہ مومن ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اُس میں اُنہیں بے حساب رزق دیا جائے گا'' نیکی کا صلہ بے حساب ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى﴾ ''اور جو کوئی نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت'' یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا، اس کے وعدوں اور وعیدوں پر یقین رکھے گا۔ اس کی ملاقات اور اعمال کی جزا سزا پر یقین رکھے گا۔ اس کی ملاقات اور اعمال کی جزا سزا پر یقین رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل، اس سے محبت، اس کی خشیت، اس کا خوف، اس سے امید رکھے گا، اس کے لیے مصیبتوں پر صبر اور نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے، اس کے حلال وحرام کی پابندی کرے اس کی عبادت میں اخلاص کے لیے کوشش کرے اس کی یاد کے لیے صدقہ، اس کے لیے قربانی کرے، اس کی شریعت پر چلے۔

(2)﴿وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ''مگر وہ مومن ہو تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اُس میں اُنہیں بے حساب رزق دیا جائے گا'' یعنی ایسے ایمان والے کو بے حساب صلہ یعنی اجر وثواب دیا جائے گا۔ انہیں جنت میں داخل کر کے رب العزت ان پر مہربانیاں فرمائیں گے اور نیکی کا ثواب کبھی ختم نہیں ہوگا۔

(3) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لیے ایک برائی لکھی ہے۔'' (بخاری:6491)

(4)﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے اس جیسا دس گنا ہے۔ اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو اس کو بس اس کے برابر بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (الانعام:160)

﴿وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ﴾

''اور اے میری قوم! مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو؟'' (41)

سوال 1:﴿وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ﴾ ''اور اے میری قوم! مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو؟'' دعوت نجات اور دعوت ہلاکت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ﴾ ''اور اے میری قوم! مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں'' یعنی میں تمہیں دنیا اور آخرت کے خسارے سے بچانا چاہتا ہوں اور یہ ایمان، عمل صالح، شرک اور نافرمانیوں کو چھوڑنے سے ہے۔

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور تمام انسانوں کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی ہو۔ پھر پروانے اور کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے ہوں۔ (بخاری:3426)

(3) ﴿وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ﴾ اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو؟'' اور تم مجھے شرک اور کفر کے ذریعے آگ کی طرف بلاتے ہو۔ ﴿تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ﴾ ''تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے کفر کروں اور اُس کے ساتھ اُن کو شریک بناؤں جن کا مجھے علم نہیں۔ (ایسر التفاسیر:1363)

(4) میں تمہیں نجات کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے آگ کی ہلاکت کی دعوت دیتے ہو۔

سوال 2: مرد مومن نے اپنی اور اپنی قوم کی دعوت کے فرق کو کیسے واضح کیا؟

جواب: (1) مرد مومن نے واضح کیا کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے اور شرک کی دعوت دے رہے ہو اور میں تمہیں غالب اور بخشنے والے معبود کی طرف بلا رہا ہوں۔

(2) تم مجھے جس طرف بلا رہے ہو نہ دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے نہ آخرت میں، اور ہم نے لوٹنا تو اللہ ہی کی طرف ہے۔

(3) مرد مومن نے کہا کہ تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو اور میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں۔

﴿تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ﴾

''تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے کفر کروں اور اُس کے ساتھ اُن کو شریک بناؤں جن کا مجھے علم نہیں حالانکہ میں تمہیں سب پر غالب، بے حد بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں'' (42)

سوال: ﴿تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ﴾ ''تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے کفر کروں اور اُس کے ساتھ اُن کو شریک بناؤں جن کا مجھے علم نہیں حالانکہ میں تمہیں سب پر غالب، بے حد بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں'' دعوت الی اللہ اور دعوت کفر و شرک، کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ﴾ ''تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے کفر کروں اور اُس کے ساتھ اُن کو شریک بناؤں جن کا مجھے علم نہیں'' تم مجھے دعوت دیتے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کروں اور کفر کروں جس کے لیے میرے پاس کوئی دلیل نہیں، جس کا مجھے علم نہ ہو۔

(2) اللہ تعالیٰ کے بارے میں بلا علم بات کہنا سب سے بڑا اور انتہائی گھناؤنا گناہ ہے۔ (تفسیر سعدی:2387/3)

(3) ﴿وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ﴾ ''حالانکہ میں تمہیں سب پر غالب، کی طرف بلاتا ہوں'' جو سب پر غالب ہے، ساری قوتوں کا مالک

ہے اوراس کے سوا کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔

(4)﴿الْغَفَّارِ﴾ ''بے حد بخشنے والے کی طرف'' میں تمہیں اس رب کی طرف بلاتا ہوں جو برائیوں اور گناہوں کو بخش دیتا ہے، انہیں مٹا دیتا ہے۔اوراس کی دنیاوی اوراخروی سزا سے بچا لیتا ہے۔

﴿لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾

''کوئی شک نہیں کہ یقیناً جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو اُس کے لیے نہ ہی دنیا میں دعوت ہے اور نہ ہی آخرت میں اور یقیناً ہم سب کو پلٹنا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے، اور یقیناً حد سے گزرنے والے، وہی آگ والے ہیں'' (43)

سوال 1:﴿لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ ''کوئی شک نہیں کہ یقیناً جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو اُس کے لیے نہ ہی دنیا میں دعوت ہے اور نہ ہی آخرت میں اور یقیناً ہم سب کو پلٹنا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے، اور یقیناً حد سے گزرنے والے، وہی آگ والے ہیں۔'' خود ساختہ معبودوں کے لیے نہ دنیا میں دعوت ہے، نہ آخرت میں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿لَا جَرَمَ﴾ ''کوئی شک نہیں'' ﴿اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ﴾ ''یقیناً جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو'' جس ہستی کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔(3)﴿لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ﴾ ''اُس کے لیے نہ ہی دعوت ہے'' اس کی مستحق نہیں کہ ان کی طرف دعوت دی جائے یا ان کی پناہ لینے کے لیے رغبت دلائی جائے۔

(4)﴿فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ﴾ ''نہ ہی دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں'' یعنی نہ تو دنیا میں اس قابل ہیں کہ انہیں پکارا جائے، نہ وہ کسی کو نفع یا نقصان دے سکتے ہیں۔نہ آخرت میں انہیں کسی قسم کا کوئی اختیار ہے۔نہ وہ اپنے پکارنے والوں کے کچھ بھی کام آسکتے ہیں۔جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿5﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴿6﴾﴾ ''اور اُس سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اُنہیں پکارتا ہے؟ جو قیامت کے دن تک اُسے کوئی جواب نہیں دے سکتے حالانکہ وہ اُن کی دُعا ہی سے غافل ہیں۔اور جب تمام انسان جمع کر دیے جائیں گے تو وہ اُن کے دُشمن ہو جائیں گے اور اُن کی عبادت کا انکار کرنے والے ہوں گے۔'' (الاحقاف:6,5)

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ﴾ ''اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سنیں بھی تو تمہاری درخواست قبول نہیں

کریں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی آپ کو خبر نہیں دے گا۔'' (فاطر:14)

سوال2:﴿وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ ''اور یقیناً ہم سب کو پلٹنا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے، اور یقیناً حد سے گزرنے والے، وہی آگ والے ہیں'' لوٹ کر تو اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اور یقیناً ہم سب کو پلٹنا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے'' مردمومن نے کہا اے میری قوم ہم سب نے لوٹ کر تو لامحالہ اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے۔ تو واجب ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں، اس کی عبادت کریں، اس کو ایک مانیں ہمیشہ ہمارا رجوع اسی کی طرف ہونا چاہیے۔

(2) جب ہم لوٹ کر جائیں گے تو وہ ہمیں ہمارے اعمال کی جزا دے گا۔

(3)﴿وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ ''اور یقیناً حد سے گزرنے والے، وہی آگ والے ہیں'' یعنی وہ لوگ جنہوں نے کفر میں، شرک میں اور نافرمانیوں میں اسراف کیا وہی آگ والے ہیں۔ کہ وہ آگ سے جدا ہوں گے، نہ آگ ان سے جدا ہوگی۔ (ایسر التفاسیر:1563) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے دائمی جہنمی ہیں۔

سوال2: حد سے گزر جانے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کا انجام کیا ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد کافر اور مشرک ہیں جو نافرمانیوں میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔

(2) گناہ گار مسلمان جن کی نافرمانیاں حد سے تجاوز کر جائیں گی انہیں بھی کچھ عرصہ جہنم کی سزا بھگتنی ہوگی۔

﴿فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ۚ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾

''چنانچہ جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں جلد ہی تم یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے'' (44)

سوال:﴿فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ۚ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾ ''چنانچہ جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں جلد ہی تم یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے'' تمہیں میری نصیحت یاد آئے گی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ﴾ ''چنانچہ جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں جلد ہی تم یاد کرو گے'' مردمومن نے کہا کہ وہ وقت دور نہیں جب تم میری خیر خواہی کو یاد کرو گے جب تم پر میری نصیحت کی حقیقت کھل جائے گی اور میں جن باتوں سے تمہیں روکتا ہوں اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ تب تم اپنے اعمال پر نادم ہو گے لیکن ندامت کام نہیں آئے گی۔

(2)﴿وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں'' میں اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ میں اسی سے مدد چاہتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ وہ مجھے ہر شر سے، ہر ضرر سے بچالے گا۔

(3)﴿اِنَّ اللّٰهَ بَصِيۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی معاملات کو جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کون ہدایت کے قابل ہے اور کسے گمراہ کرنا ہے۔کون فرماں بردار ہے جو بہترین ثواب کا مستحق ہے اور کون نافرمان ہے جو سزا کا مستحق ہے۔(جامع البیان:68/24) (4) وہ مجھے تمہارے شر سے بچالے گا اور میرے لیے کافی ہوگا۔

﴿فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوۡا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ﴾

''تو اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو برے نتائج سے بچالیا جو انہوں نے تدبیریں کیں اور آلِ فرعون کو بُرے عذاب نے گھیر لیا'' (45)

سوال1:﴿فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوۡا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو برے نتائج سے بچالیا جو انہوں نے تدبیریں کیں اور آلِ فرعون کو بُرے عذاب نے گھیر لیا'' اللہ تعالیٰ نے مردِ مومن کو بچا لیا اور آلِ فرعون کو گھیر لیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوۡا﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو برے نتائج سے بچالیا جو انہوں نے تدبیریں کیں'' رب العزت نے مردِ مومن کو ان کے شر سے بچالیا اس کے ایمان اور سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی تصدیق کی وجہ سے اسے غرق ہونے سے بچالیا۔

(2) قوت والے اللہ تعالیٰ نے اس توفیق یافتہ مردِ مومن کو فرعون اور آلِ فرعون کی سازشوں سے بچالیا جو انہوں نے اس کو ہلاک کرنے کے لیے کی تھیں کیونکہ اس نے ان کے سامنے ایسے امور کا اظہار کیا تھا جو انہیں ناپسند تھے، ان کے سامنے وہی دعوت پیش کی جو سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے پیش کی تھی۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے اس وقت طاقت اور اقتدار ان کے پاس تھا اور اس نے ان کو سخت غضب ناک کر دیا تھا، چنانچہ انہوں نے اس کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے مکروفریب سے محفوظ رکھا، ان کی سازشیں اور منصوبے انہی پر الٹ گئے۔(تفسیر سعدی:2388/3)

(3)﴿وَحَاقَ بِاٰلِ فِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ﴾ ''اور آلِ فرعون کو بُرے عذاب نے گھیر لیا'' آلِ فرعون کو رب العزت نے برے عذاب میں مبتلا کیا۔ سب کو سمندر میں غرق کر دیا۔﴿فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ فَغَشِيَهُمۡ مِّنَ الۡيَمِّ مَا غَشِيَهُمۡ﴾ ''پھر فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ اُن کا پیچھا کیا۔ پھر اُن کو سمندر کے پانی نے ڈھانپ لیا جیسا کہ ڈھانپ لیا۔'' (طٰہٰ:78)

﴿كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ﴾ ''آلِ فرعون اور ان سے پہلے لوگوں کے معاملے کی طرح اُنہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اُن کو اُن کے

گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا۔اور ہم نے آلِ فرعون کو غرق کر دیا اور یہ سب لوگ ظالم تھے۔‘‘ (الانفال:54)

سوال 2: فرعون پر کون سا بر اعذاب ٹوٹا؟

جواب: (1) دنیا میں سمندر میں غرقابی۔(2) آخرت میں جہنم کا عذاب۔

﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

’’آگ ہے، جس پر وہ صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی، (حکم ہوگا) آلِ فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو‘‘ (46)

سوال: ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ ’’آگ ہے، جس پر وہ صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی، (حکم ہوگا) آلِ فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو‘‘ آلِ فرعون کو برزخ میں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا﴾ ’’آگ ہے، جس پر وہ صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں‘‘ آلِ فرعون کو صبح وشام برزخ میں آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(2) یعنی صبح وشام ان کی روحوں پر قیامت تک جہنم پیش ہوتی رہے گی اور قیامت کے دن ان کی روحیں معہ اجسام کے جہنم میں اکٹھی ہو جائیں گی اور ان پر سخت ترین عذاب ہوگا معلوم ہوا عذاب قبر برحق ہے کیونکہ آیت مکی ہے اس میں کافروں کے عذاب قبر کا ثبوت ہے جس کی وجہ سے یہ لازم نہیں کہ مومنوں کو بھی گناہوں کی وجہ سے عذاب قبر ہو۔البتہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ مومنوں کے بارے میں ہجرت کے بعد علم ہوا کہ انہیں بھی عذاب قبر بعض گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں ایک یہودی عورت کے ساتھ کچھ سلوک کرتی تو وہ مجھے یہ دعا دیتی اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کے عذاب سے بچائے ایک دن میں نے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سے پوچھا کیا قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے فرمایا کون کہتا ہے میں نے یہودیہ کا حوالہ دیا فرمایا جھوٹ بولتا ہے یہودی اکثر جھوٹی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں قیامت سے پہلے عذاب نہیں پھر کچھ دن گزرنے کے بعد آپ ایک دن میں عین دوپہر کو تشریف لائے چادر میں لپٹے ہوئے تھے آنکھیں سرخ تھیں اور بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ لوگوں اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح قبر ہے جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمھیں بھی معلوم ہو جائے تو ہنسنا چھوڑ دو اور روتے ہی رہو لوگو اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگو یا درکھو عذاب قبر برحق ہے۔

(مختصر ابن کثیر: 2/1770)

(7) ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ ’’اور جس دن قیامت قائم ہوگی، (حکم ہوگا) آلِ فرعون کو سخت

عذاب میں داخل کرو۔'' جب قیامت آئے گی تو رب العزت حکم دیں کہ آلِ فرعون کو شدید عذاب میں لے جاؤ۔ ایسی ہی سزائیں رسولوں کو جھٹلانے والوں کو دی جائیں گی۔

﴿وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ﴾

''اور جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑے کریں گے تو کمزور لوگ اُن لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے: ''یقیناً ہم تمہارے پیچھے چلنے والے تھے، تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہم سے ہٹانے والے ہو؟'' (47)

سوال: ﴿وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ﴾ ''اور جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑے کریں گے تو کمزور لوگ اُن لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے ''یقیناً ہم تمہارے پیچھے چلنے والے تھے، تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہم سے ہٹانے والے ہو؟'' جہنم میں اہل جہنم کے جھگڑے کی وضاحت، آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے جہنم میں اہل جہنم کے جھگڑے کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے ﴿وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ﴾ ''اور جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑے کریں گے'' دوزخ میں یہ جھگڑے سرداروں اور پیروکاروں کے درمیان ہوں گے۔

(2) ﴿فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا﴾ ''تو کمزور لوگ اُن لوگوں سے کہیں گے'' پیروکار کہیں گے۔

(3) ﴿لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا﴾ ''جو بڑے بنے ہوئے تھے'' اپنے تکبر کرنے والے قائدین سے کہیں گے جنہوں نے انہیں گمراہ کیا تھا۔

(4) ﴿اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا﴾ ''یقیناً ہم تمہارے پیچھے چلنے والے تھے'' ہم تو تمہارے پیچھے چلنے والے تھے۔ تم نے ہمیں گمراہ کیا اور ہمارے سامنے شرک اور گناہوں کو آراستہ کر کے پیش کیا۔

(5) ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ﴾ ''تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہم سے ہٹانے والے ہو؟'' کیا تم دوزخ کے خوف ناک عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو۔

﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ﴾

جو لوگ بڑے بنے ہوئے تھے وہ کہیں گے: ''یقیناً ہم سب اس میں پڑے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان بلاشبہ فیصلہ کر چکا ہے'' (48)

سوال:﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ﴾ ''جولوگ بڑے بنے ہوئے تھے وہ کہیں گے: ''یقیناً ہم سب اس میں پڑے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان بلاشبہ فیصلہ کر چکا ہے'' سردار کہیں گے فیصلہ ہو چکا ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا﴾ ''جولوگ بڑے بنے ہوئے تھے وہ کہیں گے'' تکبر کرنے والے سردار خود کو بے بس محسوس کر کے جواب دیں گے۔(2)﴿اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ﴾ ''یقیناً ہم سب اس میں پڑے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان بلاشبہ فیصلہ کر چکا ہے'' ہم سب عذاب میں ہیں۔ ہر ایک کے لیے عذاب کا اپنا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

(3) یعنی رب العزت نے نیک اعمال والوں کو جو ایمان لائے تقویٰ اختیار کیے ہوئے تھے۔ انہیں جنت میں اور اہل شرک اور نافرمانیاں کرنے والوں کو آگ میں بھیجا ہے۔

(4) اور یہ سب لوگ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو کمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ یقیناً ہم تمہارے پیروکار تھے تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لیے ہمارے کچھ بھی کام آسکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی ہوتی تو ہم تمہیں بھی ہدایت دیتے۔ ہمارے لیے یکساں ہے کہ ہم بے قرار ہوں یا صبر کریں۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ (ابراہیم:21)

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ﴾

''اور جولوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے نگہبانوں سے کہیں گے: ''تم اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمارے عذاب میں سے ایک دن کی تخفیف کر دے'' (49)

سوال:﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ﴾ ''اور جولوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے نگہبانوں سے کہیں گے: ''تم اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمارے عذاب میں سے ایک دن کی تخفیف کر دے'' ہمارے عذاب میں ایک دن کی تخفیف کر دی جائے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ﴾ ''اور جولوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے نگہبانوں سے کہیں گے'' اہل دوزخ جو تکبر کرنے والے تھے محافظوں سے کہیں گے۔

(2)﴿ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ﴾ ''تم اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمارے عذاب میں سے ایک دن کی

تخفیف کردے'' تم ہمارے لیے ایک دن کے عذاب کی تخفیف کی درخواست کردو۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید لی ہے۔ پھر نہ اُن کے عذاب میں کمی کی جائے گی اور نہ وہ مدد دیے جائیں گے۔'' (البقرہ:86)

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ﴾ ''اور جن لوگوں نے انکار کیا، اُن کے لیے جہنم کی آگ ہے۔ نہ اُن کا خاتمہ کیا جائے گا کہ پھر وہ مر جائیں اور نہ اُن کے لیے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔ اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر کفر کرنے والے کو۔'' (فاطر:36)

﴿قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾

''وہ کہیں گے: ''کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلیلیں لے کر نہیں آئے تھے؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں!'' وہ کہیں گے: ''پھر تم ہی دُعا کرو۔'' اور کافروں کی دُعا تو بے کار ہی ہے۔'' (50)

سوال: ﴿قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾ ''وہ کہیں گے: ''کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلیلیں لے کر نہیں آئے تھے؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں!'' وہ کہیں گے: ''پھر تم ہی دُعا کرو۔'' اور کافروں کی دُعا تو بے کار ہی ہے۔'' کیا رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْٓا﴾ ''وہ کہیں گے'' جہنم کے محافظ انہیں ڈانٹیں گے اور شرمندہ کرنے کے لیے سوال کریں گے۔

(2) ﴿اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلیلیں لے کر نہیں آئے تھے؟'' کیا تمہارے پاس رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے جن سے انہوں نے تم پر واضح کیا تھا کہ کون سے کام اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں؟ اور کون سے کاموں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے؟

(3) ﴿قَالُوْا بَلٰى﴾ ''وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں!'' وہ جواب دیں گے کیوں نہیں آئے تھے۔ مگر ہم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا اور حق سے دشمنی رکھی اور ہم پر حجت تمام ہوگئی۔

(4) ﴿قَالُوْا﴾ ''وہ کہیں گے'' جہنم کے محافظ جواب دیں گے۔

(5) ﴿فَادْعُوْا﴾ ''پھر تم ہی دُعا کرو'' تم خود ہی دعائیں کرو۔

(6)﴿وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ﴾ ''اور کافروں کی دُعا تو بے کار ہی ہے''یعنی کافروں کی دعا تو کبھی قبول ہونے والی نہیں ہے، کیونکہ کفر دعا کی قبولیت کے راستے میں حائل ہوجاتا ہے۔

(7)''سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہنمیوں پر بھوک مسلط کر دی جائے گی اور یہ عذاب کے برابر ہو جائے گی جس سے وہ دوچار ہوں گے، لہٰذا وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ﴿ضریع﴾(خاردار پودا) کے کھانے سے کی جائے گی جو نہ انہیں موٹا کرے گا اور نہ ان کی بھوک ختم کرے گا، پھر وہ دوبارہ کھانے کی فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی گلے میں اٹکنے والے کھانے سے کی جائے گی، پھر وہ یاد کریں گے کہ دنیا میں اٹکے ہوئے نوالے کو پانی کے ذریعہ نگلتے تھے، چنانچہ وہ پانی کی فریاد کریں گے اور ان کی فریاد رسی ﴿حمیم﴾(جہنمیوں کے مواد) سے کی جائے گی جو لوہے کے برتنوں میں دیا جائے گا جب مواد ان کے چہروں سے قریب ہوگا تو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا اور جب ان کے پیٹ میں جائے گا تو ان کے پیٹ کے اندر جو کچھ ہے اسے کاٹ ڈالے گا، وہ کہیں گے: جہنم کے داروغہ کو بلاؤ، داروغہ کہیں گے: کیا تمہارے پاس رسول روشن دلائل کے ساتھ نہیں گئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں، داروغہ کہیں گے: پکارتے رہو، کافروں کی پکار بیکار ہی جائے گی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہنمی کہیں گے: مالک کو بلاؤ اور کہیں گے: اے مالک! چاہیئے کہ تیرا رب ہمارا فیصلہ کر دے (ہمیں موت دیدے)"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کو مالک جواب دے گا: تم لوگ (ہمیشہ کے لیے) اسی میں رہنے والے ہو"۔ اعمش کہتے ہیں: مجھ سے بیان کیا گیا کہ ان کی پکار اور مالک کے جواب میں ایک ہزار سال کا وقفہ ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہنمی کہیں گے: اپنے رب کو پکارو اس لیے کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں ہے، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے اوپر شقاوت غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے، اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نکال دے اگر ہم پھر ویسا ہی کریں گے تو ظالم ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا: پھٹکار ہو تم پر اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت وہ ہر خیر سے محروم ہو جائیں گے اور اس وقت گدھے کی طرح رینکنے لگیں گے اور حسرت و ہلاکت میں گرفتار ہوں گے۔"

(ترمذی:2586)

(8)﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ گروہ دَر گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے: ''کیا تمہارے پاس خود تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے اور تمہیں تمہارے اُس دن کی ملاقات سے ڈراتے؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں! مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چسپاں ہوگیا۔'' (الزمر:71)

رکوع نمبر 11

﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾

''یقیناً ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے'' (51)

سوال 1: ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾ ''یقیناً ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے'' اللہ والوں کی غیبی امداد کی وضاحت، آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''یقیناً ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں بھی'' رب العزت نے رسولوں کے بارے میں اپنی سنت سے آگاہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتے ہیں، ایمان اور یقین سے، دلیل اور برہان سے، اور کافروں پر ان کو غلبہ دے کر، ان کی نصرت کر کے ان کی مدد کرتے ہیں۔

(2) ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا دنیا میں مدد کرنے سے مراد ہے دلیل برہان سے مدد کرنا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا غلبہ عطا کرنا مراد ہے۔ بیضاوی نے کہا اگرچہ کبھی کافروں کو بھی غلبہ عطا کیا گیا لیکن اعتبار انجام و مال اور کثرت کا ہے۔ (تفسیر مظہری: 164/10)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ ''یا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر اُن لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے، اُن کو تنگ دستی اور تکلیف پہنچی اور وہ بری طرح ہلائے گئے یہاں تک کہ رسول بھی اور وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ایمان لائے کہہ اُٹھے اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہوگی؟ سن لو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہی ہے۔'' (البقرۃ: 214)

(4) ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے تھے پھر وہ اُن کے پاس واضح نشانیاں لائے تھے تو ہم نے اُن سے انتقام لیا جنہوں نے جُرم کیا اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔'' (الروم: 47)

(5) ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا تو انہوں نے اُس پر صبر کیا جو وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد آ گئی اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ آپ کے پاس یقیناً رسولوں کی کچھ خبریں آ چکی

ہیں۔'' (الانعام:34)

(6)﴿وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور اگر وہ آپ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہے۔وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعے آپ کو قوت دی۔'' (الانفال:62)

(7) جس وقت فارس وروم میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور کفار چاہتے تھے کہ فارسی غالب آجائیں کیونکہ فارسی مشرک تھے اور مسلمان چاہتے تھے کہ رومی غالب آجائیں کیونکہ رومی بہر حال اللہ تعالیٰ پر پیغمبروں پر، آسمانی کتابوں پر، اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے کے دعویدار تھے لیکن غلبہ فارسیوں کو حاصل ہوتا جارہا تھا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری نازل فرمائی کہ چند برس بعد رومی غالب آجائیں گے، لیکن اسی ایک بشارت پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس ضمن میں یہ بشارت بھی نازل فرمائی کی رومیوں کے غلبے کے وقت اللہ تعالیٰ مومنین کی بھی خاص مدد فرمائے گا جس سے وہ خوش ہوجائیں گے، چنانچہ ارشاد ہے ﴿وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ﴾ ''یعنی اس دن اہل ایمان بھی اللہ تعالیٰ کی (ایک خاص) مدد سے خوش ہوجائیں گے۔'' (الروم:5,4) (اور آگے چل کر اللہ تعالیٰ کی یہ مدد جنگ بدر کے اندر حاصل ہونے والی عظیم کامیابی اور فتح کی شکل میں نازل ہوئی۔) (الرحیق المختوم:177)

(8) ﴿وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ﴾ ''اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے'' یعنی آخرت میں بھی ان کی مدد فرمائیں گے جب فرشتے گواہ بن کر کھڑے ہوں گے کہ رسولوں نے پیغام پہنچایا تھا اور کافروں نے جھٹلایا تھا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ رسولوں اور ایمان والوں کی مدد دنیا کی زندگی میں کرتے ہیں۔اس کی مثالیں دیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مشیت کے تحت عارضی طور پر بعض اوقات کفار کو غلبہ دیتے ہیں لیکن بالآخر اہل ایمان ہی کامیاب ہوتے ہیں۔(1) جیسے سیدنا یحییٰ اور زکریا علیہما السلام کے قاتلوں پر بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کو غلبہ دے دیا جنہوں نے ان کو ذلیل ورسوا کیا۔(2) یہودیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو ان پر غلبہ دیا جنہوں نے انہیں خوب رسوا کیا۔

(3) رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی ہجرت پر مجبور ہوئے لیکن غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ احزاب، غزوہ خیبر اور پھر فتح مکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور اہل ایمان کو غلبہ عطا فرمایا۔

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ﴾

''جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدترین گھر ہوگا'' (52)

سوال 1: ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ﴾ ''جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدترین گھر ہوگا'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ﴾ ''جس دن ظالموں کو اُن کی معذرت فائدہ نہ دے گی'' اس دن ان کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔کوئی معذرت فائدہ نہیں دے گی جیسا کہ فرمایا:﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ ''پھر ان کا اس کے سوا کوئی عذر نہ ہوگا کہ وہ کہیں گے کہ قسم ہے اللہ ہمارے رب کی! ہم مشرک نہ تھے'' (الانعام:23)

(2)﴿وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ ''اور اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدترین گھر ہوگا'' یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کی جنت سے دوری ہوگی۔

(3)﴿وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ ''اور اُن کے لیے بدترین گھر ہوگا'' یعنی آخرت میں اُنہیں شدید عذاب ہوگا۔

سوال2: قیامت کے دن معذرت کیوں نہ فائدہ دے گی؟

جواب: قیامت کے دن معذرت کا فائدہ اس لئے نہیں ہوگا کہ وہ معذرت کی جگہ نہیں۔اس لئے ہر معذرت بے اثر رہ جائے گی۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ﴾

''اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنا دیا'' (53)

سوال1:﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ﴾ ''اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنا دیا'' بنی اسرائیل کو رب العزت نے کتاب کا وارث بنا دیا، آیت کی روشنی میں کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى﴾ ''اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی'' رب العزت نے واضح فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت عطا فرمائی۔(2) ہدایت سے مراد نفع مند علم 'وحی' ہے جسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے۔

(3)﴿وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ﴾ ''اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنا دیا'' رب العزت نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو کتاب یعنی تورات کا وارث بنا دیا جس میں عقل مندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔

سوال2: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کس کتاب کا وارث بنایا؟

جواب(1): اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات کا وارث بنایا جو ان کے بعد بھی باقی رہی۔

(2) کتاب سے مراد وہ کتابیں بھی ہوسکتی ہیں جو بنی اسرائیل کے پیغمبروں پر نازل ہوئیں ان کا وارث بھی بنی اسرائیل کو بنایا گیا۔

﴿هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ﴾

''جو عقل مندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے'' (54)

سوال1:﴿هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ﴾ ''جو عقل مندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے'' تورات میں عقل والوں کے

لئے ہدایت اور نصیحت تھی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿هُدًى﴾ ''ہدایت'' تورات ہدایت پر یعنی شریعت کے احکامات پر مشتمل تھی۔

(2)﴿وَّذِكۡرٰى﴾ ''اور نصیحت'' تورات میں خیر اور بھلائی کے لئے یاد دہانی یعنی بھلائی کے لئے ترغیب اور برائی کے لئے ترہیب یعنی ڈراوے تھے۔(3)﴿لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ﴾ ''جو عقل مندوں کے لیے'' یعنی عقل والے ہی نصیحت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ‌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ﴾ ''یقیناً ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی، اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار انبیاء، اللہ والے اور علماء ان لوگوں کے لیے فیصلہ کرتے تھے جو یہودی بنے۔ اس لیے کہ انہیں کتاب اللہ کا محافظ بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ بھی تھے۔ چنانچہ تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو، اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔'' (المائدہ:44)

سوال 2: تورات عقلمندوں کے لیے کیسے ہدایت اور نصیحت تھی؟

جواب: تورات سے عقل مند لوگ ہی فائدہ اُٹھاتے تھے کیونکہ جن کے پاس عقل سلیم ہوتی ہے وہی آسمانی کتابوں سے ہدایت اور نصیحت حاصل کرتے ہیں باقی لوگ تو صرف جانوروں کی طرح کتاب کا بوجھ اُٹھاتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کتاب کے اندر کیا ہے۔

سوال 3: کتاب کیسے ہدایت بنتی ہے؟

جواب: (1) کتاب کی ہدایت سے انسان غلطیوں اور خرابیوں سے بچ جاتا ہے۔ (2) صحیح راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دنیا میں بھی کامیاب رہتا ہے اور آخرت میں بھی۔ (3) کتاب کی ہدایت پر عمل کرنے سے کتاب ہادی بن جاتی ہے۔

﴿فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِبۡكَارِ﴾

''چنانچہ آپ صبر کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی بخشش مانگیں اور صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں'' (55)

سوال 1: ﴿فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِبۡكَارِ﴾ ''چنانچہ آپ صبر کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی بخشش مانگیں اور صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں'' صبر، استغفار، صبح وشام حمد و تسبیح کے حکم کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَاصْبِرْ﴾ ''چنانچہ آپ صبر کریں'' یعنی اے نبی ﷺ! آپ ﷺ صبر کریں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا تھا۔

(2)﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے'' اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دعوت کا بول بالا کرے گا اور آپ ﷺ کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا کرے گا اور انہیں بہترین انجام تک پہنچائے گا۔

(3) اللہ تعالیٰ کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کاموں کے کرنے اور ناپسند کاموں کو چھوڑنے کے لیے آمادہ کرتا ہے۔

(4)﴿وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ﴾ ''اور اپنے گناہ کی بخشش مانگیں'' انبیاء سے عمداً کسی گناہ کا سرزد ہونا ناممکنات سے ہے ان کے گناہ سے مراد ان کی چھوٹی چھوٹی اجتہادی لغزشیں ہی ہوسکتی ہیں جو بھول چوک کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہیں اور بشریت کا خاصہ ہے، یہاں ان لغزشوں کا تعلق یقیناً صبر سے ہے۔ جیسے آپ کو کبھی کبھی یہ خیال آجاتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کفار مکہ کے مطالبہ کے مطابق کوئی معجزہ عطا فرمادے تو اس سے اسلام کو کافی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یا جب کفار آپ ﷺ سے سمجھوتہ کی راہیں ہموار کرنا چاہتے تھے تو آپ ﷺ کو ایسا خیال آنے لگا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے خیال سے بھی سختی سے روک دیا ہے۔ اس بنا پر یہاں آپ ﷺ کو صبر کی تلقین کی گئی ہے۔

(5)﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ ''اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں'' رب العزت نے اپنی حمد کے ساتھ تسبیح کرنے کا حکم دیا۔ خاص طور پر ﴿بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ ''صبح اور شام کو'' جو بہترین اوقات ہیں اور یہی اوقات واجب اور مستحب اوراد و اذکار و وظائف کے اوقات ہیں کیونکہ ان اوقات میں تمام امور کی تعمیل میں مدد ملتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2391/3)

(6) آیت کے اس ٹکڑے میں اجمالاً پانچوں نمازوں کا ذکر آگیا ہے۔ ایک پہلے حصہ دن کی اور چار پچھلے حصہ دن کی۔ یہ دراصل ان پانچ نمازوں اور ان کے اوقات کا تمہیدی حکم تھا جو بعد میں فرض کی گئیں۔ (تیسیر القرآن:88,87/4) جیسا کہ فرمایا:﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ ''اور آپ نماز قائم کریں دن کے دونوں اطراف میں اور رات کی چند گھڑیوں میں، بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔'' (ہود:114)

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کو استغفار کا حکم کیوں دیا گیا؟

جواب:(1) استغفار بھی ایک عبادت ہے۔ (2) استغفار کی وجہ سے اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے۔

(3) استغفار کا حکم اُمت کی راہ نمائی کے لیے ہے کہ وہ استغفار سے بے نیاز نہ ہوں۔

سوال 3: صبح و شام تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ تسبیح کرنا اپنا معمول بنالو۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ

﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں، بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو، اُن کے دلوں میں صرف ایک بڑائی ہے جس کو وہ ہرگز پہنچنے والے نہیں ہیں، چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں، یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' (56)

سوال 1: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں، بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو، اُن کے دلوں میں صرف ایک بڑائی ہے جس کو وہ ہرگز پہنچنے والے نہیں ہیں، چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں، یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' تکبر کرنے والے حق کو نہیں مانتے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں، بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو'' اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو باطل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی آیات کا ابطال کرنے کے لیے کسی دلیل اور حجت کے بغیر جھگڑتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2391/3)

(2) آیات الٰہی سے مراد یہاں دلائل توحید اور دلائل بعث بعد الموت ہیں۔ (تیسیر القرآن: 88,87/4)

(3) ﴿اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ﴾ ''اُن کے دلوں میں صرف ایک بڑائی ہے جس کو وہ ہرگز پہنچنے والے نہیں ہیں'' ان کے سینوں میں تکبر ہے، وہ حق کی اتباع کرنے کو حقیر جانتے ہیں۔ ان کی نگاہوں نے اہل حق کو حقیر ٹھہرا لیا ہے۔

(4) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یعنی آپ ﷺ کی تکذیب پر آمادہ کرنے والا محض ان کا غرور اور تکبر ہے جو ان کے دلوں کے اندر بھرا ہوا ہے وہ اپنے کو آپ ﷺ سے بڑا جانتے ہیں اسی لیے آپ ﷺ کے پیروکار ہونے سے نفرت کرتے ہیں۔ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: یعنی وہ بڑے ہونے کے مدعی ہیں وہ بڑائی کو پہنچ نہیں سکتے اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کرے گا۔ سیدنا ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے کہا: ان کے دلوں میں تکبر ہے اور رسول اللہ ﷺ پر غالب آجانے کی خواہش ہے لیکن وہ اس بڑائی تک پہنچ نہیں سکیں گے۔ (تفسیر مظہری: 165)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ﴾ ''اور جو لوگ ہماری آیات میں آپس میں جھگڑے کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اُن کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔'' (الشوریٰ: 35)

(6) ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں'' آپ ﷺ ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیں، ان کا شر ان کا تکبر ہے جو حق کے مقابلے میں انہیں اٹھا کھڑا کرتا ہے۔ ان کے تکبر سے اور شیاطین جنوں اور انسانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیں،

(7) ﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ''یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے'' وہ تمام آوازوں کو ان کے اختلاف کے

باوجود سنتا ہے ﴿الْبَصِيْرُ﴾ تمام مرئیات، خواہ وہ کسی بھی زبان ومکان میں ہوں، اس کی نظر میں ہیں۔ (تفسیر سعدی:2392/3)

(8) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات السمیع اور البصیر کا شعور حق اور باطل کے درمیان جھگڑے کرنے والوں کے ذریعے دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں فریقوں کی باتیں سنتا اور دیکھتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان جھگڑوں کا فیصلہ خود کرے گا۔

سوال 2: جھگڑے کرنے والے کس چیز تک پہنچنے والے نہیں ہیں؟

جواب: جھگڑے کرنے والے حق کو کمزور اور باطل کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

سوال 3: جھگڑے کرنے والوں کے بارے میں کیا نصیحت کی گئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لو۔

سوال 4: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات السمیع اور البصیر کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات السمیع اور البصیر کا شعور حق اور باطل کے درمیان جھگڑے کرنے والوں کے ذریعے دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں فریقوں کی باتیں سنتا اور دیکھتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان جھگڑوں کا فیصلہ خود کرے گا۔

﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

"یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں" (57)

سوال 1: ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ "یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں" زندگی بعد موت کے دلائل کی آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ﴾ "یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے" رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ جس رب نے زمین و آسمان جیسی عظیم مخلوق ایجاد کی ہے اس کے لیے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا مشکل نہیں ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۬ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾ "اور کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اُس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں! اور وہ سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔" (یٰس:81)

(2) اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی دلیل بیان کرتا ہے۔ جو عقلاً ثابت ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق ان کی عظمت و وسعت کے ساتھ، انسانوں کی تخلیق سے زیادہ بڑا کرشمہ ہے کیونکہ انسان کی تخلیق آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی نسبت بہت معمولی ہے۔ پس وہ ہستی جس نے اتنے

بڑے بڑے اجرام فلکی کونہایت مہارت سے تخلیق کیا ہے اس کا لوگوں کو ان کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا، زیادہ اولیٰ ہے۔ یہ عقل مند کے لیے حیات بعد الموت پر قطعی اور عقلی دلیل ہے، جو حیات بعد الموت کے بارے میں کسی شک وشبہ کو قبول نہیں کرتی، جس کے وقوع کی انبیاء ومرسلین نے خبر دی ہے، مگر ہر شخص اس میں غور وفکر نہیں کرسکتا۔ (تفسیر سعدی:2392/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور کیا بھلا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو ان کی تخلیق سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے؟ ہاں! یقیناوہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الاحقاف:33)

(4) ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' یعنی اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔ جس کی وجہ سے حقائق کو سمجھ نہیں پاتے۔

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾

''اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور نہ برائی کرنے والا، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو'' (58)

سوال 1: ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور نہ برائی کرنے والا، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو'' نیک اور برے لوگ برابر نہیں اس لیے جزا کے دن کی ضرورت ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ﴾ ''اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور نہ برائی کرنے والا'' یعنی جیسے اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا اسی طرح نیک اور برے لوگ برابر نہیں ہو سکتے اسی لیے جزا کے دن کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے موت کے بعد زندگی کا ہونا لازم ہے۔

(2) ﴿قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تم لوگ بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو'' تم کم ہی نصیحت پکڑتے ہو۔ ورنہ اگر تم معاملات کے مراتب، خیر وشر کے مقامات اور نیکوکاروں کا اور فاسقوں کے مابین فرق سے نصیحت پکڑتے اور تم اس کا عزم وارادہ کرتے تو تم ضرر رساں پر نفع رساں، گمراہی پر ہدایت کو اور فانی دنیا پر ہمیشہ رہنے والی سعادت کو ترجیح دیتے۔ (تفسیر سعدی:2392/3)

سوال 2: ''لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہیں'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) اکثر لوگ حقیقت کا علم نہیں رکھتے اس لیے نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہیں۔(2) اکثر لوگ ذات کی بڑائی میں مبتلا ہیں اس وجہ سے کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔(3) اکثر لوگ باپ دادا کے طور طریقوں میں گم ہیں اس لئے کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

﴿اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

''یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے اُس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے''(59)

سوال:﴿اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾''یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے اُس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے'' قیامت ضرور آئے گی، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا﴾''یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے اُس میں کوئی شک نہیں'' قیامت آنے والی ہے آ کر رہے گی۔ اس کے بارے میں رب العزت نے انبیاء کے ذریعے سے خبریں دی ہیں جیسا کہ فرمایا:﴿وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ﴾''اور جب کہا جاتا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے؟ ہم تو ایک معمولی گمان رکھتے ہیں اور ہم پورا یقین کرنے والے نہیں ہیں''(الاحقاف:32)

(2)﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾''لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے'' اکثر لوگ علم نہیں رکھتے اس کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ایمان نہیں ہوتا تو عمل اور اطاعت بھی نہیں ہوتی۔

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾

''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا، یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے''(60)

سوال1:﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا، یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے'' دعا اور عبادت کے حکم کی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو'' رب العزت نے حکم دیا ہے کہ مجھ

سے سوال کرو میں تمہیں عطا کروں گا۔

(2) یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف وکرم اور اس کی عظیم نصیحت ہے کہ اس نے انہیں اس چیز کی طرف دعوت دی جس میں ان کے دین و دنیا کی بھلائی ہے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس سے دعا کریں۔ یعنی دعائے عبادت اور دعائے مسئلہ اور ان سے وعدہ فرمایا کہ وہ ان کی دعا قبول فرمائے گا اور ان متکبرین کو وعید سنائی ہے۔ جو تکبر کی بنا پر اس کی عبادت سے منہ موڑتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2393/3)

(3) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ﴾ ''دعا عبادت کا مغز ہے۔'' (ترمذی، کتاب الدعوات:3371)

(4) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ کوئی ایسا نہیں کہ مانگے اللہ سے کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کو وہی چیز یا دور کر دیتا ہے اس کے برابر کوئی برائی جب تک کسی گناہ یا ناتا کاٹنے کے لیے دعا نہ کرے۔ (جامع ترمذی:3381)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے اچھا لگے (اور پسند آئے) کہ مصائب و مشکلات (اور تکلیف دہ حالات) میں اللہ اس کی دعائیں قبول کرے، تو اسے کشادگی وفراخی کی حالت میں کثرت سے دعائیں مانگتے رہنا چاہیئے"۔ (ترمذی:3382)

(6) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ ''سب ذکروں میں افضل ہے ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ اور سب دعاؤں میں افضل ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾۔'' (ترمذی:3383)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''دعا قبول کی جاتی ہے تم میں سے ہر کسی کی جب تلک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔'' (ترمذی:3387)

(8) ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ ''یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے'' یعنی جو لوگ عبادت سے اور دعا سے تکبر کرتے ہیں وہ رسوائی کے عذاب کو چکھیں گے۔

سوال 2: دعا کی قبولیت کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: (1) کھانے پینے اور پہننے میں حرام چیز سے پرہیز کرنا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آدمی طویل سفر کرتا ہے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوتے ہیں ایسی حالت میں وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے اور کہتا ہے اے رب لیکن اس کا کھانا حرام کا پینا حرام کا اور لباس حرام کا ہوتا ہے اور حرام مال سے ہی اس کی پرورش ہوتی ہے تو دعا کیسے قبول ہو۔'' (مسلم)

(2) دعا میں حضور قلب ہونا ضروری ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے دعا کیا کرو خوب سمجھ لو کہ غافل دل کی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔'' (ترمذی)

(3) قطعی دعا کی جائے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یوں نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ عزم رکھے (کہ خدا اس کی دعا قبول کرے) اور بڑی رغبت کے ساتھ دعا کرے کیونکہ جو کچھ

عطا فرماتا ہے اس کے لئے وہ چیز بڑی نہیں ہوتی۔" (مسلم) (تفسیر مظہری:172/10)

رکوع نمبر 12

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ﴾

"وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تا کہ تم اُس میں سکون حاصل کرو اور دن کو دکھلانے والا بنایا، یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے" (61)

سوال 1: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ﴾ "وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تا کہ تم اُس میں سکون حاصل کرو اور دن کو دکھلانے والا بنایا، یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے" دن رات سے اللہ تعالیٰ کو پہچانو، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ﴾ "وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تا کہ تم اُس میں سکون حاصل کرو" رب العزت نے رات کو لوگوں کے سکون کے لئے بنایا۔ دن بھر کی تھکن رات کو آرام کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔

(2) ﴿وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا﴾ "اور دن کو دکھلانے والا بنایا" رب العزت نے دن کو روشن بنایا تا کہ دن میں لوگ اپنے کام کریں، سفر کریں، تجارت اور روزی تلاش کریں۔

(3) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے" اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے بڑے احسانات فرماتا ہے لیکن اکثر لوگ علم نہ ہونے یعنی جہالت اور ظلم کی وجہ سے شکر ادا نہیں کرتے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ﴾ "اور میرے بندوں میں سے بہت تھوڑے شکر گزار ہیں۔" (سبا:13)

(4) شکر گزار اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اعتراف کرتے ہیں اور نعمتوں کو رب کی رضا کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے کائنات کو کیوں تخلیق فرمایا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے دو امور کی خاطر کائنات کو تخلیق فرمایا معرفت الٰہی اور عبادت الٰہی۔ یہی دو امور ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقصد قرار دیا ہے۔ یہی دو امور ہر قسم کی بھلائی، خیر و فلاح، دینی اور دنیاوی سعادت کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔ یہی

دوامور اللہ کریم کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے بہترین عطیہ ہیں۔اور یہی دوامور علی الاطلاق لذیذ ترین چیزیں ہیں۔اگر بندہ ان دو چیزوں سے محروم ہو جائے تو وہ ہر خیر سے محروم ہو کر ہر شر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔(تفسیر سعدی:2394/3)

سوال3: اللہ تعالیٰ نے دن کو دیکھنے والا کیوں بنایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دن کو اس لیے دیکھنے والا بنایا تا کہ معاش کے لیے کی جانے والی محنت اور دیگر کاموں میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

سوال4: اللہ تعالیٰ لوگوں پر کیسے فضل کرتا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ لوگوں کو نعمتیں عطا کرتے ہیں۔(2) اللہ تعالیٰ ہدایت کے سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔(3) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جنت عطا کرتے ہیں یہ اس کا بڑا فضل ہے۔

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾

”یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟“ (62)

سوال1: ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ”یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟“ ہر چیز کا خالق سچا معبود ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾ ”یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے“ جس نے تمہیں دعا کا حکم دیا جس نے رات اور دن بنائے جو ایک ہے وہی تمہارا رب ہے۔(2) ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ”ہر چیز کا پیدا کرنے والا“ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

(3) ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ”اُس کے سوا کوئی معبود نہیں“ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

(4) ﴿فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ”پھر تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟“ یعنی تمہیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کہاں بہکایا جا رہا ہے حالانکہ وہ تمہارا رب، معبود ہے۔

سوال2: جب اللہ خالق ہے جو سب کا رب ہے پھر لوگ کدھر پھرائے جا رہے ہیں؟

جواب: اللہ خالق ہے اس کا انکار اکثر مشرک بھی نہیں کرتے۔لیکن اس کے باوجود شرک کرتے ہیں۔تو وہ اللہ تعالیٰ کی توحید سے شرک کی طرف پھیرائے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بہکائے جا رہے ہیں۔

﴿كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾

”ایسے ہی وہ سب لوگ بہکائے جاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے“ (63)

سوال:﴿كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ ''ایسے ہی وہ سب لوگ بہکائے جاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے'' پہلے مشرک بھی گمراہ تھے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ ''ایسے ہی وہ سب لوگ بہکائے جاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا کرتے تھے'' یعنی جیسے پہلے لوگ ایمان اور توحید سے پھیرے گئے ایسے ہی وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے اور حق سے پھیرے جا رہے ہیں۔(ایسر التفاسیر:1367)

(2) ان کے آیات الٰہی کے انکار اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ان کے ظلم و تعدی کی سزا ہے کہ ان کو توحید و اخلاص سے پھیر دیا گیا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴾ ''اور جب کوئی سورت اُتاری جاتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں کہ کیا تمہیں کوئی ایک دیکھ رہا ہے؟ پھر وہ واپس پلٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے اس لیے کہ یقیناوہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔'' (التوبہ:127) (تفسیر سعدی:2396)

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا پھر اُس نے تمہاری صورتیں بنائیں، پس بہت ہی اچھی تمہاری صورتیں بنائیں اور اُس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا، یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب، پس بڑا ابا برکت ہے اللہ تعالیٰ، سارے جہانوں کا رب ہے'' (64)

سوال1:﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا پھر اُس نے تمہاری صورتیں بنائیں، پس بہت ہی اچھی تمہاری صورتیں بنائیں اور اُس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا، یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب، پس بڑا ابا برکت ہے اللہ تعالیٰ، سارے جہانوں کا رب ہے'' زمین و آسمان کا خالق ہی عبادت کے لائق ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ بنایا'' رب العزت نے زمین کو تمہارے لیے قرار گاہ بنایا۔زمین ساکن ہے اس پر انسان عمارتیں بناتا ہے، کھیتیاں بوتا ہے، سفر کرتا ہے۔

(2)﴿وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً﴾ ''اور آسمان کو چھت بنایا'' یعنی اس نے تمہارے لیے آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا۔اس کی علامات سے تم خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راہ نمائی حاصل کرتے ہو۔

(3)﴿وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾ ''پس بہت ہی اچھی تمہاری صورتیں بنائیں'' یعنی تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری اچھی صورتیں بنائیں۔بنی آدم سے بڑھ کر کوئی مخلوق خوبصورت نہیں جیسا کہ فرمایا:﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (٤)﴾ ''بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا'' (التین:4)

(4) اگر آپ انسان کی خوبصورتی جانچنا اور اللہ عزوجل کی حکمت کی معرفت چاہتے ہیں تو انسان کے ایک ایک عضو پر غور وفکر کریں کیا آپ کو کوئی ایسا عضو نظر آتا ہے، جو جس کام کے لائق ہے، اس کے علاوہ کسی اور جگہ موجود ہو؟ پھر آپ اس میلان پر غور کیجیے جو دلوں میں ایک دوسرے کے لیے ہوتا ہے کیا آپ کو یہ میلان آدمیوں کے سوا دوسرے جانداروں میں ملے گا؟ آپ اس بات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، ایمان، محبت اور معرفت سے مختص کیا ہے، جو بہترین اخلاق میں خوبصورت ترین صورت سے مناسبت رکھتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:2396/3)

(5)﴿وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ ''اور اُس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا'' رب العزت نے تمہیں کھانے پینے، پہننے اوڑھنے کی نفیس چیزیں عطا فرمائیں۔

(6)﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾ ''یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب'' وہی اللہ تعالیٰ جس نے یہ ساری نعمتیں رزق کے طور پر عطا کیں جو تمہارا خالق ہے، مالک ہے وہی تمہارا رب ہے، اس کے سوا تمہارا کوئی رب نہیں۔اور نہ تمہارا کوئی معبود ہے۔

(7)﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''پس بڑا بابرکت ہے اللہ تعالیٰ، سارے جہانوں کا رب ہے'' یعنی اللہ رب العزت بڑی برکت والا ہے۔وہ ہر خوبی والی صفت میں سب سے اعلیٰ، بلند وبالا ہے۔

سوال2: اللہ تعالیٰ نے زمین کو کیسے ٹھہرنے کی جگہ بنا دیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسان کی رہائش کے قابل بنایا ہے۔(2) انسان زمین پر رہتے بستے ہیں۔(3) انسان زمین پر کاروبار کرتے ہیں۔(4) انسان موت سے ہمکنار ہو کر بھی زمین کے اندر جا بستا ہے۔

سوال3: اللہ تعالیٰ نے آسمان کو کیسی چھت بنایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آسمان کو قائم اور ثابت رہنے والی چھت بنایا۔اگر آسمان کے گرنے کے اندیشہ ہوتا تو کوئی انسان چین سے نہ رہ سکتا۔

سوال4: اللہ تعالیٰ نے انسان کی کیسی شکل بنائی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے مقابلے میں انسانوں کو زیادہ خوش عقل اور خوبصورت اور متناسب اعضاء والا بنایا۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''وہی زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، چنانچہ اُسی کو پکارو کہ دین کو اُس کے لیے خالص کرنے والے ہو، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' (65)

سوال 1: ﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''وہی زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، چنانچہ اُسی کو پکارو کہ دین کو اُس کے لیے خالص کرنے والے ہو، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے، وہ ہمیشہ رہے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ الْحَيُّ﴾ ''وہی زندہ ہے'' رب العزت زندہ ہے وہ ایسی حیات کا مالک ہے جو کامل ہے۔ اس کو کبھی موت نہیں آئے گی جب کہ انسان اور جن مرجاتے ہیں۔ (2) ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''اس کے سوا کوئی معبود نہیں'' اللہ رب العالمین کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(3) ﴿فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ ''چنانچہ اُسی کو پکارو کہ دین کو اُس کے لیے خالص کرنے والے ہو'' یعنی اس ایک کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک نہ کرو۔

(4) یہ دعائے عبادت اور دعائے مسئلہ دونوں کو شامل ہے۔ ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڏ حُنَفَاۗءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝﴾ ''اور اُنہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس حال میں کہ وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والے، یکسو ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مضبوط دین ہے۔'' (البینۃ:5) (تفسیر سعدی:2397/3)

(5) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے'' یعنی تمام قولی محامد اور مدح وثنا، مثلاً مخلوق کا اس کا ذکر کرتے ہوئے کلام کرنا اور فعلی محامد اور مدح وثنا جیسے اس کی عبادت کرنا یہ سب اللہ واحد کے لیے ہیں، جس کا کوئی شریک نہیں کیونکہ وہ اپنے اوصاف وافعال اور مکمل نعمتیں عطا کرنے میں کامل ہے۔ (تفسیر سعدی:2397/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوئی دوسرا شریک کیوں نہیں ہوسکتا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا اور سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔ (2) اللہ تعالیٰ بناتا ہے کوئی اور اس کے اختیارات میں شریک نہیں۔ لہٰذا عبادت کا مستحق بھی وہی ہے کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ہوسکتا۔

﴿قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ یقیناً مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ میں اُن کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو جب کہ میرے پاس میرے رب کی جناب سے واضح دلائل آچکے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سارے جہانوں کے رب کا فرماں بردار ہو جاؤں'' (66)

سوال 1: ﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ٘ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ یقیناً مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ میں اُن کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو جب کہ میرے پاس میرے رب کی جناب سے واضح دلائل آچکے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سارے جہانوں کے رب کا فرماں بردار ہو جاؤں'' اللہ کے سوا کسی کی عبادت حرام ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ یقیناً مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ میں اُن کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو'' اے نبی آپ کہہ دیں کہ رب العزت نے مجھے غیر اللہ کی عبادت سے روکا ہے۔ اور خالص اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔

(2) ﴿لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ﴾ ''جب کہ میرے پاس میرے رب کی جناب سے واضح دلائل آچکے'' یعنی جب میرے پاس توحید کے عقلی اور نقلی دلائل آچکے ہیں۔ اس لیے توحید واجب ہے۔ (فتح القدیر: 627/4)

(3) ﴿وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سارے جہانوں کے رب کا فرماں بردار ہو جاؤں'' یعنی میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے چہرے کو اس کے لیے جھکا دوں، اس کو سونپ دوں اور اس کے لیے اپنے عمل کو خالص کروں (ایسر التفاسیر: 1369) (4) یعنی مجھے اپنے تمام اعضاء کے ساتھ رب العزت کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارا جاتا ہے ان کی عبادت سے کیوں روک دیا گیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کے سوا پتھر کے بت پوجے جاتے ہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ کے سوا قبروں والوں کو چاہے نبی ہو یا ولی اُن کو مدد کے لیے پکارا جاتا ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ کے سوا قبروں والوں کے لیے نذریں دی جاتی ہیں۔ (4) اللہ تعالیٰ کے سوا قبروں والوں سے خوف رکھا جاتا ہے۔ اور اُن سے اُمیدیں باندھی جاتی ہیں۔ (5) اللہ تعالیٰ نے اُن سب کاموں سے روکا ہے کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں اور عبادت صرف اللہ کا حق ہے۔ (6) اللہ تعالیٰ نے ان سب کاموں سے اس لیے بھی روکا ہے کہ اب تو رب کی طرف سے دلائل پہنچ چکے ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾

''وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے کوئی ہے جو اس سے پہلے ہی وفات دیا جاتا ہے اور تا کہ تم اپنی مقررہ مدت تک پہنچ جاؤ اور تا کہ تم سمجھو'' (67)

سوال 1: ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا﴾ ''وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو، پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ'' رب العزت نے انسان کو مختلف مراحل میں تخلیق کیا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ﴾ ''وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا'' یعنی اپنی اصل کو دیکھو اور وہ سیدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام جنہیں مٹی سے پیدا کیا۔ (2) ﴿ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ ''پھر نطفے سے'' پھر منی سے پیدا کیا۔

(3) ﴿ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ﴾ ''پھر جمے ہوئے خون سے'' جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے۔

(4) ﴿ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا﴾ ''پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے'' یعنی جب تمہاری تخلیق مکمل ہو جاتی ہے تو تمہیں ماؤں کے پیٹوں سے نکالتا ہے۔ (5) ﴿ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ﴾ ''پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو'' یعنی تمہاری عقلوں اور جسموں کو مکمل کرتا ہے۔

(6) ﴿ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا﴾ ''پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ'' یعنی جب تمہاری عمر بڑی ہو جائے تم ساٹھ برس کے ہو جاؤ تو تم بڑھاپے کو پہنچ جاؤ۔

سوال 2: ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ ''جو اس سے پہلے ہی وفات دیا جاتا اور تا کہ تم اپنی مقررہ مدت تک پہنچ جاؤ اور تا کہ تم سمجھو'' انسان اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور تقدیر میں بند ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى﴾ ''جو اس سے پہلے ہی وفات دیا جاتا ہے اور تا کہ تم اپنی مقررہ مدت تک پہنچ جاؤ'' یعنی تم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو بڑھاپے سے پہلے ہی وفات پا جاتا ہے تا کہ تم اپنی زندگی کے مراحل سے اپنی عمر کے اختتام تک جا پہنچو۔

(2) ﴿وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ ''اور تا کہ تم سمجھو'' تا کہ تم سمجھ بوجھ سے کام لو اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور و فکر کرو (جامع البیان: 79/24)

(3) یعنی اپنے رب کی توحید، اپنی تخلیق میں اس کی قدرت کو پہچانو (فتح القدیر: 627/4)

(4) زندگی بعد موت کو یاد رکھو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (مختصر ابن کثیر:2/1777)

(5) شاید کہ تم اپنے احوال کو سمجھو اور تمہیں معلوم ہو کہ تمہیں ان مراحل میں سے گزارنے والی ہستی کامل قدرت کی مالک ہے۔ وہی ہے جس کے سوا کوئی اور ہستی عبادت کے لائق نہیں اور تم ہر لحاظ سے ناقص ہو۔ (تفسیر سعدی:3/2398)

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے ردشرک کے لیے انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف مراحل پر توجہ دینے کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ دیکھو مٹی جیسی چیز سے تمھیں بنایا ہے۔ سننے والا، بولنے والا، سمجھنے والا اس کا کوئی شریک نہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو نطفے سے وابستہ کر دیا یقیناً تخلیق کے کام میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ (3) اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں آنے والی جنین کی تبدیلی علقہ سے یہ شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ (4) اللہ تعالیٰ نے انسان کے بچپن، جوانی اور بڑھاپے سے یہ شعور دلایا ہے کہ اللہ کے سوا عبادت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

﴿هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ﴾

''وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور جو موت دیتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اُسے صرف یہی کہتا ہے: ''ہو جا'' پس وہ ہو جاتا ہے'' (68)

سوال: ﴿هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ﴾ ''وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور جو موت دیتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اُسے صرف یہی کہتا ہے: ''ہو جا''، پس وہ ہو جاتا ہے'' زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ﴾ ''وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور جو موت دیتا ہے'' زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ نہ کوئی عدم سے وجود میں لا سکتا ہے نہ اس کے اذن کے بغیر مار سکتا ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ (11)﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر تمہارے جوڑے بنائے اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی بچہ جنتی ہے مگر اُس کے علم سے اور کسی عمر پانے والے کو عمر نہیں دی جاتی اور نہ کسی کی عمر میں کمی کی جاتی ہے مگر وہ ایک کتاب میں ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے'' (فاطر:11)

(3) ﴿فَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ﴾ ''پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اُسے صرف یہی کہتا ہے: ''ہو جا'' پس وہ ہو جاتا ہے'' جب وہ کسی چیز کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو فقط ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے ہو جا، تو وہ ہو جاتا ہے۔ اس کے حکم کی کوئی مخالفت

نہیں کر سکتا۔

رکوع نمبر 13

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ﴾

''کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں آپس میں جھگڑا کرتے ہیں؟ کہاں سے وہ پھیرے جاتے ہیں؟'' (69)

سوال 1: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ﴾ ''کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں آپس میں جھگڑا کرتے ہیں؟ کہاں سے وہ پھیرے جاتے ہیں؟'' گمراہوں کا حال عجیب ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا'' رب العزت نے نبی ﷺ سے سوال کیا ہے کیا آپ ﷺ نے غور نہیں کیا۔

(2) ﴿اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ ''اُن لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں آپس میں جھگڑا کرتے ہیں'' جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں جھگڑتے اور انہیں جھٹلاتے ہیں۔

(3) ﴿اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ﴾ ''کہاں سے وہ پھیرے جاتے ہیں؟'' کہاں سے وہ حق سے پھیرے جا رہے ہیں؟ یعنی ان آیات سے کیسے منہ موڑ رہے ہیں؟ اس کامل توضیح وتبیین کے باوجود وہ کدھر جا رہے ہیں؟ کیا ان کے پاس ایسے دلائل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات سے متعارض ہوں؟ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ یا وہ ایسے شبہات پاتے ہیں جو ان کی خواہشات کے موافق ہیں اور وہ اپنے باطل نظریات کی تائید میں ان شبہات کو لے کر چڑھ دوڑتے ہیں؟۔ بدترین ہے وہ چیز جو انہوں نے اپنے لیے اختیار کی اور کتاب اللہ اور رسولوں کی تکذیب کے بدلے حاصل کی جو رسول مخلوق میں سب سے افضل، سب سے سچے اور سب سے زیادہ خردمند ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2399/3)

سوال 2: ''وہ کہاں پھیر دیئے جاتے ہیں'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ روشن دلائل اور حق کی وضاحتوں کے باوجود کیسے لوگ حق سے باطل کی طرف، توحید سے شرک کی طرف ہدایت سے گمراہی کی طرف پھیر دیئے جاتے ہیں۔

﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جھٹلایا اور اُس چیز کو بھی جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا پھر عنقریب وہ جان لیں گے'' (70)

سوال 1: ﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب

کو جھٹلایا اور اُس چیز کو بھی جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا پھر عنقریب وہ جان لیں گے'' کتاب کو جھٹلانے والے عنقریب برے انجام کو جان جائیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ﴾ ''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جھٹلایا'' یعنی جو لوگ قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔

(2) کیونکہ سابقہ کتب سماوی کی بنیادی تعلیم وہی کچھ ہے جو قرآن کریم کی ہے اور ان لوگوں کا قرآن یا پہلی کتابوں کو جھٹلانا یہ ہے کہ وہ قرآن سے ہدایت لینے کے خواہشمند نہیں ہوتے بلکہ قرآن میں اپنے قائم کردہ نظریات کو داخل کرنا چاہتے ہیں۔ (تیسیر القرآن: 4/95)

(3)﴿وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا﴾ ''اور اُس چیز کو بھی جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا'' یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت، اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت، اور اس کی ملاقات پر ایمان کو انہوں نے جھٹلا دیا۔

(4)﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''پھر عنقریب وہ جان لیں گے'' یعنی جھٹلانے کے انجام کے بارے میں جلد ہی انہیں پتہ چل جائے گا۔ عذاب ان کے سروں پر ہے، جلد ہی انہیں دبوچ لے گا۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ ''اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔'' (المرسلات: 15)

سوال 2: جو لوگ کتاب کو اور رسولوں کو جھٹلاتے ہیں انہیں کس بات کا علم ہو جائے گا؟

جواب: انہیں اپنے بُرے انجام کا علم ہو جائے گا۔

﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ﴾

''جب طوق اور زنجیریں اُن کی گردنوں میں ہوں گے، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے'' (71)

سوال: ﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ﴾ ''جب طوق اور زنجیریں اُن کی گردنوں میں ہوں گے، وہ گھسیٹے جا رہے ہوں گے'' طوق اور زنجیروں میں گھسیٹے جائیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ﴾ ''جب طوق اُن کی گردنوں میں ہوں گے'' یعنی وہ اپنے کفر اور جھٹلانے کا انجام جان لیں گے جب طوق ان کی گردن میں ہوں گے اور وہ اس کی وجہ سے حرکت نہیں کر سکیں گے۔

(2)﴿وَالسَّلٰسِلُ﴾ ''اور زنجیریں'' یعنی زنجیروں کے ساتھ انہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جائے گا۔

(3) زنجیر کا ایک سرا طوق میں اٹکا ہوا اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس طرح مجرموں اور قیدیوں کی مانند لائے جائیں گے۔ (تفسیر عثمانی: 2/526)

﴿فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ﴾

''کھولتے ہوئے پانی میں، پھر وہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے'' (72)

سوال1:﴿فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ﴾ ''کھولتے ہوئے پانی میں، پھر وہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے'' وہ کھولتے گرم پانی، اور آگ میں جھونکے جائیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فِي الْحَمِيْمِ﴾ ''کھولتے ہوئے پانی میں'' محافظ فرشتے انہیں کبھی سخت کھولتے گرم پانی میں گھسیٹیں گے۔ جیسا کہ فرمایا:﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ (۴۳) يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ (۴۴)﴾ ''یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرم جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ اُسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان گردش کرتے رہیں گے۔'' (الرحمن:44,43)

(2)﴿ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ﴾ یقیناً اُن کی واپسی دوزخ کی طرف ہوگی۔'' (الصافات:68)

(3)﴿خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (۴۷) ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ (۴۸) ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (۴۹) اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ﴾ ''پکڑو اُسے۔ پھر اُسے گھسیٹتے ہوئے جہنم کے درمیان لے جاؤ پھر اُس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب اُنڈیل دو چکھ اُس کا مزہ۔ یقیناً تو بڑا زبردست معزز آدمی ہے یقیناً یہ وہی چیز ہے جس میں تم شک کرتے تھے۔'' (الدخان:47-50)

(4)﴿ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ﴾ ''پھر وہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے'' کبھی جہنم کی آگ کے خوفناک شعلوں میں گھسیٹے جائیں گے۔

سوال2: کھولتے ہوئے پانی کا تذکرہ کیوں کیا گیا؟

جواب: اہل جہنم کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور اس میں انہیں پھرایا جائے گا۔

سوال3: اہل جہنم کو آگ میں جلایا جائے گا اس کی وضاحت کریں؟

جواب: سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اہل جہنم کے ذریعے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔ یعنی انسان اُس کا ایندھن بنیں گے۔

﴿ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴾

''پھر اُن سے کہا جائے گا: ''وہ کہاں ہیں جنہیں تم شریک کرتے تھے'' (73)

سوال1:﴿ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴾ ''پھر اُن سے کہا جائے گا: ''وہ کہاں ہیں جنہیں تم شریک کرتے تھے'' تمہارے خود ساختہ معبود کہاں گئے، آیت کی روشنی میں واضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ﴾ ''پھر اُن سے کہا جائے گا'' یہ بات مشرکوں کو رسوا کرنے کے لئے کی جائے گی۔

(2)﴿اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴾ ''وہ کہاں ہیں جنہیں تم شریک کرتے تھے'' آج تمہارے خود ساختہ معبود کہاں ہیں؟ وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے؟ وہ تمہاری سفارش کر کے تمہیں عذاب سے چھڑا کیوں نہیں لیتے۔

سوال 2: اہل جہنم سے آگ میں جلتے ہوئے، کھولتے ہوئے پانیوں کے درمیان زنجیروں اور طوق میں گھسیٹنے کے درمیان شرکاء کے بارے میں کیوں سوال کیا جائے گا؟

جواب: شرک بڑا جرم ہے اس جرم کے بارے میں سوال جواب انتہائی دہشت ناک ماحول میں ہوں گے۔ آج یہ سب کچھ اس لئے بتایا جا رہا ہے تا کہ انسان شرک سے باز آجائیں۔

﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا بَلۡ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَيۡـئًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِيۡنَ﴾

''اللہ تعالیٰ کے ماسوا؟'' وہ کہیں گے: ''وہ ہم سے کھو گئے ہیں، بلکہ اس سے پہلے ہم کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے۔'' اللہ تعالیٰ کافروں کو ایسے ہی گمراہ کرتا ہے'' (74)

سوال 1: ﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا بَلۡ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَيۡـئًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِيۡنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے ماسوا؟'' وہ کہیں گے: ''وہ ہم سے کھو گئے ہیں، بلکہ اس سے پہلے ہم کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے'' اللہ تعالیٰ کافروں کو ایسے ہی گمراہ کرتا ہے'' وہ ہم سے کھو گئے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے ماسوا؟'' یعنی جن کی تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت کرتے تھے، جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے، وہ کہاں ہیں؟ (2) ﴿قَالُوۡا﴾ ''وہ کہیں گے'' شرک، ندامت سے جواب دیں گے۔

(3) ﴿ضَلُّوۡا عَنَّا﴾ ''وہ ہم سے کھو گئے ہیں'' وہ تو ہم سے کھو گئے۔

(4) ﴿بَلۡ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَيۡـئًا﴾ ''بلکہ اس سے پہلے ہم کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے'' بلکہ ہم اس سے پہلے کسی بھی چیز کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ اور وہ قسمیں کھائیں گے۔ ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشۡرِكِيۡنَ﴾ ''قسم ہے اللہ ہمارے رب کی! ہم مشرک نہ تھے۔'' (الانعام:23)

(5) ﴿كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِيۡنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کافروں کو ایسے ہی گمراہ کرتا ہے'' اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یعنی اس گمراہی کے مانند جس میں یہ دنیا میں مبتلا تھے۔ یہ گمراہی سب پر واضح تھی، حتیٰ کہ خود ان پر بھی واضح تھی، جس کے بطلان کا اقرار یہ لوگ قیامت کے روز کریں گے، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کسی قسم کے شریکوں کی پیروی نہیں کر رہے، وہ گمان کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتے۔'' (یونس:66) ﴿وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ﴾ ''اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے'' (فاطر:14) اور یہ ارشاد بھی دلالت کرتا ہے ﴿وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ يَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ﴾ ''اور اُس سے بڑا گمراہ کون

ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اُنہیں پکارتا ہے؟ جو قیامت کے دن تک اُسے کوئی جواب نہیں دے سکتے۔" (الاحقاف:5)

سوال 2: مشرک یہ کیوں کہیں گے کہ ہم اس سے پہلے کسی کی عبادت نہ کرتے تھے؟

جواب: مشرک یہ بات اس لیے کہیں گے کہ بتوں کی عبادت کا باطل ہونا ان پر واضح ہو جائے گا۔ انہیں پتہ چل جائے گا کہ وہ جن کی عبادت کرتے رہے نہ وہ سنتے تھے نہ دیکھتے تھے نہ نفع پہنچا سکتے تھے نہ نقصان۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کافروں کو کیسے گمراہ کرتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کافروں کو جھٹلانے اور انکار کرنے کی وجہ سے گمراہ کرتا ہے۔ جھٹلانے اور انکار کرنے سے دل سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے حق قبول کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

﴿ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ﴾

"یہ اس لیے ہوا کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے اور اس لیے کہ تم اکڑتے تھے" (75)

سوال 1: ﴿ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ﴾ "یہ اس لیے ہوا کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے اور اس لیے کہ تم اکڑتے تھے" ناحق اتراہٹ نے عذاب تک پہنچا دیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ "یہ اس لیے ہوا کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے" فرشتے اہل جہنم کو ڈانٹ کر کہیں گے کہ زمین میں ناحق خوش ہونے نے تمہیں عذاب کی اس منزل تک پہنچا دیا تم اپنے علوم کے ذریعے انبیاء کی مخالفت کرتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ "پھر جب اُن کے رسول اُن کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو وہ اس پر پھول گئے جو کچھ علم میں سے ان کے پاس تھا" (المومن:83)

(2) جیسے قارون قابل مذمت خوشی کا شکار ہوا تو رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ﴾ "اِتراؤ مت! یقیناً اللہ تعالیٰ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (القصص:76) (3) وہ خوشی قابل رشک ہے جس کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ "آپ کہہ دیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت سے ہے۔ سو اسی کے ساتھ تو لازم ہے کہ وہ خوش ہوں۔" (یونس:58) یہ خوشی نفع مند علم اور نیک اعمال سے ہوتی ہے۔

سوال 2: گمراہی کس چیز کا نتیجہ ہوتی ہے؟

جواب: (1) گمراہی کفر و تکذیب اور فسق و فجور میں بڑھنے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ (2) گمراہی کفر اور فسق پر خوش ہونے اور اترانے سے بڑھتی ہے۔

﴿اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾

''داخل ہوجاؤ جہنم کے دروازوں میں، تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو، پس تکبر کرنے والوں کا بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے'' (76)

سوال1: ﴿اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ''داخل ہوجاؤ جہنم کے دروازوں میں، تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو، پس تکبر کرنے والوں کا بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے'' جہنم تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ ''داخل ہوجاؤ جہنم کے دروازوں میں، تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو'' حکم دیا جائے گا کہ اپنے اعمال کے مطابق جہنم کے دروازوں سے داخل ہوجاؤ۔

(2) ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ ''تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو'' اب اس میں نہ تم مرو گے، نہ نکلو گے۔ (ایسر التفاسیر: 1371)

(3) ﴿فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ ''پس تکبر کرنے والوں کا بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے'' یعنی جہنم تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا ہے۔ اور کتنا برا مقام ہے۔ (4) سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ وہ ایسے کمزور اور گمنام لوگ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دے۔ اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں۔ ہر اکھڑ مزاج، بد خلق اور متکبر دوزخی ہوتا ہے۔ (بخاری، کتاب الادب باب الکبیر)

سوال2: یہ بات کون کہے گا کہ داخل ہوجاؤ جہنم میں؟

جواب: یہ بات جہنم پر مقرر کیے گئے فرشتے کہیں گے۔

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ﴾

''چنانچہ آپ صبر کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے پھر اگر ہم اُس کا کچھ حصہ واقعی آپ کو دِکھا دیں جس کا ہم اُن سے وعدہ کر رہے ہیں یا ہم آپ کو وفات ہی دے دیں پھر بھی وہ ہماری طرف ہی لوٹائے جائیں گے'' (77)

سوال1: ﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ﴾ ''چنانچہ آپ صبر کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے پھر اگر ہم اُس کا کچھ حصہ واقعی آپ کو دِکھا دیں جس کا ہم اُن سے وعدہ کر رہے ہیں یا ہم آپ کو وفات ہی دے دیں پھر بھی وہ ہماری طرف ہی لوٹائے جائیں گے'' نبی ﷺ کو صبر کا حکم اور فتح کی بشارت کی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاصْبِرْ﴾ ''چنانچہ آپ صبر کریں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے پر اپنی قوم کی طرف سے جو اذیتیں پہنچتی ہیں ان پر صبر کریں۔

(2)﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے'' یقین رکھیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، کہ وہ آپ کے دین کی نصرت کرے گا، اور دین حق کو غلبہ عطا فرمائے گا، اگرچہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

(3)﴿فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ﴾ ''پھر اگر ہم اُس کا کچھ حصہ واقعی آپ کو دکھا دیں جس کا ہم اُن سے وعدہ کر رہے ہیں یا ہم آپ کو وفات ہی دے دیں پھر بھی وہ ہماری طرف ہی لوٹائے جائیں گے'' کفار مکہ پر عذاب کی تین صورتیں: ایک یہ کہ آپ کے جیتے جی ان پر عذاب آئے۔ جیسا کہ جنگ بدر، جنگ احزاب اور فتح مکہ کے وقت کافروں کی رسوائی ہوئی۔ دوسری صورت یہ کہ اس عذاب کا کچھ حصہ آپ کی زندگی کے بعد ان پر آئے۔ اور اس سے مراد وہ جنگیں ہیں جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مرتدین، ملحدین اور کافروں سے لڑیں اور اسلام کا پوری طرح بول بالا ہوا اور کافروں اور کفر کو رسوائی نصیب ہوئی۔ اور تیسری اور حتمی صورت یہ ہے کہ آخر مرنے کے بعد انہوں نے ہمارے ہی پاس آنا ہے (تیسیر القرآن:4/97)

(4) جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا دیں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''اور آپ اللہ تعالیٰ کو ہرگز غافل خیال نہ کریں اس سے جو ظالم کرتے ہیں'' (ابراہیم:42)

سوال 2: کافروں سے انتقام کا وعدہ کب پورا ہو سکتا ہے؟

جواب: یہ وعدہ دنیا میں بھی پورا ہو سکتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں کافروں کو عذاب میں مبتلا کیا گیا یا جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے مکہ فتح ہو گیا عرب مسلمانوں کے زیر نگیں ہو گیا۔ قیامت والے دن پورا ہو گا بہر حال یہ امر یقینی ہے کافر اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بھاگ کر نہیں جا سکتے آخرت میں ان کے لیے سخت عذاب تیار ہے۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کو سنائے ہیں اور اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کو نہیں سنائے کسی رسول کے لیے بھی ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آتا، پھر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور وہاں اہل باطل خسارے میں رہے'' (78)

سوال 1: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کو سنائے ہیں'' انبیاء کے

تذکرے سے نبی ﷺ کو تسلی دی گئی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سے رسول بھیجے'' یعنی اے نبی ﷺ آپ ﷺ سے پہلے کئی قوموں کی طرف ان کے رسول بھیجے جو انہیں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔ وہ انہیں جھٹلاتے اور اذیتیں دیتے، تو وہ صبر کرتے تھے۔

(2)﴿مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ ''ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کو سنائے ہیں'' یعنی کچھ انبیاء ایسے ہیں جن کے حالات و واقعات ہم نے آپ کو سنائے ہیں کہ کیسے انہوں نے رب کی طرف بلایا، اور کیسے لوگوں نے جھٹلایا، پھر کس طرح انہیں تباہ کر دیا گیا۔

سوال 2: ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ﴾ ''کسی رسول کے لیے بھی ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آتا، پھر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور وہاں اہل باطل خسارے میں رہے'' معجزات اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آتے ہیں، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ ''اور اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کو نہیں سنائے کسی رسول کے لیے بھی ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آتا'' کوئی نبی اپنی نبوت کے ثبت کے لیے خود معجزات لے کر نہیں آیا۔ (2) اس لیے رسولوں سے معجزات دکھانے کا مطالبہ کرنا، ظلم، تعنت اور تکذیب ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسی آیات کے ذریعے سے ان کی تائید کی ہے جو ان کی صداقت اور ان کی دعوت کی صحت پر دلالت کرتی ہیں (تفسیر سعدی: 2402/3)

(3)﴿فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ﴾ ''پھر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا'' جب اللہ تعالیٰ کا حکم آ جاتا ہے تو رسولوں اور ان کی قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

(4)﴿وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ﴾ ''اور وہاں اہل باطل خسارے میں رہے'' انبیاء پر ایمان لانے والوں کو نجات مل جاتی ہے، اور جھٹلانے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ جاتا ہے۔

(5) جو لوگ باطل کی پیروی کرتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔

(6) جو لوگ باطل نظریات پر قائم ہیں انہیں ڈرنا چاہیے ورنہ وہ بھی خسارے میں پڑ جائیں گے۔

سوال 3: رسول معجزات کیسے لاتے رہے؟

جواب: رسول معجزات اپنے اختیار سے یا قوموں کے مطالبے سے نہیں اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اختیار سے لاتے رہے بعض دو پیغمبروں کو ابتداء میں معجزات دے دیئے گئے بعض کو قوموں کے مطالبے پر اور بعض کو مطالبے کے باوجود نہیں دئے گئے۔

رکوع نمبر 14

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے ہیں تا کہ تم اُن میں سے کسی پر سواری کرو اور اُن میں سے کسی کو تم کھاتے ہو'' (79)

سوال 1: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے ہیں تا کہ تم اُن میں سے کسی پر سواری کرو اور اُن میں سے کسی کو تم کھاتے ہو'' جانور اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے ہیں'' رب العزت نے اپنے بندوں پر اپنے انعامات اور احسانات کا اظہار فرمایا ہے کہ اس نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کیے۔

(2) ﴿لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا﴾ ''تا کہ تم اُن میں سے کسی پر سواری کرو'' جس کو تم سواری اور نقل و حمل کے لئے استعمال کرتے ہو۔

(3) ﴿وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ''اور اُن میں سے کسی کو تم کھاتے ہو'' کچھ کے گوشت کھاتے ہو، کچھ کا دودھ پیتے ہو۔

﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ﴾

''اور تمہارے لیے اُن میں کئی فائدے ہیں۔ اور تا کہ تم اُن کے ذریعے سے اپنی ضرورت تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور اُن پر بھی اور کشتیوں پر بھی تمہیں سوار کیا جاتا ہے'' (80)

سوال 1: ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ﴾ ''اور تمہارے لیے اُن میں کئی فائدے ہیں۔ اور تا کہ تم اُن کے ذریعے سے اپنی ضرورت تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور اُن پر بھی اور کشتیوں پر بھی تمہیں سوار کیا جاتا ہے'' جانوروں میں تمہارے لیے بہت سے فوائد ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ﴾ ''اور تمہارے لیے اُن میں کئی فائدے ہیں'' جانوروں کے بالوں، ان کی اون وغیرہ سے نفع اٹھاتے ہو، ان کی کھالوں کو اپنے استعمال میں لاتے ہو۔ جانور کتنی بڑی نعمت ہیں۔

(2) ﴿وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ﴾ ''اور تا کہ تم اُن کے ذریعے سے اپنی ضرورت تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے'' اور تا کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی حاجت و ضرورت کو پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے۔ یعنی تم ان دور دراز ملکوں میں پہنچ سکو جہاں پہنچنے کی اپنے دلوں میں ضرورت محسوس کرتے ہو اور تا کہ ان کے باعث ان کے مالکوں کو فرحت و سرور حاصل ہو۔ (تفسیر سعدی: 2403/3)

(3) ﴿وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ﴾ ''اور اُن پر بھی اور کشتیوں پر بھی تمہیں سوار کیا جاتا ہے'' یعنی اونٹوں اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے

ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے انہیں مسخر کردیا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور وہ تمہارے بوجھ اس شہر تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں تم جانوروں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے۔ یقیناً تمہارا رب بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (سورہ النحل:7)

سوال 2: سینوں میں چھپی ہوئی کون سی حاجتیں ہوتی ہیں جو جانوروں سے پوری ہوتی ہیں؟

جواب: ان حاجتوں سے مراد تجارت، میل، ملاقات یا دیگر مقاصد جن کے لیے سفر کیا جاتا ہے ان کی ضرورت دل کے اندر ہوتی ہے اور ان کو پورا کرنے کے لیے جب سفر کیا جاتا ہے تو جانور کام آتے ہیں۔

﴿وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ﴾

''اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دِکھاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی کن کن نشانیوں کا تم انکار کروگے؟'' (81)

سوال 1: ﴿وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دِکھاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی کن کن نشانیوں کا تم انکار کروگے؟'' تم اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کا انکار کروگے؟ آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دِکھاتا ہے'' اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ جو اس کی واحدانیت اور اس کے اسماء وصفات پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو آفاق و انفس میں اپنی آیات کا مشاہدہ کرایا، بڑی بڑی نعمتوں سے بہرہ مند کیا اور ان نعمتوں کو شمار کیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں، اس کا شکر ادا کریں اور اس کا ذکر کریں۔ (تفسیر سعدی:2403/3)

(2) ﴿فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ کی کن کن نشانیوں کا تم انکار کروگے؟'' یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور آیات میں سے کس کس کا تم انکار کروگے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر کفر کرنے والے ہیں۔'' (سورہ النحل:83) آیات اور انعامات تو تقاضا کرتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نشانیاں کیوں دکھاتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کی دلیل کے طور پر نشانیاں دکھاتے ہیں جو کائنات میں بھی ہیں اور اپنی ذات میں بھی۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے انکار کے بارے میں سوال کیوں کیا گیا؟

جواب: نشانیاں عام ہیں کثیر ہیں ان کا کوئی انکار نہیں کرسکتا یہ تو تنبیہہ کے لیے ہیں۔

﴿اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَکۡثَرَ مِنۡہُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ﴾

''تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے، وہ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں اور زمین کی یادگاروں میں ان سے زیادہ تھے۔ تو اُن کے کام نہ آیا جو وہ کمائی کرتے تھے'' (82)

سوال 1: ﴿اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَکۡثَرَ مِنۡہُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ﴾ ''تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے، وہ جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں اور زمین کی یادگاروں میں ان سے زیادہ تھے۔ تو اُن کے کام نہ آیا جو وہ کمائی کرتے تھے'' جھٹلانے والوں کے برے انجام کی فضیلت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ﴾ ''تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟'' رب العزت نے جھٹلانے والوں سے یہ کہا ہے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھیں۔

(2) ﴿فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ﴾ ''کہ وہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جو اُن سے پہلے تھے'' یعنی وہ پچھلی تباہ شدہ قوموں کے انجام کو دیکھیں، قوم عاد، قوم ثمود، جن قوموں نے محلات، باغات، مال اور زمین میں آثار کے اعتبار سے بہت بڑھ کر تھیں۔

(3) ﴿فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ﴾ ''تو اُن کے کام نہ آیا جو وہ کمائی کرتے تھے'' جو انہوں نے کمایا، ان کے کام کیوں نہ آیا، ان کی قوت، ان کا مال، ان کے قلعے، انہیں کیوں نہ بچا سکے۔

سوال 2: پچھلی قوموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا وضاحت کی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (1) وہ تعداد میں زیادہ تھے۔ (2) قوت میں سخت تھے۔

(3) انہوں نے زمین میں بہت سی یادگاریں چھوڑی ہیں۔

سوال 3: پہلے لوگوں نے زمین میں کون سی یادگاریں چھوڑی تھیں؟

جواب: پہلے لوگوں نے عمارتیں، کارخانے، کنیت وغیرہ ایسی یادگاریں ہیں جن کے کھنڈر آج بھی ملتے ہیں۔

﴿فَلَمَّا جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا

﴿كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾

''پھر جب اُن کے رسول اُن کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو وہ اس پر پھول گئے جو کچھ علم میں سے ان کے پاس تھا اور اُنہیں اُس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے''(83)

سوال 1: ﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''پھر جب اُن کے رسول اُن کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو وہ اس پر پھول گئے جو کچھ علم میں سے ان کے پاس تھا اور اُنہیں اُس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے'' عذاب نے انہیں گھیر لیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ ''پھر جب اُن کے رسول اُن کے پاس واضح دلائل لے کر آئے'' یعنی جب رسول ان کے پاس معجزات لے کر آئے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفع مند علم وحی پر مبنی کتاب لے کر آئے۔ جو حق اور باطل میں فرق کرنے والا علم تھا۔ (2) ﴿فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ ''تو وہ اس پر پھول گئے جو کچھ علم میں سے ان کے پاس تھا'' یعنی وہ انبیاء و رسل کے دین سے متناقض اور باطل علمی نظریات ہی میں مگن رہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ ان کا اس نام نہاد علم پر خوش ہونا، اس علم پر ان کی رضا اور اس کے ساتھ تمسک اور حق کے ساتھ ان کی شدید عداوت پر دلالت کرتا ہے جسے لے کر رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے باطل نظریات کو حق قرار دیا اور یہ ان تمام علوم کے لیے عام ہے جن کے ذریعے سے انبیاء و رسل کے لائے ہوئے علم کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ان کے ان علوم میں داخل ہونے کے سب سے زیادہ مستحق علوم فلسفہ اور منطق یونان ہیں جن کے ذریعے سے قرآن کی بہت سی آیات کو رد کیا جاتا ہے، دلوں میں قرآن کی قدر کم کی جاتی ہے۔ قرآن کے قطعی اور یقینی دلائل کو لفظی دلائل قرار دیا جاتا ہے جو یقین کا فائدہ نہیں دیتے اور ان دلائل پر اہل سفاہت اور اہل بطل کی عقل کو مقدم رکھا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سب سے بڑا الحاد ان کی مخالفت اور معارضت ہے واللہ المستعان۔ (تفسیر سعدی:2405/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''وہ دنیا کی زندگی میں ظاہر کو جانتے ہیں۔'' (الروم:7)

(4) ﴿وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''اور اُنہیں اُس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے'' انہیں اس عذاب نے گھیر لیا جسے وہ جھٹلاتے تھے۔

سوال 2: یہاں علم سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہاں علم سے مراد ان کے خود ساختہ دعوے، توہمات اور شبہات ہیں۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ نے توہمات اور شبہات کو علم کیوں قرار دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے استہزائیہ انداز میں انہیں علم قرار دیا کیونکہ وہ لوگ توہمات کو علمی دلائل سمجھتے تھے۔

﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ﴾

''پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کا انکار کیا جسے ہم اُس کے ساتھ شریک بناتے تھے'' (84)

سوال: ﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ﴾ ''پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کا انکار کیا جسے ہم اُس کے ساتھ شریک بناتے تھے'' عذاب دیکھ کر وہ ایمان لے آتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا﴾ ''پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا'' جب جھٹلانے والوں نے اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھا۔
(2) ﴿قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ﴾ ''تو کہنے لگے کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کا انکار کیا جسے ہم اُس کے ساتھ شریک بناتے تھے'' اس وقت انہوں نے کہا ہم خود ساختہ معبودوں کا انکار کرتے ہیں، جن کو ہم نے شریک بنایا، اور ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ (3) انہوں نے کہا: اب ہم لا الٰہ کا اقرار کرتے ہیں۔

﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ﴾

''پھر اُن کا ایمان نہ تھا کہ اُنہیں کوئی فائدہ دیتا جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ کا طریقہ جو یقیناً اُس کے بندوں میں پہلے گزر چکا ہے، اور اُس وقت کافر لوگ خسارے میں رہے'' (85)

سوال: ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''پھر اُن کا ایمان نہ تھا کہ اُنہیں کوئی فائدہ دیتا جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا، اللہ تعالیٰ کا طریقہ جو یقیناً اُس کے بندوں میں پہلے گزر چکا ہے، اور اُس وقت کافر لوگ خسارے میں رہے'' عذاب دیکھ کر ایمان قبول نہیں ہوتا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا﴾ ''پھر اُن کا ایمان نہ تھا کہ اُنہیں کوئی فائدہ دیتا جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا'' عذاب دیکھنے کے بعد انہیں ایمان نے کوئی نفع نہیں دیا۔

(2)﴿سُنَّتَ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا طریقہ'' یہ اللہ تعالیٰ کی سنت، اس کا طریقہ اور اس کی عادت ہے۔

(3)﴿الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ﴾ ''جو یقیناً اُس کے بندوں میں پہلے گزر چکا ہے'' یعنی پہلے جھٹلانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ گزر چکا ہے، جب عذاب نازل ہوتا ہے تو کسی کا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ نہ انہیں عذاب سے نجات ملتی ہے۔

(4) جو ایمان نفع دیتا ہے وہ ایمان اختیاری ایمان ہے۔

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو لے۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے لیکن وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو۔'' (صحیح بخاری:6506) (6) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے بندے کی جب تک غرغرانہ لگے۔ (ترمذی:3537)

(7)﴿وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''اور اُس وقت کافر لوگ خسارے میں رہے'' یعنی جب عذاب آتا ہے تو کافر خسارے میں رہتے ہیں۔ جو دائمی اور شدید عذاب ہے۔ ہمیشہ کی بدبختی۔

(8) زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کافر ہر وقت خسارہ (تباہی) میں ہے لیکن وہ اپنے خسارہ کو آنکھوں سے اس وقت دیکھتا ہے جب اس پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ (شوکانی) (اشرف الحواشی:568/1)

ایاتها ۵۴ | ۴۱ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ | ركوعاتها ۶

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس میں 6 رکوع اور 54 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 41 ہے۔ اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 61 ہے۔

سوال3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت عتبہ بن ربیعہ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ (الرحیق المختوم)

رکوع نمبر 15

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿حٰمٓ﴾

"حٰمٓ"(1)

سوال:﴿حٰمٓ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:حٰمٓ حروف مقطعات میں سے ہے۔اس کے معانی اور مراد کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

﴿تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

"وسیع رحمت والے، بے حد رحم کرنے والے کی جناب سے اتاری ہوئی ہے"(2)

سوال1:﴿تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ "وسیع رحمت والے، بے حد رحم کرنے والے کی جناب سے اتاری ہوئی ہے" قرآن مجید بڑے مہربان اور انتہائی رحم والے نے نازل کیا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ "وسیع رحمت والے، بے حد رحم کرنے والے کی جناب سے اتاری ہوئی ہے" یعنی رب رحمٰن نے یہ قرآن اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔

(2) قرآن رحمٰن و رحیم کی طرف سے اتارا ہوا کلام ہے۔جس کی رحمت ہر چیز پر سایہ کناں ہے، جس کی سب سے بڑی اور سب سے جلیل القدر نعمت یہ ہے کہ اس نے یہ کتاب نازل کی جس سے علم و ہدایت، نور و شفا، رحمت اور خیر کثیر حاصل ہوتی ہے۔اور یہ دنیا و آخرت میں سعادت کی راہ ہے۔(تفسیر سعدی:2406/3)

(3)﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ "آپ کہہ دیں روح القدس نے تمہارے رب کی جناب سے حق کے ساتھ اس کو اُتارا ہے تا کہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہو۔" (النحل:102)

(4)﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١٩٢) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (١٩٣) عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (١٩٤)﴾ "اور بلاشبہ یہ یقیناً جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔اسے روح الامین لے کر اُترا ہے۔آپ کے دل پر تا کہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔" (الشعراء:192-194)

﴿كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾

"ایک کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں، اس حال میں کہ عربی زبان میں قرآن ہے، اُن لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں"(3)

سوال1:﴿كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ "ایک کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں، اس حال

میں کہ عربی زبان میں قرآن ہے، اُن لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں'' قرآن مجید کی آیات اور احکامات واضح ہیں، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ﴾ ''ایک کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں'' یہ جلیل القدر، کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں ہر چیز کو تفصیل سے الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔

(2)﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''بلاشبہ یقیناً ان کے واقعات میں ہمیشہ سے عقل مندوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے جو گھڑ لی گئی ہو لیکن اس کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کی تفصیل ہے اور اُن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان لاتے ہیں۔'' (یوسف:111)

(3) اس کے معانی واضح ہیں۔ اس کے احکام مضبوط ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿الٓرٰ ۣ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾ ''الر۔ ایک کتاب ہے جس کی آیات پختہ کی گئی ہیں پھر کمال حکمت والے، پوری خبر رکھنے والے کی طرف سے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔'' (ہود:1)

(4)﴿الٓرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ﴾ ''الر، یہ کمال حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔'' (یونس:1)

(5)﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا﴾ ''عربی زبان میں قرآن ہے'' یعنی قرآن مجید فصیح عربی زبان میں ہے۔

(6)﴿لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ ''اُن لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں'' علم رکھنے والوں کے لیے یعنی یہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ علم رکھنے والے لوگوں پر جس طرح اس کے الفاظ واضح ہیں، اس کے معانی بھی واضح ہوں اور ان کے سامنے ہدایت اور گمراہی نمایاں ہو کر ایک دوسرے سے ممیز ہو جائیں۔ رہے جہلا جن کو ہدایت گمراہی میں اور بیان اندھے پن میں اضافہ کرتا ہے، تو ان لوگوں کے لیے یہ کلام نہیں لایا گیا۔ ﴿سَوَاۗءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا، اُن پر برابر ہے کہ آپ نے انہیں ڈرایا ہو یا نہ ڈرایا ہو، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔'' (البقرۃ:6)(سعدی:2407,2406/3)

﴿بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴾

''خوش خبری دینے والا اور خبردار کرنے والا ہے، تو اُن میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ لیا، چنانچہ وہ سنتے ہی نہیں ہیں'' (4)

سوال 1: ﴿بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴾ ''خوش خبری دینے والا اور خبردار کرنے والا ہے، تو اُن میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ لیا، چنانچہ وہ سنتے ہی نہیں ہیں۔''

جواب:(1)﴿بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾''خوش خبری دینے والا اور خبردار کرنے والا ہے''یعنی قرآن مجید اہل ایمان کے لئے جو نیک اعمال کرتے ہیں کامیابی کی بشارت دینے والا ہے قرآن مجید کافروں اور جھٹلانے والوں کے لئے خسارے کا ڈراوا دینے والا ہے۔

(2)﴿فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴾''تو اُن میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ لیا چنانچہ وہ سنتے ہی نہیں ہیں''یعنی باوجود اس کے کہ قرآن مجید واضح اور روشن کتاب ہے، قریش اس سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ﴾

''اور اُنہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس سے پردے میں ہیں اُس چیز کی طرف سے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے، پھر تم عمل کرو، یقیناً ہم بھی عمل کرنے والے ہیں''(5)

سوال 1:﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ﴾ ''اور اُنہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس سے پردے میں ہیں جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے، پھر تم عمل کرو، یقیناً ہم بھی عمل کرنے والے ہیں''ہم پر قرآن کا اثر نہیں ہوتا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ﴾''اور اُنہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس سے پردے میں ہیں''اللہ تعالیٰ کی کتاب سے منہ موڑنے والے کہتے ہیں ہمارے دل ڈھکے ہوئے ہیں اس لیے اس قرآن کی دعوت ہم تک نہیں پہنچ سکتی۔

(2)﴿مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ﴾''اُس چیز کی طرف سے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو''یعنی توحید، ایمان اور تقوی سے۔(الاساس فی التفسیر: 4999/9)

(3)﴿وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ﴾''اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے''یعنی ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہیں، بوجھ ہیں وہ سن نہیں سکتے۔

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (۴۵) وَّجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (۴۶)﴾''اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور اُن کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک چھپا ہوا پردہ بنا دیتے ہیں۔اور ہم نے ان کے دلوں پر کئی پردے بنا دیے ہیں اس سے کہ وہ اس سیر کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے۔''(بنی اسرائیل:46,45)

(5)﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا﴾ ''اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ نہ اس کو سمجھیں اور

ان کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر وہ ایمان نہیں لائیں گے۔" (الانعام:25)

(6)﴿اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا﴾ "یقیناً ہم نے اُن کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اس کو سمجھیں اور اُن کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اور اگر آپ اُنہیں ہدایت کی طرف بلائیں تب وہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔" (الکھف:57)

(7)﴿وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ﴾ "اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے" یعنی ہمارے اور آپ کے درمیان ایسا پردہ ہے جن کی وجہ سے ہم آپ کو دیکھ نہیں سکتے۔(8)﴿فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ﴾ "پھر تم عمل کرو، یقیناً ہم بھی عمل کرنے والے ہیں" یعنی آپ اپنے دین پر عمل کریں، ہم اپنے دین پر عمل کرنے والے ہیں۔

(9)یعنی جیسے اپنے دین پر عمل کرنا تم پسند کرتے ہو ویسے ہی ہم بھی اپنے دین پر پوری رضامندی کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سب سے بڑی محرومی ہے کہ وہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی پر راضی ہو گئے، ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کیا اور دنیا کے بدلے آخرت کو بیچ دیا۔ (تفسیر سعدی:3/2407)

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ﴾

"کہہ دو کہ یقیناً میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے، پھر تم اُسی کی طرف سیدھے رہو اور اُسی سے بخشش مانگو اور مشرکوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے" (6)

سوال:﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ﴾ "کہہ دو کہ یقیناً میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے، پھر تم اُسی کی طرف سیدھے رہو اور اُسی سے بخشش مانگو اور مشرکوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے" توحید کی دعوت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ﴾ "کہہ دو کہ" رب العزت نے نبی کو حکم دیا کہ آپ کہہ دیں۔

(2)﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ "کہ یقیناً میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں" یعنی میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں تمہارے جیسا انسان ہوں۔

(3)﴿يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ "میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے" اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی کی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا

صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ ''کہہ دو کہ یقیناً میں تو تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پھر جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔'' (الکہف:110)

(5)﴿فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ﴾ ''پھر تم اُسی کی طرف سیدھے رہو'' یعنی اس کی اطاعت پر قائم ہو جاؤ اور اسی کی طرف رغبت کے ساتھ رخ کر دو اور اسی کی عبادت کرو۔ (جامع البیان:90/24)

(6) لہٰذا سیدھے اس طرف متوجہ رہو۔ یعنی میں جن امور کے بارے میں تمہیں خبر دے رہا ہوں ان کی تصدیق، اوامر کی اتباع اور نواہی سے اجتناب کر کے، اس راستے پر گامزن ہو جاؤ، جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔

(7)﴿وَاسْتَغْفِرُوْهُ﴾ ''اور اُسی سے بخشش مانگو'' یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے ان گناہوں کی مغفرت طلب کرو جو استقامت سے پہلے کے، یعنی شرک اور معاصی۔ (ایسر التفاسیر:1376)

(8)﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''اور مشرکوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے'' تباہی ہے مشرکوں کے لیے جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔

﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾

''جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں'' (7)

سوال: ﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ ''جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں'' یہاں زکوٰۃ سے کلمہ توحید مراد ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ ''جو زکوٰۃ نہیں دیتے'' عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ہے: جو لا الٰہ نہیں کہے۔ (جامع البیان:91/24)

(2) وہ اپنے مالوں اور نفسوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ جو شرک اور معاصی کے نقصان سے خود کو پاک کرنے کے لیے دی جاتی ہے۔ (ایسر التفاسیر)

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا دیکھو کہ تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب یہودی عیسائی ہیں اس لیے سب سے پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی دعوت دینا، جب وہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پہچان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ اسے بھی ادا کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی جب وہ اسے بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا۔ البتہ ان کی عمدہ چیزیں زکوٰۃ میں لینے سے پرہیز کرنا۔ (بخاری:1458)

(4)﴿وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ ''اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں'' یعنی وہ بعث اور جزا پر ایمان نہیں رکھتے اسی لیے وہ برے کام نہیں چھوڑتے اور نہ بھلے کام کرتے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ﴾

''یقینا جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے، اُن کے لیے اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے'' (8)

سوال:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ ''یقینا جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے، اُن کے لیے اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔'' اہل جنت کا اجر کبھی ختم ہونے والا نہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''یقینا جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ پر، اس کے وعدوں، وعیدوں اور اس کی شریعت پر ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، فرائض ادا کیے، کثرت سے نوافل ادا کیے، شرک، کبیرہ گناہوں اور نافرمانیوں سے اجتناب کیا۔

(2)﴿لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ ''اُن کے لیے اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے'' یعنی ان کے ایمان اور نیک اعمال کا ثواب ختم نہیں ہو گا۔ اور اس سے مراد جنت اور اس کی نہ ختم ہونے والی نعمتیں ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1377,1376)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ ''مگر جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک عمل کیے، اُن کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔'' (الانشقاق:25)﴿وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ ''اور جن لوگوں کو نیک بخت قرار دیا جائے گا تو وہ جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔ کبھی ختم نہ ہونے والی بخشش ہوگی۔'' (ہود:108)

رکوع نمبر 16

﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ کیا واقعی تم اُس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا اور تم اُس کے لیے شریک بناتے ہو؟ وہی تو سارے جہانوں کا رب ہے'' (9)

سوال1:﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ کیا واقعی تم اُس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا اور تم اُس کے لیے شریک بناتے ہو؟ وہی تو سارے جہانوں کا رب ہے'' وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو نہیں دیکھتے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ﴾ ’’آپ کہہ دیں کہ کیا واقعی تم اُس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا‘‘ اگر تم کفر کرتے ہو تو تمہارے کفر پر تعجب ہے۔تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے اوپر والے اور نیچے والے جہان کو چھ دن میں پیدا کیا۔تمہاری عقلیں کہاں چلی گئیں؟ کیا تم اس کا انکار کرنے کی اور اس کی آیات کا انکار کرنے کی استطاعت رکھتے ہو اور کائنات کی ہر چیز اس کے وجود، اس کی قدرت، اس کے علم، اس کی حکمت کی گواہ ہے اور یہ ساری نشانیاں اس میں الوہیت اور ربوبیت کو واجب کرتی ہیں۔(ایسر التفاسیر:1378,1377)

(2)تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کر لیا۔

(3)﴿وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا﴾ ’’اور تم اُس کے لیے شریک بناتے ہو؟‘‘ تم اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو اور اس کے برابر قرار دیتے ہو حالانکہ وہ بت ہیں نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں۔تم اس کے برابر کیسے قرار دے سکتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا۔

(4)﴿اَنْدَادًا﴾ سے مراد نظیریں، مثالیں اور جھوٹے معبود ہیں جنہیں لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجتے ہیں۔(مختصر ابن کثیر:1785/2)

(5)﴿ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ’’وہی تو سارے جہانوں کا رب ہے‘‘ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہانوں کا مالک ہے۔اس کے سوا ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔وہ سب کا رازق ہے۔ہر چیز کی تدبیر اور انتظام کرنے والا ہے۔

سوال 2:اللہ تعالیٰ نے کفر اور شرک کی حقیقت واضح کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو کیا حکم دیا؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ ان سے کہہ دو کہ تم ایک ایسی ہستی کے ساتھ کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا۔اس کے اندر پہاڑ پیدا کیے۔اس کے اندر برکتیں پیدا کیں۔اس سے رزق کی تمام ضروریات پیدا کیں۔جس نے آسمان بنائے اور تقدیر مقرر کی۔جو رب العالمین ہے اور تم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔

﴿وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ

سَوَاۗءً لِّلسَّاۗئِلِيْنَ﴾

’’اور اُس نے زمین میں اُس کے اوپر سے گڑے ہوئے پہاڑ بنا دیے اور اُس میں برکتیں رکھ دیں اور اُس میں اُس کی غذائیں

اندازے سے رکھ دیں چار دنوں میں، (جواب) برابر ہے سوال کرنے والوں کے لیے‘‘(10)

سوال 1:﴿وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗئِلِيْنَ﴾ ’’اور اُس نے زمین میں اُس کے اوپر سے گڑے ہوئے پہاڑ بنا دیے اور اُس میں برکتیں رکھ دیں اور اُس میں اُس کی غذائیں اندازے سے رکھ دیں چار دنوں میں، (جواب) برابر ہے سوال کرنے والوں کے لیے‘‘ اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق مکمل کی آیت کی روشنی میں

وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ فَوۡقِهَا﴾ ”اوراُس نے زمین میں اُس کے اوپر سے گڑے ہوئے پہاڑ بنادیے“ رب العزت نے زمین اورآسمان چھ دن میں بنائے۔

(2)﴿وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ فَوۡقِهَا﴾ ”اوراُس نے زمین میں اُس کے اوپر سے گڑے ہوئے پہاڑ بنادیے“ اس نے زمین کے توازن کو برقرار رکھنے کے لیے اس پر پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔

(3)﴿وَبٰرَكَ فِيۡهَا﴾ ”اوراُس میں برکتیں رکھ دیں“ یعنی بکثرت پانی، رزق، فصلیں اور بھلائیاں رکھ دیں۔(ایسرالتفاسیر:1378)

(4)یعنی زمین میں خیروبرکت، نشوونمااورزرخیزی کی صلاحیت پیدا کی۔(مختصرابن کثیر:1786/2)

(5)﴿وَقَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ﴾ ”اوراُس میں اُس کی غذائیں اندازے سے رکھ دیں چاردنوں میں“ یعنی زمین پر رہنے والوں کا رزق فراہم کیا۔

(6)﴿فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ﴾ ”چاردنوں میں“ یہ چاردن ہمارے شمار کے اعتبار سے اتوار سے جمعرات تک۔

(7)﴿سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ﴾ ”(جواب) برابر ہے سوال کرنے والوں کے لیے“ یہ اس بارے میں سوال کرنے والوں کے لیے ٹھیک جواب ہے۔ تجھے یہ خبرایک خبردارہستی کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اور یہ ایسی سچی خبر ہے جس میں کوئی کمی ہے نہ بیشی۔(تفسیرسعدی:2409/3)

سوال2: اللہ تعالیٰ نے زمین میں ساری مخلوقات کے لیے خوراک کا اہتمام کیسے کردیا؟

جواب:(1)رب العزت نے ساری مخلوقات کی خوراک کا وسیع پیمانے پر ایسابندوبست کیا ہے کہ کوئی زبان اسے بیان نہیں کرسکتی۔

(2)اللہ تعالیٰ نے زمین کے بعض حصوں میں ایسی چیزیں پیدا کردیں جو دوسرے حصوں میں نہیں تاکہ ہر علاقے کی مخصوص پیداواران علاقوں کی تجارت اورمعیشت کا ذریعہ بن جائے۔

﴿ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ﴾

”پھروہ آسمان کی طرف متوجہ ہوااوروہ ایک دُھواں تھا تو اُس نے اس سے اورزمین سے کہا:”تم دونوں آجاؤ خوشی سے یاناخوشی سے۔“ دونوں نے کہا:”ہم خوش ہوکر آگئے ہیں“ (11)

سوال1:﴿ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ﴾ ”پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوااوروہ ایک دُھواں تھا تو اُس نے اس سے اورزمین سے کہا:”تم دونوں آجاؤ خوشی سے یاناخوشی کی

سے۔" دونوں نے کہا: "ہم خوش ہو کر آ گئے ہیں" زمین و آسمان نے کہا: ہم خوشی سے آتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ثُمَّ﴾ "پھر" یعنی زمین کو پیدا کرنے کے بعد۔(2)﴿اسْتَوٰى﴾ "متوجہ ہوا" یعنی رب العزت نے ارادہ فرمایا۔

(3)﴿اِلَى السَّمَآءِ﴾ "آسمان کی طرف" آسمان کی تخلیق کا۔

(4)﴿وَهِيَ دُخَانٌ﴾ "اور وہ ایک دُھواں تھا" یعنی بھاپ کی شکل میں تھا جو پانی کی سطح پر اٹھ رہا تھا۔

(5)﴿فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا﴾ "تو اُس نے اس سے اور زمین سے کہا: "تم دونوں آ جاؤ خوشی سے یا ناخوشی سے" یعنی آسمان اور زمین سے کہا کہ میرے حکم کی تعمیل کرو خوشی سے یا ناخوشی سے۔

(6) یہ اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت اور اس کی تقدیر کا اظہار ہے۔

(7) یہ زمین و آسمان کی ایجاد کے لیے کنایہ ہے۔(تفسیر منیر:12/ 520)

(8)﴿قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ﴾ "دونوں نے کہا: "ہم خوش ہو کر آ گئے ہیں" دونوں نے کہا ہم اپنے رب کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتے۔(ایسر التفاسیر:1378)

(9) دونوں نے کہا ہم خوشی سے آتے ہیں۔ ہمارا ارادہ تیرے ارادے کی مخالفت نہیں کر سکتا۔(سعدی:3/2409)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بلایا تو وہ چلے آئے یہ آنا کیسا تھا؟

جواب: (1) آنے کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔(2) دونوں اللہ تعالیٰ کے پاس آئے جیسے اس نے چاہا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اطاعت کے لیے بلایا تو وہ اطاعت گزار بن کر چلے آئے۔

(4) اللہ تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا میرا سورج، چاند اور ستارے نکالو اور زمین میں نہریں جاری کرو اور پھل نکال دو۔(ابن کثیر)

(5) آنے سے مراد وجود میں آنا ہے زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے وجود میں آ گئے۔

﴿فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾

"تو اُس نے دو دنوں میں اُن کو پورا سات آسمان بنا دیا اور اُس نے ہر آسمان میں اُس کا کام وحی کر دیا اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور محفوظ کر دیا، یہ اندازہ ہے سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا" (12)

سوال: ﴿فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ "تو اُس نے دو دنوں میں اُن کو پورا سات آسمان بنا دیا اور اُس نے ہر آسمان میں اُس کا کام وحی کر دیا

اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور محفوظ کر دیا، یہ اندازہ ہے سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا'' اس نے ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ﴾ ''تو اُس نے دودنوں میں اُن کو پورا سات آسمان بنا دیا'' رب العزت نے دو دن میں آسمان بنائے اور ان کی ضرورت کی چیزیں پیدا کیں۔

(2)﴿وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا﴾ ''اور اُس نے ہر آسمان میں اُس کا کام وحی کر دیا'' رب العزت نے ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا، ان کی طرف اس کے کام کا حکم بھیجا جو اس کی حکمت کا تقاضا تھا۔

(3)﴿وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا﴾ ''اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور محفوظ کر دیا'' یعنی آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا اور ان میں ستارے بنائے۔ آسمان کی شیطانوں سے حفاظت کی کہ وہ فرشتوں کی باتیں نہ سن سکیں۔

(4)﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''یہ اندازہ ہے سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا'' یعنی تخلیق اور تقدیر ایک زبردست ہستی کا منصوبہ اور اس کا مقرر کردہ اندازہ ہے جو علیم بھی ہے۔ جو ہر چیز پر کمال درجے کا غلبہ رکھتی ہے۔ اس نے اپنی قوت اور غلبے سے ہر چیز کو تخلیق کیا۔ (5) اس نے اپنے علم سے تمام مخلوقات کو گھیر رکھا ہے۔

﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ﴾

''پھر اگر وہ منہ موڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں نے تمہیں ایک کڑک سے ڈرا دیا ہے، عاد اور ثمود جیسی کڑک ہوگی'' (13)

سوال:﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ﴾ ''پھر اگر وہ منہ موڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں نے تمہیں ایک کڑک سے ڈرا دیا ہے، عاد اور ثمود جیسی کڑک ہوگی'' جھٹلانے والوں کو جو تنبیہ کی گئی، آیت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا﴾ ''پھر اگر وہ منہ موڑیں'' اگر وہ اس دعوت کے بعد عبادت، تقویٰ اور توحید سے منہ موڑیں۔

(2) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف استقامت، اس سے استغفار سے منہ موڑیں اور اپنے موقف پر قائم رہیں۔ (الاساس فی التفسیر:5014/9)

(3)﴿فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ﴾ ''تو آپ کہہ دیں کہ میں نے تمہیں ایک کڑک سے ڈرا دیا ہے، عاد اور ثمود جیسی کڑک ہوگی'' تو کہہ دیجئے: میں تمہیں ایسی کڑک سے ڈراتا ہوں، جو کہ عذاب ہے وہ تمہاری جڑ کاٹ کر رکھ دے جیسی کڑک قوم عاد اور ثمود پر گری تھی، عاد اور ثمود یہ دو معروف قبیلے تھے، ان پر ٹوٹنے والے عذاب نے ان کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا تھا اور انہیں سخت سزا دی گئی، یہ سب کچھ ان کے ظلم اور کفر کے باعث تھا۔ (تفسیر سعدی:2411/3)

(4) کفر پر اصرار دنیا اور آخرت میں عذاب کا سبب بنتا ہے۔

﴿اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾

''جب رسول اُن کے پاس اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے آئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو ضرور فرشتے اُتار دیتا، چنانچہ یقیناً ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے'' (14)

سوال:﴿اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾ ''جب رسول اُن کے پاس اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے آئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو ضرور فرشتے اُتار دیتا، چنانچہ یقیناً ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے'' رسولوں نے اخلاص کی دعوت دی، لوگوں نے بشر کی رسالت کو رد کر دیا، آیت کی روشنی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ﴾ ''جب رسول اُن کے پاس اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے آئے'' یعنی جب ان کے پاس سیدنا ہود علیہ السلام اور سیدنا صالح علیہ السلام آئے اور انہوں نے ایمان اور توحید کی دعوت دیتے ہوئے کہا۔

(2)﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ﴾ ''کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو'' اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو وہی حقیقی معبود ہے اور اس کے ماسوا جو کچھ ہے باطل ہے۔(ایسر التفاسیر:1379)

(3) رسولوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا حکم دیا اور شرک سے روکا تو انہوں نے دعوت کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا:﴿قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً﴾ ''انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو ضرور فرشتے اُتار دیتا'' یہ شبہ تمام کافر قوموں میں نسل در نسل متوارث چلا آ رہا ہے۔ اور یہ انتہائی کمزور شبہ ہے کیونکہ رسالت کے لیے یہ شرط نہیں کہ جس کو رسول بنا کر بھیجا جا رہا ہو وہ فرشتہ ہو۔ رسالت کی شرط صرف یہ ہے کہ رسول ایسی چیز پیش کرے جو اس کی صداقت کی دلیل ہو، لہٰذا اگر وہ کر سکتے ہوں تو ان کو چاہیے کہ وہ عقلی اور شرعی دلائل کی بنیاد پر جرح وقدح کریں، لیکن وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔(تفسیر سعدی:2411/3)

(4)﴿فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾ ''چنانچہ یقیناً ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے'' انہوں نے کہا ہم انسان کی رسالت کو نہیں مانتے اور صاف انکار کرتے ہیں کہ تم ہم جیسے بشر ہو ہم کس طرح تمہاری اتباع کر سکتے ہیں۔(مختصر ابن کثیر:1788/2)

﴿فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾

”پھر جو عاد تھے وہ زمین میں ناحق ہی بڑے بن بیٹھے اور انہوں نے کہا کہ کون ہے ہم سے زیادہ طاقت ور؟ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پیدا کیا وہ قوت میں اُن سے زیادہ ہے؟ اور وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے“ (15)

سوال 1: فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾ ”پھر جو عاد تھے وہ زمین میں ناحق ہی بڑے بن بیٹھے اور انہوں نے کہا کہ کون ہے ہم سے زیادہ طاقت ور؟ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پیدا کیا وہ قوت میں اُن سے زیادہ ہے؟ اور وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے“ قوم عاد کو اپنی قوت پر گھمنڈ تھا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ ”پھر جو عاد تھے وہ زمین میں ناحق ہی بڑے بن بیٹھے“ قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا۔ وہ بغیر کسی حق کے بڑے بن بیٹھے۔

(2) انہوں نے ایمان لا کر عمل کرنے سے ناحق تکبر کیا۔ (زاد المسیر: 57/7)

(3)﴿وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ ”اور انہوں نے کہا کہ کون ہے ہم سے زیادہ طاقت ور؟“ قوم عاد کو یہ غرور تھا کہ ہم سے بڑھ کر کوئی طاقت ور نہیں وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ کر کے اسے ہٹا دیں گے۔

(4)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾ ”کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پیدا کیا وہ قوت میں اُن سے زیادہ ہے؟“ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے قوت والا ہے۔ اگر وہ پیدا ہی نہ کرتا تو یہ کیسے وجود میں آتے۔ اگر وہ غور کرتے تو اس دھوکے میں مبتلا نہ ہوتے۔

(5)﴿وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾ ”اور وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے“ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور رسولوں کی پیروی نہیں کی۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ ”اور ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم ہی بلاشبہ وسعت والے ہیں۔“ (الذاریات: 47)

سوال 2: قوم عاد نے زور آور ہونے کی بات کیوں کی؟

جواب: قوم عاد نے یہ بات اس لیے کہی کہ سیدنا ھود علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تھا تو انہوں نے جواباً یہ احساس دلایا تھا کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے، ہم عذاب روکنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

سوال 3: آیات کے انکار سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد کائنات کی نشانیاں ہیں۔ (2) پیغمبروں کو دیئے جانے والے دلائل۔ (3) معجزات اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ﴾

''تو ہم نے اُن پر چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا بھیج دی تا کہ ہم اُن کو دنیا کی زندگی میں رُسوائی کا عذاب چکھا دیں اور یقیناً آخرت کا عذاب اس سے زیادہ رُسوا کن ہے اور اُن کی مدد نہیں کی جائے گی'' (16)

سوال: ﴿فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ﴾ ''تو ہم نے اُن پر چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا بھیج دی تا کہ ہم اُن کو دنیا کی زندگی میں رُسوائی کا عذاب چکھا دیں اور یقیناً آخرت کا عذاب اس سے زیادہ رُسوا کن ہے اور اُن کی مدد نہیں کی جائے گی'' عاد کی طاقت کا گھمنڈ توڑ نے کے لیے تند و تیز سخت طوفانی ہوا بھیج دی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَرْسَلْنَا﴾ ''تو ہم نے بھیج دی'' قوم عاد نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا تو رب العزت نے ان پر طوفانی ہوا بھیج دی۔

(2) ﴿عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا﴾ ''ان پر سخت طوفانی ہوا'' یعنی سخت سرد، تند و تیز آواز والی سخت تند و تیز ہوا کو ان پر بھیج دیا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴾ ''اس نے اسے سات راتیں اور آٹھ دن ان پر جڑ کاٹ دینے کے لیے مسلسل چلائے رکھا، سو آپ دیکھیں گے وہ اس طرح پچھاڑے گئے گویا گری ہوئی کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں۔'' (الحاقۃ:7)

(3) ﴿فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ﴾ ''چند منحوس دنوں میں'' یہ دن ان کے لیے منحوس تھے۔ بذات خود دن منحوس نہیں تھے ان کے لیے نحوست والے تھے۔ ان دنوں میں ان کو ہلاک اور برباد کیا گیا۔ ان کے اجڑے گھروں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

(4) ﴿لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''تا کہ ہم اُن کو دنیا کی زندگی میں رُسوائی کا عذاب چکھا دیں'' رب العزت ان کے غرور اور تکبر کا انہیں دنیا میں ہی مزہ چکھانا چاہتے تھے انہوں نے اس گھمنڈ کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کیا۔

(5) ﴿وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى﴾ ''اور یقیناً آخرت کا عذاب اس سے زیادہ رُسوا کن ہے'' یعنی دنیا کے عذاب کے مقابلے میں آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور توہین آمیز ہے۔

(6) ﴿وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ﴾ ''اور اُن کی مدد نہیں کی جائے گی'' قوم عاد کے لیے کوئی مددگار نہیں رہا۔

﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ

﴿بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

”اور جو ثمود تھے تو ہم نے اُنہیں ہدایت کا راستہ دکھا دیا پھر انہوں نے ہدایت پر اندھے رہنے کو پسند کیا تو اُن کو رسوائی کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا، اُس کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے“ (17)

سوال: ﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ”اور جو ثمود تھے تو ہم نے اُنہیں ہدایت کا راستہ دکھا دیا پھر انہوں نے ہدایت پر اندھے رہنے کو پسند کیا تو اُن کو رسوائی کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا، اُس کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے“ قوم ثمود پر عذاب کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ﴾ ”اور جو ثمود تھے تو ہم نے اُنہیں ہدایت کا راستہ دکھا دیا“ جہاں تک ثمود یعنی قوم صالح کا تعلق ہے تو انہیں ہدایت دی۔

(2) سیدنا قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا ان کے لیے خیر اور شر کو واضح کیا تھا۔ سیدنا ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ثمود کو ہدایت اور گمراہی کا علم دیا۔ اور گمراہی کی اتباع کرنے سے روکا اور ہدایت کی پیروی کرنے کا حکم دیا۔ (جامع البیان:103/24)

(3) یہاں ہدایت سے مراد ہدایت بیان ہے۔ ہر چند کہ ہلاکت کا شکار ہونے والی تمام امتوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوئی اور راہ راست ان کے سامنے واضح کر دی گئی، مگر اللہ تعالیٰ نے ثمود کے لیے ہدایت کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ ان کو بہت بڑا معجزہ عطا کیا گیا تھا۔ اس معجزے کو ان کے بچوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہدایت اور بیان کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ مگر انہوں نے اپنے شر اور ظلم کی وجہ سے ہدایت، یعنی علم و ایمان کی بجائے، اندھے پن، یعنی کفر اور گمراہی کو پسند کیا تو جو کچھ وہ کمایا کرتے تھے اس کی وجہ سے انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا ظلم نہ تھا۔ (تفسیر سعدی:2413,2412/3)

(4) ﴿فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى﴾ ”پھر انہوں نے ہدایت پر اندھے رہنے کو پسند کیا“ یعنی انہوں نے ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کیا جب کہ کفر تاریکی اور ایمان نور ہے۔ انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو پسند کیا اور اونٹنی کو مار ڈالا اور سیدنا صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ (ایسر التفاسیر:1380)

(5) ﴿فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ﴾ ”تو اُن کو رسوائی کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا“ اللہ رب العزت نے قوم ثمود کو ایک چنگھاڑ سے پکڑ لیا اور ایک ہولناک زلزلے سے انہیں ذلت کے ساتھ نشان عبرت بنا کر تباہ کر دیا۔

(6) ﴿بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ”اُس کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے“ یہ ان کی کمائی کا نتیجہ تھا۔ وہ شرک، عناد، کفر اور ظلم کرتے تھے۔

﴿وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾

''اور ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور وہ ڈرا کرتے تھے'' (18)

سوال1:﴿ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴾ ''اور ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور وہ ڈرا کرتے تھے'' رب العزت نے ایمان والوں کو نجات دی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اور ہم نے اُن لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے'' رب العزت نے ایمان والوں کو نجات دی۔

(2)﴿وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ ''اور وہ ڈرا کرتے تھے'' جو شرک اور نافرمانیوں سے بچتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو سیدنا صالح علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کی اتباع کرتے تھے۔

سوال2: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو کس وجہ سے نجات عطا کی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تقویٰ کی وجہ سے نجات دی۔

رکوع نمبر17

﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ﴾

''اور جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمن آگ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے، پھر اُن کی الگ الگ قسمیں بنائی جائیں گی'' (19)

سوال:﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ﴾ ''اور جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمن آگ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے پھر اُن کی الگ الگ قسمیں بنائی جائیں گی'' اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہنم کے محافظ فرشتے اکٹھا کریں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ﴾ ''اور جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمن آگ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے'' رب العزت نے قیامت کے دن کا ذکر فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہنم کے محافظ فرشتے جمع کریں گے۔ جیسا کہ فرمایا﴿وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا﴾ ''اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔'' (مریم:86)

(2) اللہ تعالیٰ کے دشمن جو نہ ایمان لائے، اور نہ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ رب العزت نے فرمایا﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ﴾ ''جو کوئی اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے۔'' (البقرۃ:98)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔'' (الممتحنۃ:1)

(4)﴿ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمۡ فِيۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا بدلہ آگ ہے،اس میں اُن کے لیے ہمیشہ کا گھر ہے۔'' (فصلت:28)

(5)﴿فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ﴾ ''پھراُن کی الگ الگ قسمیں بنائی جائیں گی''ان کے پہلے شخص کوآخری شخص کے آنے تک روکے رکھا جائے گا اورآخری شخص پہلے شخص کی پیروی کرے گا،پھرنہایت سختی کے ساتھ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔وہ جہنم نہ سے بچ سکیں گے۔وہ اپنی مدد خود کرسکیں گے نہ ان کی مدد کی جاسکے گی۔(تفسیر سعدی:2414/3)

(6)روکنے کی دو صورتیں یا وجوہ ہوسکتی ہیں۔(i)ایک یہ کہ مجرموں کی الگ الگ جرائم کے مطابق گروہ بندی کی جائے۔(ii)دوسری یہ کہ پہلی نسل کو بعد میں آنے والی نسلوں تک روک دیا جائے۔تاکہ پہلی نسلوں نے جو شرکیہ عقائد اور رسوم چھوڑے اور انہیں بعد والی نسلوں نے تقلید آباء کے طور پر قبول کیا۔تو ان بعد والی نسلوں کے گناہوں کی سزا کا کچھ حصہ ان پہلی نسلوں پر بھی ڈالا جائے گا۔جنہوں نے ان شرکیہ عقائد ورسوم کو رواج دیا تھا یا کسی دوسرے برے کام کی طرح ڈالی تھی۔(تیسیر القرآن:108/4)

﴿حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوۡهَا شَهِدَ عَلَيۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَاَبۡصَارُهُمۡ وَجُلُوۡدُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾

''یہاں تک کہ جونہی وہ آجائیں گے تواُن کے کان اوراُن کی آنکھیں اوراُن کی کھالیں اُن کے خلاف گواہی دیں گی اُس کی جو وہ عمل کیا کرتے تھے''(20)

سوال:﴿حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوۡهَا شَهِدَ عَلَيۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَاَبۡصَارُهُمۡ وَجُلُوۡدُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾''یہاں تک کہ جونہی وہ آجائیں گے تو اُن کے کان اوراُن کی آنکھیں اوراُن کی کھالیں اُن کے خلاف گواہی دیں گی اُس کی جو وہ عمل کیا کرتے تھے'' اعضاء گواہی دیں گے،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوۡهَا﴾''یہاں تک کہ جونہی وہ آجائیں گے''یعنی جب وہ سب جہنم میں آجائیں گے اور چاہیں گے کہ اپنے برے اعمال کا انکار کردیں۔

(2)﴿شَهِدَ عَلَيۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَاَبۡصَارُهُمۡ وَجُلُوۡدُهُمۡ﴾''تواُن کے کان اوراُن کی آنکھیں اوراُن کی کھالیں گواہی دیں گی''توان کے سامنے کسی اورکو گواہ کے طور پر پیش کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ ان کے کانوں ان کی آنکھوں اوران کی جلدوں کو گواہ بنا کرلائے گا ان پر جو اعمال وہ کرتے تھے۔جیسا کہ فرمایا:﴿اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓى اَفۡوَاهِهِمۡ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ﴾ ''آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اوراُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اوراُن کے پاؤں گواہی دیں گے جو بھی وہ کمایا کرتے تھے۔''(یٰس:65)

(3) حدیث میں ہے کہ ایک روز نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک مسکرائے اور پھر فرمایا ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں مسکرایا؟ ہم نے عرض کیا نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ، فرمایا ''میں اس گفتگو سے مسکرایا جو قیامت کے روز بندہ اپنے رب سے کرے گا، وہ کہے گا یا اللہ کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''ہاں'' بندہ کہے گا تو میں اپنے خلاف صرف اس گواہ کی گواہی تسلیم کروں گا جو خود میرا ہو'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''تیرے خلاف خود تیری اور تیرے فرشتوں کی گواہی کافی ہے۔'' پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں کو حکم دیا جائے گا کہ گواہی پیش کرو۔ وہ اس کے کرتوتوں کی ساری روداد پیش کر دیں گے تب بندہ اس سے کہے گا ''جاؤ مجھ سے دور ہو جاؤ میں تو جو کرتا تھا تمہارے ہی بچانے کو کرتا تھا۔'' (ابن کثیر)

(4) ﴿بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''جو وہ کرتے رہے تھے'' یعنی جو گناہ اور نافرمانیاں وہ کرتے تھے ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ میں نے فلاں دن فلاں کام کیا۔

﴿وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: ''تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے؟'' وہ کہیں گی: ''ہمیں اُسی اللہ تعالیٰ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی دے دی'' اور اُس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو'' (21)

سوال: ﴿وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: ''تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے؟'' وہ کہیں گی: ''ہمیں اُسی اللہ تعالیٰ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی دے دی'' اور اُس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو'' اعضاء کو برا بھلا کہنے پر ان کا جواب، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا﴾ ''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: ''تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے؟'' جب اعضاء انسان کے خلاف گواہی دیں گے تو وہ اپنے اعضاء پر ناراض ہو کر کہے گا۔ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟

(2) ﴿قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ وہ کہیں گی: ''ہمیں اُسی اللہ تعالیٰ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی دی۔'' اعضاء جواب دیں گے ہمارے لیے گواہی سے انکار ممکن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی مجال نہیں کہ انکار کرنے کے بارے میں سوچ سکے۔

(3) ﴿وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور اُس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو'' یعنی

تمہیں پہلی بار اسی نے پیدا کیا، اسی نے موت دی اس نے دوبارہ زندہ کیا، اسی کی طرف تم لوٹ آئے ہو وہ قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسی نے ہمیں قوت گویائی دی۔

﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

''اور تم اس لیے نہیں چھپا کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو سمجھا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بھی بہت سے اعمال کو نہیں جانتا جو تم کرتے تھے'' (22)

سوال 1: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور تم اس لیے نہیں چھپا کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گی بلکہ تم نے تو سمجھا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بھی بہت سے اعمال کو نہیں جانتا جو تم کرتے تھے'' تم سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام نہیں جانتا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ﴾ ''اور تم اس لیے نہیں چھپا کرتے تھے'' یعنی فحش اور گناہ کے کام کرتے ہو تم اس لیے تو نہیں چھپتے تھے کہ تمہارے کان، تمہاری جلدیں، تمہاری آنکھیں تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔ اپنے اعضاء کی گواہی سے کون اپنے آپ کو چھپا سکتا ہے۔

(2) ﴿وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''بلکہ تم نے تو سمجھا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بھی بہت سے اعمال کو نہیں جانتا جو تم کرتے تھے'' یعنی فواحش کا ارتکاب کرتے تھے کیونکہ تم یہ گمان رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام نہیں جانتا۔ اس بدگمانی نے تمہیں ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ تو بندے کے دل کے حالات، اس کے خیالات رجحانات تک کو جانتا ہے جو کہ عمل کے وجود میں آنے سے پہلے کے معاملات ہیں۔

سوال 2: انسان گناہ کے کام کرتے ہوئے کیوں خوف محسوس نہیں کرتا؟

جواب: (1) انسان خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپا لیتا ہے۔ (2) انسان کو اس بات کا خوف نہیں ہوتا کہ اپنے ہی اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ (3) انسان یہ سمجھتا ہے کہ میرے بہت سے اعمال سے اللہ تعالیٰ بے خبر ہے۔

سوال 3: انسان بے خوف ہو جائے تو اس کے اعمال کیسے ہو جاتے ہیں؟

جواب: (1) انسان بے خوف ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑتا ہے۔ (2) انسان بے خوف ہو کر نافرمانی کے کام کرتا ہے۔

(3) انسان بے خوف ہو کر ظالم بن جاتا ہے۔

﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

''اور تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے متعلق کیا تھا، اُسی نے تمہیں برباد کر دیا، چنانچہ تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے'' (23)

سوال 1: ﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ''اور تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے متعلق کیا تھا، اُسی نے تمہیں برباد کر دیا، چنانچہ تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے'' تمہارے گمان نے تمہیں خسارے میں ڈال دیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ﴾ ''اور تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے متعلق کیا تھا، اُسی نے تمہیں برباد کر دیا'' تم نے اپنے رب کے بارے میں بدگمانی کی جو اس کی ذات کے جلال کے لائق نہ تھی۔ وہی بدگمانی تمہیں لے ڈوبی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ''بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے زندگی میں کوئی نیکی کا کام نہ کیا تھا۔ اس نے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ میری لاش کو جلا کر آدھی راکھ دریا میں پھینک دینا اور آدھی ہوا میں بکھیر دینا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے ایسی سزا دے گا جو سارے جہانوں میں سے کسی دوسرے کو نہ دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دریا اور ہوا کو حکم دیا اور اس کے تمام اجزاء اکٹھے کر لیے۔ پھر اسے اپنے پاس حاضر کر کے پوچھا: تم نے ایسا کام کیوں کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر کی وجہ سے کیا تھا'' پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری 4816)

(2) ﴿فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ''چنانچہ تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے'' تم نے اپنے آپ کو بھی خسارے میں ڈالا اپنے گھر والوں کو بھی یہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔

(3) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کی وفات سے تین دن پہلے سنا آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھا گمان رکھتا ہو۔ (مسلم: 7229)

سوال 2: ﴿فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد ہے کہ تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے یعنی جو زندگی، رزق، مال، قوتوں اور صلاحیتوں جیسا سرمایہ زندگی پا کر ایسے کام کیے یعنی ایسی جگہوں پر سرمایہ زندگی لگایا کہ سب کچھ برباد ہو گیا۔ دیوالیہ ہو گئے اور اب جہنم کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

﴿فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ﴾

''پس اگر وہ صبر کریں تو آگ ہی اُن کا ٹھکانہ ہے اور اگر وہ معافی کی درخواست کریں تو وہ معاف کیے گئے لوگوں میں سے نہ ہوں گے'' (24)

سوال1:﴿ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ﴾ ''پس اگر وہ صبر کریں تو آگ ہی اُن کا ٹھکانہ ہے اور اگر وہ معافی کی درخواست کریں تو وہ معاف کئے گئے لوگوں میں سے نہ ہوں گے'' وہ صبر کریں یا نہ کریں اب ان کے لیے جہنم ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ ﴾ ''پس اگر وہ صبر کریں تو آگ ہی اُن کا ٹھکانہ ہے'' اگر کسی حال میں صبر کا امکان فرض کرلیا جائے تاہم آگ کے سامنے صبر کرنا ممکن نہیں اور اس آگ پر صبر کرنا کیسے ممکن ہوسکتا ہے جس کی حرارت بے انتہا شدید ہے، اس کی حرارت دنیا کی آگ کی حرارت سے ستر گنا زیادہ ہے۔اس کا پانی شدید گرم ہوگا،اس کی پیپ بے انتہا بدبودار ہوگی، جہنم کے ٹھنڈے طبقے کی ٹھنڈی کئی گنا زیادہ ہوگی، اس کی زنجیریں، طوق اور گرز بہت بڑے ہوں گے۔اس کے داروغے نہایت درشت مزاج ہوں گے اور ان کے دلوں سے ہر قسم کا رحم نکل چکا ہوگا اور آخری چیز یہ کہ جبار کی سخت ناراضی ہوگی، چنانچہ جب وہ اسے مدد کے لیے پکاریں گے تو وہ فرمائے گا:﴿ اخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴾ ''یہیں خوار رہو اور مجھ سے بات نہ کرو'' (المؤمنون:108)(تفسیر سعدی:2415/3، 2416)

(2)﴿ وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ﴾ ''اور اگر وہ معافی کی درخواست کریں تو وہ معاف کئے گئے لوگوں میں سے نہ ہوں گے'' ﴿ یَّسْتَعْتِبُوْا ﴾ کا مادہ عتب اور عتب کے یا عتاب کے معنی ناراضگی دور کرنے کے لیے میٹھے انداز میں خفگی کا اظہار کرنا ہے یعنی ایسی میٹھی میٹھی سرزنش اور ملامت جس کا مقصد بالآخر رضامند ہونا اور مان جانا ہے اور استعتب کے معنی کسی روٹھے ہوئے کو منا لینا اور اعتب کے معنی سبب ناراضگی کو دور کرنا ہے۔اس لحاظ سے اس جملہ کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں ان میں سے ایک تو وہی ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے۔دوسرا یہ کہ اگر وہ دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش کریں تو ان کی یہ خواہش تسلیم نہیں کی جائے گی اور تیسرا یہ کہ اگر وہ خوشامد یا منت سماجت کر کے منانا چاہیں جیسا کہ دنیا میں اس طرح بھی کام چل جاتا ہے تو ان کی خوشامد یا منت سماجت کا بھی کچھ اثر نہ ہوگا۔(تیسیر القرآن:111/4)

(3) رب العزت نے فرمایا﴿ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴾ ''اور اگر وہ واپس بھیج دے جائیں تو یقیناً دوبارہ وہی کریں گے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔'' (الانعام:28)

سوال2: فیصلہ ہوجانے کے بعد جب لوگ جہنم چلے جائیں گے تو کیا ان کے عذر قبول ہوجائیں گے یا معاف کردیئے جائیں گے؟

جواب:(1) فیصلہ ہوجانے کے بعد کوئی عذر پیش کرے گا تو عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

(2) کوئی اللہ تعالیٰ کو منانا چاہے گا منا نہیں پائے گا۔(3) دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کی درخواست بھی قبول نہیں ہوگی۔

(4) اُن پر کسی کو ترس بھی نہیں آئے گا۔(5) کسی بھی طریقے سے جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے نکل نہیں پائیں گے۔

(6) اگر صبر کریں تب بھی ٹھکانہ جہنم ہوگا۔عذر پیش کریں تب بھی ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ﴾

''اور ہم نے اُن پر بُرے دوست مُسلط کر دیے ہیں تو انہوں نے اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے ہر چیز کو اُن کے لیے خوش نما بنا دیا، اور اُن پر وہی بات ثابت ہوگئی جو جنوں اور انسانوں کے اُن گروہوں پر ہو چکی جو اُن سے پہلے گزر چکے تھے، یقیناوہ خسارہ اٹھانے والے تھے'' (25)

سوال 1:﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُن پر بُرے دوست مُسلط کر دیے ہیں تو انہوں نے اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے ہر چیز کو اُن کے لیے خوش نما بنا دیا'' اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر شیاطین مسلط کر دیئے تھے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ﴾ ''اور ہم نے اُن پر بُرے دوست مُسلط کر دیے ہیں'' قرناء قرین کی جمع ہے۔ جس کا معنی ہم عمر ساتھی ہے جو بہادری، قوت اور دیگر اوصاف میں اس کا ہمسر ہو، ہجولی اور اس لفظ کا استعمال برے معنوں میں ہوتا ہے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول کر بد اعمالیوں میں لگے رہتے ہیں تو ان کے ہجولی بھی انہی کی قسم کے شیطان سیرت ہوتے ہیں۔ (تیسیر القرآن:111/4)

(2) اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان پر دو شیطان مسلط کر دیئے تھے ایک انسانی شیطان ایک جن جو انہیں برے کام پر سراہتے رہتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

(3)﴿فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ﴾ ''تو انہوں نے اُن کے آگے اور اُن کے پیچھے سے ہر چیز کو اُن کے لیے خوش نما بنا دیا'' پس ان شیاطین نے دنیا اور اس کی خوبصورتی کو ان کی آنکھوں کے سامنے مزین کر دیا اور انہیں اس کی لذات و شہوات محرمہ کے حوالے کر دیا، یہاں تک کہ وہ فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا اقدام کیا اور جیسے چاہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے خلاف جنگ کی راہ چل نکلے اور انہوں نے آخرت کو ان سے دور کر دیا اور اس کی یاد کو فراموش کرا دیا۔ بسا اوقات آخرت کے وقوع کے بارے میں ان کے دلوں میں شبہات پیدا کیے جس سے ان کے دلوں سے آخرت کا خوف چلا گیا اور ان کو لے کر کفر، بدعات اور معاصی کی راہوں پر گامزن ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ان مکذبین حق پر شیاطین کو مسلط کرنا، ان کی اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کی آیات سے روگردانی اور ان کے انکار حق کے سبب سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ''اور جو شخص رحمان کے ذکر سے اندھا بن جاتا ہے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہی اُس کا ساتھی اور وہ یقینا لوگوں کو راہِ حق سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یقیناوہ ہدایت یافتہ ہیں۔'' (الزخرف:37,36)

(تفسیر سعدی:2416/3)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿اَلَمۡ تَرَ اَنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ تَؤُزُّہُمۡ اَزًّا﴾ ''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ یقیناً ہم نے کافروں پر شیاطین بھیج دیئے ہیں جو انہیں اُبھار رہے ہیں، خوب ابھارنا۔'' (مریم:83)

سوال 2:﴿وَحَقَّ عَلَیۡہِمُ الۡقَوۡلُ فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ۚ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا خٰسِرِیۡنَ﴾ ''اور اُن پر وہی بات ثابت ہوگئی جو جنوں اور انسانوں کے اُن گروہوں پر ہو چکی جو اُن سے پہلے گزر چکے تھے، یقیناً وہ خسارہ اٹھانے والے تھے'' اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر میں عذاب کا فیصلہ ان پر نافذ ہوگیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَحَقَّ عَلَیۡہِمُ الۡقَوۡلُ﴾ ''اور اُن پر وہی بات ثابت ہوگئی'' ان پر اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کا فیصلہ نافذ ہوگیا۔ مشرک اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے گمراہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام کام اس کی حکمت پر مبنی ہیں۔

(2)﴿فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ﴾ ''جو جنوں اور انسانوں کے اُن گروہوں پر ہو چکی جو اُن سے پہلے گزر چکے تھے'' یعنی جیسے پہلی قوموں پر عذاب کا حکم واجب ہوا تھا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے تھیں۔ ان کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ (3)﴿اِنَّہُمۡ کَانُوۡا خٰسِرِیۡنَ﴾ ''یقیناً وہ خسارہ اٹھانے والے تھے'' وہ خسارے میں پڑ گئے۔ انہوں نے دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھایا۔

رکوع نمبر 18

﴿وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِیۡہِ لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ﴾

''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں شور کرو تا کہ تم غالب آجاؤ'' (26)

سوال 1:﴿وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِیۡہِ لَعَلَّکُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں شور کرو تا کہ تم غالب آجاؤ'' کافر کہتے ہیں قرآن نہ سنو، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا'' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کیا، انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا۔ (2)﴿لَا تَسۡمَعُوۡا لِہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ﴾ ''کہ اس قرآن کو نہ سنو'' کافر ایک دوسرے سے کہتے ہیں قرآن مت سنو، اس کی طرف کوئی توجہ نہ دو۔ اگر اتفاقاً تم سن لو یا اس کو سننے کی دعوت دی جائے تو اسکی مخالفت کرو۔

(3) یعنی قرآن کی اطاعت نہ کرنا اور اس کے احکامات پر عمل نہ کرنا۔ (مختصر ابن کثیر:2/1791)

(4)﴿وَالۡغَوۡا فِیۡہِ﴾ ''اور اس میں شور کرو'' یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو شور مچاؤ، سیٹیاں بجاؤ، تالیاں پیٹو، نکتہ چینی کرو، اس کو ماننے سے انکار کردو اور ہر طرح سے مخالفت کرو۔ (5) یعنی اس کے الفاظ اور اس کے معنی کی تلاوت کی اجازت نہ دو۔

(6)﴿لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ ''تا کہ تم غالب آجاؤ'' تا کہ غلبہ تمہارا رہے۔

(7) یہ دشمنوں کی طرف سے گواہی ہے اور واضح ترین حق وہ ہوتا ہے جس کی گواہی خود دشمن دیں کیونکہ انہوں نے اس شخص پر، جو حق لے کر آیا، اپنے غلبے کا حکم صرف اعراض اور روگردانی کے حال میں ایک دوسرے کو روگردانی کی وصیت کی صورت میں لگایا۔ ان کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ اس کی تلاوت میں خلل نہ ڈالیں اور اسے غور سے سنیں تو وہ کبھی غالب نہیں آسکتے کیونکہ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا۔ اس حقیقت کو اصحاب حق اور اعدائے حق سب جانتے ہیں۔ چونکہ یہ سب کچھ ان کے ظلم اور عناد کے باعث تھا، اس لیے ان کی ہدایت کی توقع باقی نہیں رہی اب ان کے لیے عذاب اور سزا باقی رہ گئی تھی۔ (تفسیر سعدی:2418,2417/3)

(8) رب العزت نے قرآن مجید کے بارے میں ایمان والوں کو حکم دیا: ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾
''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (الاعراف:204)

سوال 2: کافروں نے یہ بات کیوں کہی کہ بے ہودہ گوئی کرو؟

جواب: انہوں نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ ہوسکتا ہے شور وغل کی وجہ سے تم غالب آجاؤ یعنی نہ تلاوت ہو نہ لوگ متاثر ہوں۔

﴿فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''چنانچہ جنہوں نے کفر کیا یقیناً ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے اور ہم یقیناً اُن کو اُن کے عمل کا بدترین بدلہ ضرور دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے'' (27)

سوال 1: ﴿فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''چنانچہ جنہوں نے کفر کیا یقیناً ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے اور ہم یقیناً اُن کو اُن کے عمل کا بدترین بدلہ ضرور دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے'' رب العزت قرآن کی توہین پر شدید عذاب ضرور دیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا﴾ ''چنانچہ جنہوں نے کفر کیا یقیناً ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے'' جن کافروں نے قرآن حکیم کی توہین کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے ان کے بارے میں رب العزت نے شدید عذاب دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

(2) رب العزت نے قرآن حکیم کی عزت واحترام کے لیے حق کے دشمنوں کو ابد الآباد تک جلنے کی سزا دی ہے۔

(3)﴿وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور ہم یقیناً اُن کو اُن کے عمل کا بدترین بدلہ ضرور دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے'' یعنی ان کی برائیوں اور ان کے گناہوں کے مطابق انہیں سزا دیں گے اور سب سے بڑا گناہ شرک اور کفر ہے۔

(4) یہ سزا ظلم نہیں ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ''اور آپ کا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرتا۔'' (الکھف:49)

سوال2: اللہ تعالیٰ نے حق کے دشمنوں کی سازشوں پر انہیں کیا جواب دیا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

(2) ان کے بدترین اعمال کا بدلہ ضرور دیں گے جن میں قرآن مجید سے روکنے کا جُرم بھی ہے۔

(3) اُن کے اچھے اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی مثلاً مہمانوں کی عزت کرنا اور صلہ رحمی کرنا وغیرہ۔

﴿ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾

”یہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا بدلہ آگ ہے، اس میں اُن کے لئے ہمیشہ کا گھر ہے، اس کا بدلہ ہے کہ جو وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے“ (28)

سوال1: ﴿ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾ ”یہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا بدلہ آگ ہے، اس میں اُن کے لیے ہمیشہ کا گھر ہے، اس کا بدلہ ہے کہ جو وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے“ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا بدلہ آگ ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ﴾ ”یہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا بدلہ آگ ہے“ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کی اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے ساتھ جنگ کی ان کی جزا، ان کے کفر، تکذیب، مجادلہ اور جنگ کے سبب سے جہنم کی آگ ہے۔ (تفسیر سعدی: 2418/3)

(2) ﴿لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ﴾ ”اس میں اُن کے لئے ہمیشہ کا گھر ہے“ وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے عذاب لمحے بھر کے لیے بھی دور نہیں کیا جائے گا۔ (3) ﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾ ”اس کا بدلہ ہے کہ جو وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے“ آگ کا عذاب اللہ تعالیٰ کی آیات کے انکار کا بدلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات یقین کا فائدہ دیتی ہیں۔ ان کا انکار کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

سوال2: اللہ تعالیٰ کی آیات سے انکار سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی آیات سے انکار سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے واضح دلائل ہیں جو اللہ تعالیٰ انبیاء پر نازل فرماتا ہے۔ (2) اس سے مراد معجزات بھی ہیں۔ (3) اس سے مراد کائنات میں موجود دلائل بھی ہیں۔ (4) اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے کلام کی آیات بھی ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ﴾

''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ان جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ ہمیں دکھا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا، ہم انہیں اپنے پاؤں کے نیچے رکھیں، تاکہ وہ ذلیل ہونے والوں میں سے ہو جائیں'' (29)

سوال 1: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ان جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ ہمیں دکھا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا، ہم انہیں اپنے پاؤں کے نیچے رکھیں، تاکہ وہ ذلیل ہونے والوں میں سے ہو جائیں'' گمراہی میں مبتلا، گمراہی کی طرف راہ نمائی کرنے والالوں کے خلاف سخت بغض رکھیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہیں گے'' گمراہی کے راستے پر چلنے والے کافر اپنے رہنماؤں کے بارے میں رب سے فریاد کریں گے۔

(2) ﴿رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ ''اے ہمارے رب! ان جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ ہمیں دکھا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا'' اے ہمارے رب! جنہوں نے ہمیں گمراہی اور عذاب کی طرف دعوت دی ہمیں وہ لوگ دکھا دے۔

(3) ﴿نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ﴾ ''ہم انہیں اپنے پاؤں کے نیچے رکھیں، تاکہ وہ ذلیل ہونے والوں میں سے ہو جائیں'' یعنی ہم انہیں پاؤں تلے روند ڈالیں کیونکہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور ہمیں آگ کے گھر تک پہنچا دیا۔ اب ہم ان سے انتقام لے کر انہیں رسوا کر دیں۔ (4) جہنم میں جانے والے ایک دوسرے سے شدید بغض میں مبتلا ہوں گے۔

سوال 2: اہل جہنم یہ کیوں چاہیں گے کہ گمراہ کرنے والوں کو دیکھ لیں تاکہ انہیں اپنے قدموں تلے روند کر سب نیچوں سے نیچ کر دیں؟

جواب: اہل جہنم کی یہ چاہت اس لئے ہوگی کہ انہیں اپنے لیڈروں پر غصہ ہوگا اور وہ اپنے دل کی تسلی کے لئے یہ چاہیں گے کہ قدموں تلے روند ڈالیں گمراہ کرنے والوں کو۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾

''یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے پھر وہ ثابت قدم رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اُس جنت کی بشارت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا'' (30)

سوال 1: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے پھر وہ ثابت قدم رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اُس جنت کی بشارت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا'' جو علم اور عمل میں استقامت کی راہ پر چلے انہیں فرشتے جنت کی بشارت دیں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے پھر وہ ثابت قدم رہے'' جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان لیا اور اس پر راضی ہو گئے پھر وہ علم اور عمل میں، اخلاق اور عقائد میں استقامت کے راستے پر چلے، اپنے اعمال میں مخلص رہے۔ جو خلوص سے سنت کے مطابق عمل کرتے رہے۔

(2)﴿تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ''ان پر فرشتے اُترتے ہیں'' موت کے وقت ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

(3)﴿اَلَّا تَخَافُوْا﴾ ہیں: (3)﴿اَلَّا تَخَافُوْا﴾ ''کہ نہ ڈرو'' فرشتوں کا یہ نزول بتکرار ہوتا ہے وہ ان کے پاس حاضر ہو کر خوش خبری دیتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2419/3) یعنی ان کا خوف دور کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مستقبل کے بارے میں ڈرو نہیں۔

(4)﴿وَلَا تَحْزَنُوْا﴾ ''اور نہ غم کرو'' جو ماضی میں گزر چکا اس پر غم نہ کھاؤ۔

(5)﴿وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ''اور اُس جنت کی بشارت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا'' فرشتے بشارت دیتے ہیں خیر و برکت والی جنت مبارک ہو۔ دنیا میں جو تم نے اولاد، گھر والے، مال چھوڑا ہے اس کا غم نہ کرو۔ تمہارے لیے تو ہر تکلیف دور ہو گئی۔

(6) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے مومن کی روح سے کہتے ہیں اے پاکیزہ جسم کی پاکیزہ روح جس سے جسم آباد تھا رحمت اور الروزی کی طرف نکل آ اور اس رب کی طرف بھی جو آج تجھ سے ناراض نہیں ہے یا قبروں سے اٹھتے وقت فرشتے یہ بشارت دیں گے۔ (تفسیر ابن عباس) (مختصر ابن کثیر: 1793/2)

سوال 2: فرشتے کس بات پر غم نہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں؟

جواب: فرشتے آخرت میں پیش آنے والے حالات کے خوف سے بچانے کے لیے، اور دنیا میں مال اور اولاد جو انسان چھوڑ جاتا ہے اس پر غم نہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

﴿نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾

''ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے وہ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے اور

تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے" (31)

سوال 1: ﴿نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾ "ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے وہ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے" فرشتے دنیا کی زندگی میں بھی ایمان والوں کے دوست ہیں اور آخرت میں بھی، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ "ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی" فرشتے ایمان والوں کی استقامت اور ثابت قدمی کو بڑھاتے ہوئے اور خوش خبری دیتے ہوئے موت کے وقت کہیں گے۔ دنیا کی زندگی میں بھی ہم تمہارے دوست رہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم تمہیں ٹھیک راہ سمجھاتے رہے تمہیں اچھے عملوں کا شوق دلاتے رہے اور برائیوں سے حفاظت کرتے رہے۔ اسی طرح ہم آخرت میں بھی تمہارے مونس اور غم گسار ہیں۔ قبروں کی وحشت میں تمہارے انیس اور جلیس، صور پھونکے جانے کے وقت تمہارے رفیق و مصاحب اور قبروں سے اٹھتے وقت میدان محشر میں تمہیں تسلی دینے والے، تمہاری گھبراہٹ دور کرنے والے اور صراط مستقیم سے تمہیں عبور کرا کر نعمتوں والی جنت میں لے جانے والے ہوں گے۔ (مختصر ابن کثیر: 2/1792)

(2) وہ دنیا کے اندر انہیں بھلائی کی ترغیب دیتے ہیں اور بھلائی کو ان کے سامنے مزین کرتے ہیں۔ وہ ان کو برائی سے ڈراتے ہیں اور ان کے دلوں میں برائی کو قبیح بنا کر پیش کرتے ہیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں اور مصائب اور مقاماتِ خوف میں ان کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ خاص طور پر موت کی سختیوں، قبر کی تاریکیوں، قیامت کے روز پل صراط کے ہولناک منظر کے وقت ان کی ہمت بڑھاتے ہیں اور جنت کے اندر ان کے رب کی طرف سے عطا کردہ اکرام و تکریم پر انہیں مبارک باد دیتے اور ہر دروازے میں سے داخل ہوتے ہوئے ان سے کہیں گے: ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ "تم پر سلامتی ہو اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا، سو کتنا ہی اچھا ہے اس گھر کا انجام!" (الرعد: 24) (تفسیر سعدی: 3/2419)

(3) ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا﴾ "اور تمہارے لیے وہ ہے" فرشتے ان سے کہیں گے جنت میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہوگا۔

(4) ﴿مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ﴾ "تمہارے لیے وہ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے" یعنی جو تمہارا دل چاہے گا وہ حاضر کر دیا جائے گا۔ جس نعمت کی خواہش ہو گی وہ تیار اور موجود ہو گی مہیا کر دی جائے گی۔

(5) ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾ "اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے" جیسا کہ فرمایا: ﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۷۱) وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۷۲) لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ (۷۳)﴾ "ان پر سونے کے تھال اور پیالے پھرائے جائیں گے اور اُس میں ہر

وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی اور تم اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اور یہ ہے جنت جس کے تم وارث بنائے گئے اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔ تمہارے لیے اُس میں بہت سے پھل ہیں جن میں سے تم کھاتے ہو۔'' (الزخرف:71-73) یعنی جس لذت میں تمہاری رغبت ہوگی، جس کا تم ارادہ کرو گے وہ تمہیں حاصل ہو جائے گی جنت کی نعمتیں تمہارے لیے ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی کے حاشیہ خیال سے گزریں۔

سوال 2: جنت میں انسان کے لیے سب سے خوش آئند بات کیا ہوگی؟

جواب: (1) جنت میں انسان کی ہر خواہش پوری ہوگی وہ جو چاہے گا ملے گا۔

(2) ہر چیز جس کی انسان تمنا کرے گا اسے عطا کردی جائے گی۔

﴿نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ﴾

''بے حد بخشنے والے بے حد رحم والے کی جناب سے مہمان نوازی کے طور پر'' (32)

سوال 1: ﴿نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ﴾ ''بے حد بخشنے والے بے حد رحم والے کی جناب سے مہمان نوازی کے طور پر'' رحم کرنے والے کی طرف سے ضیافت ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿نُزُلًا﴾ یہ ضیافت، مہمانی ہمیشہ کے لیے ہے۔ تمہارا یہ ثواب کبھی ختم نہیں ہوگا۔

(2) ﴿مِّنۡ غَفُوۡرٍ﴾ ''بے حد بخشنے والے'' گناہوں کو بخش دینے والی مہربان ہستی کی جانب سے جس نے تمہارے سارے گناہ بخش دیے ہیں۔

(3) ﴿رَّحِيۡمٍ﴾ ''بے حد رحم والے کی جناب سے'' مہربان ہستی، سراپا رحمت، جس نے نیکیوں کی توفیق دی ہو قبول فرمالیا۔ اس نے گناہوں کو معاف کردیا۔ خطاؤں اور غلطیوں سے دور کردیا اور اپنی رحمت سے تمہیں جنت جیسا مقام عطا فرمادیا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَهُمۡ دَارُ السَّلٰمِ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَهُوَ وَلِيُّهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾ ''اُن کے رب کے پاس ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے اور وہ اس کی وجہ سے اُن کا مددگار ہے جو وہ عمل کرتے تھے۔'' (الانعام:127)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات غفور اور رحیم کا کیسے شعور دلایا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے جنت سے اپنی صفات کا شعور دلایا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے تمناؤں اور خواہشوں کے پورا کرنے سے اپنی صفات رحیم کا شعور دلایا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے جنت کی میزبانی سے اپنی مغفرت کا شعور دلایا ہے کیونکہ کوئی شخص جنت میں نہیں جاسکتا جب تک کہ اسے اس کے گناہوں اور خطاؤں کی معافی نہ مل جائے۔ اور اسے جہنم سے چھٹکارا نہ مل جائے۔

رکوع نمبر 19

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

''اور بات میں اس شخص سے زیادہ اچھا کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیے اور کہا کہ یقیناً میں فرماں برداروں میں سے ہوں'' (33)

سوال:﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور بات میں اس شخص سے زیادہ اچھا کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیے اور کہا کہ یقیناً میں فرماں برداروں میں سے ہوں'' صاحب عمل مبلغ سے اچھی بات کس کی ہوگی؟ آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا﴾ ''اور بات میں اس شخص سے زیادہ اچھا کون ہے'' کس کی بات اس سے اچھی ہوسکتی ہے؟ کس کا کلام اس سے بہتر ہوسکتا ہے؟

(2)﴿مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا'' جس نے اللہ کی طرف بلایا جو جہلا کو تعلیم کے ذریعے سے، غافلین اور اعراض کرنے والوں کو وعظ ونصیحت کے ذریعے سے اور اہل باطل کو بحث وجدال کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام انواع کی عبادت کا حکم اور اس کی ترغیب دیتا ہے اور جیسے بھی ممکن ہو اس عبادت کی تحسین کرتا ہے اور ہر اس چیز پر زجر و توبیخ کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہو اور ہر اس طریقے سے اس کی قباحت بیان کرتا ہے، جو اس کے ترک کرنے کا موجب ہے۔ خاص طور پر یہ دعوت اصول دین اسلام کی تحسین اور اس کے دشمنوں کے ساتھ احسن طریقے سے مباحثہ ومجادلہ کی دعوت، اس دعوت کے متضاد امور مثلاً کفر وشرک سے ممانعت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تفاصیل، اس کے لامحدود احسان، اس کی کامل رحمت، اس کے اوصاف کمال اور نعوت جلال کے ذکر کے ذریعے سے اس کے بندوں میں اس کی محبت پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے علم وہدایت کے حصول کی ترغیب اور ہر طریقے سے اس پر آمادہ کرنا دعوت الی اللہ کے زمرے میں آتا ہے۔ مکارم اخلاق کی ترغیب، تمام مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنا، بھلائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا، صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک دعوت الی اللہ کا حصہ ہے۔ مختلف مواقع، حوادث اور مصائب پر حالات کی مناسبت سے عام لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا دعوت الی اللہ میں شمار ہوتا ہے۔ الغرض ہر بھلائی کی ترغیب اور ہر برائی سے ترہیب دعوت الی اللہ میں شامل ہے۔ (تفسیر سعدی 2421،2420/3)

(3)﴿وَعَمِلَ صَالِحًا﴾ ''اور نیک عمل کیے'' جس نے اپنے رب کی رضا کے لیے نیک عمل کیے جس کا نفع اس کی ذات کو بھی ہے اور دوسروں کو بھی۔ (4) یعنی وہ صاحب عمل ہے۔ جو بات دوسروں کو کہتا ہے اس پر پہلے خود عمل کرتا ہے۔

(5) رسول اللہ ﷺ اس صفت میں سب لوگوں سے آگے ہیں۔

(6) ﴿وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور کہا کہ یقیناً میں فرماں برداروں میں سے ہوں'' وہ لوگوں کے سامنے اس بات کا اظہار کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے آگے سر جھکانے والوں میں سے ہوں۔

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾

''اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتیں، برائی کو تم اُس سے ہٹادو جو سب سے اچھا ہے تو اچانک وہ شخص تمہارے اور اُس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا گویا وہ دلی دوست ہے'' (34)

سوال 1: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ ''اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتیں، برائی کو تم اُس سے ہٹادو جو سب سے اچھا ہے تو اچانک وہ شخص تمہارے اور اُس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا گویا وہ دلی دوست ہے'' برائی کو نیکی سے دور کرو، دشمن بھی دوست بن جائے گا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ﴾ ''اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتیں'' یعنی نیکی اور اطاعت برابر نہیں ہوسکتے۔ ﴿هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ ''نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کیا ہے؟'' (الرحمٰن:60) (تفسیر سعدی:2421/3)

(2) نیکی اور برائی میں بہت بڑا فرق ہے۔

(3) ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''برائی کو تم اُس سے ہٹادو جو سب سے اچھا ہے'' جو آپ کے ساتھ برائی کرے آپ اس برائی کو اس کے ساتھ احسان کرکے دفع کریں۔

(4) آپ (بدی کا) ایسی بات سے دفاع کیجئے جو اچھی ہو۔ یعنی جب کبھی لوگوں میں سے کوئی شخص آپ کے ساتھ برا سلوک کرے، خاص طور پر وہ شخص، جس کا آپ پر بہت بڑا حق ہے، مثلاً عزیز و اقارب اور دوست احباب وغیرہ۔ یہ برا سلوک قول کے ذریعے سے ہو یا فعل کے ذریعے سے، اس کا مقابلہ ہمیشہ حسن سلوک سے کریں۔ اگر اس نے آپ سے قطع رحمی کی ہے تو آپ اس سے صلہ رحمی کریں اگر وہ آپ پر ظلم کرے تو آپ اس کو معاف کریں۔ اگر وہ آپ کے بارے میں آپ کی موجودگی یا غیر موجودگی میں کوئی بات کہے تو آپ اس کا مقابلہ نہ کریں بلکہ اس کو معاف کردیں۔ اور اس کے ساتھ انتہائی نرمی سے بات کریں۔ اگر وہ آپ سے بول چال چھوڑ دے تو آپ اس سے اچھی طرح بات کریں اور اسے کثرت سے سلام کریں۔ جب آپ اس کی برائی کے بدلے حسن سلوک سے پیش آئیں گے تو آپ کو عظیم فائدہ حاصل ہوگا۔ (تفسیر سعدی:2421/3، 2422)

(5) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آپ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اس کا انجام ایسا نہیں جیسا تیرا ہے جب تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔ (تفسیر منیر:555/12)

(6) ﴿فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَهٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ﴾ ''تو اچانک وہ شخص تمہارے اور اُس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا گویا وہ دلی دوست ہے'' یعنی تم برائی کرنے والوں کے ساتھ احسان کرو گے تو وہ احسان اس کو نادم کر کے تمہاری محبت پر مجبور کر دے گا اور وہ تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔ (مختصر ابن کثیر:1794/2)

(7) یعنی وہ تمہارا بہت محبت کرنے والا دوست بن جائے گا۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِیۡنَ﴾ ''درگزر کرو۔ اور نیکی کا حکم دیتے رہو۔ اور جاہلوں سے منہ موڑ لو'' (الاعراف:199)

سوال 2: نیکی اور بدی کے برابر نہ ہونے کا تذکرہ کس حوالے سے کیا گیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا جب نیکی کرتا ہے تو اسے برے رویوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے اسی حوالے سے رب العزت نے نیکی اور بدی کی حقیقت کو واضح کیا کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتیں۔

﴿وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ﴾

''اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اُن لوگوں کو جو صبر کریں اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اُس کو جو بڑے نصیب والا ہے'' (35)

سوال: ﴿وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ﴾ ''اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اُن لوگوں کو جو صبر کریں اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اُس کو جو بڑے نصیب والا ہے'' صبر کرنے والے ہی برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا﴾ ''اور اس کی توفیق نہیں دی جاتی مگر اُن لوگوں کو جو صبر کریں'' یعنی یہ صفت صرف صبر کرنے والوں کو ہی عطا کی جاتی ہے۔

(2) جو اپنے نفس کو ان امور کا پابند بناتے ہیں، جنہیں ان کے نفس ناپسند کرتے ہیں اور انہیں ایسے امور پر عمل کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ نفس انسانی کی جبلت ہے کہ وہ برائی کا مقابلہ برائی اور عدم عفو سے کرتا ہے، تب وہ احسان کیوں کر کر سکتا ہے؟ جب انسان اپنے نفس کو صبر کا پابند بنا لیتا ہے اور اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے بے پایاں ثواب کو جانتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اسی جیسا سلوک کرنا اسے کچھ فائدہ نہیں دے گا اور عداوت صرف شدت ہی میں اضافے کا باعث ہوگی اور یہ بھی

علم ہے کہ براسلوک کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے اس کی قدرومنزلت کم نہیں ہوگی، بلکہ جواللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے رفعت عطا کرتا ہے، تب معاملہ اس کے لیے آسان ہوجاتا ہے۔اور وہ اس فعل کوسرانجام دیتے ہوئے لذت محسوس کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2422/3)

(3)﴿وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾ ''اوراس کی توفیق نہیں دی جاتی مگراُس کو جو بڑے نصیب والا ہے''یعنی یہ مقام نصیب والوں کوملا کرتا ہے جودنیامیں اخلاق میں کمال درجے پر ہوں،ان لوگوں کے لیے یہ آخرت میں اجرعظیم ہے۔

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

''اوراگرشیطان کی طرف سے آپ کوکوئی اُکساہٹ ہوتو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں،یقیناوہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے''(36)

سوال1:﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ''اوراگرشیطان کی طرف سے آپ کوکوئی اُکساہٹ ہوتو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں،یقیناوہ سب کچھ سننے والا،سب کچھ جاننے والا ہے''شیطان کی اکساہٹ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لو،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)رب العزت نے انسان کوانسانوں میں سے دشمنی کرنے والے کے ساتھ برائی کے مقابلے میں حسن سلوک سکھایا ہےاورشیطان کو جوسب سے بڑادشمن ہےاس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے کاحکم دیا ہے۔

(2)﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ ''اوراگرشیطان کی طرف سے آپ کوکوئی اُکساہٹ ہوتو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں''یعنی شیطان کے وسوسوں اوراکساہٹوں سے بچنے کے لیےاللہ تعالیٰ کی پناہ لےلو،وہ آپ کودشمن سے بچالے گا،آپ کی حفاظت فرمائے گا،رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ ''اوراگرشیطان کی طرف سے تمہیں کوئی اُکساہٹ ہوتواللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لو۔یقیناوہ سب کچھ سننے والا،جاننے والا ہے۔'' (الاعراف:200)

(3)﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ (٩٦) وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ (٩٧) وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (٩٨)﴾ ''تم بُرائی کواس طریقے سے دورکروجواچھاہو۔جوکچھ یہ بیان کرتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں۔اورکہہ دوکہ اے میرے رب!میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتاہوں۔اورمیں تجھ سے پناہ مانگتاہوں اے میرے رب!کہ وہ میرے پاس آئیں'' (المومنون:96-98)

(4)﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ ''پھرجب تم قرآن پڑھنے لگوتوشیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔'' (النحل:98)

(5)سیدنا عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم کے صحابی ہیں انہوں نے کہا نبی ﷺ کے سامنے دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ دی ایک صاحب کو غصہ آ گیا اور بہت زیادہ آیا ان کا چہرہ پھول گیا اور رنگ بدل گیا، نبی ﷺ نے فرمایا مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر ایک غصہ کرنے والا شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا چنانچہ ایک صاحب نے جا کر غصہ ہونے والے کو نبی ﷺ کا ارشاد سنایا اور کہا شیطان سے اللہ کی پناہ: وہ کہنے لگا مجھ کو دیوانہ بنایا ہے کیا مجھ کو کوئی روگ ہو گیا ہے جا اپنا راستہ لے۔ (بخاری:6048)

(6)شیطان برائی کو آراستہ کر کے پیش کرتا ہے اور نیکی کو بدنما کر کے پیش کرتا ہے اس کے کسی حکم کی اطاعت کا خدشہ بھی محسوس ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لو۔

(7)﴿اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ''یقیناً وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' کیونکہ وہ آپ کی بات اور عاجزانہ دعا کو سنتا ہے وہ آپ کے حال کو جانتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ اس کی حمایت وحفاظت کے ضرورت مند ہیں۔ (تفسیر سعدی:3/2423)

سوال2: شیطان کس مقصد کے لیے وسوسہ ڈالنا چاہتا ہے؟

جواب: (1)شیطان رب کے راستے سے دور کرنے کے لیے وسوسے ڈالتا ہے۔ (2)شیطان دعوت کے کام سے روکنے کے لیے وسوسے ڈالتا ہے۔ (3)شیطان برائی کو بھلائی سے بدلنے کے کام کو ختم کرنے کے لیے وسوسے ڈالتا ہے۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند، سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اُس اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا، اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو'' (37)

سوال: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند، سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اُس اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا، اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو'' صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو قادر مطلق ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن'' رب العزت نے اپنی عظیم قدرت کی مثال دی ہے کہ اس نے رات کے اندھیرے کے ساتھ دن کے اجالے کو پیدا کیا۔

(2) دن کی روشنی اپنے نفع کی وجہ سے نشانی ہے کہ لوگ دن میں اپنے کام کرتے ہیں۔ رات اپنے نفع کی وجہ سے نشانی ہے کہ رات میں مخلوق آرام کرتی ہے۔

(3)﴿وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ ''اور سورج اور چاند'' سورج اور چاند اپنی روشنی کی وجہ سے نشانی ہیں۔ سورج کے ساتھ زمین روشن ہے اس کی حرارت سے سمندروں کا پانی بھاپ بنتا ہے اور بارش برسانے کے لیے یہ پانی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اوپر فضا میں پہنچ کر ٹھنڈا ہوتا ہے، سورج کی وجہ سے فصلیں پکتی ہیں سورج اور چاند کی وجہ سے سالوں اور مہینوں کے اوقات کا حساب کتاب ہوتا ہے، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں۔

(4)﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ﴾ ''سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو'' دونوں مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں۔ اس کے غلبے کے تحت ہیں۔ مخلوق کو سجدہ نہ کرو۔ خالق کے ساتھ مخلوق کو عبادت میں شریک نہ کرو۔

(5)﴿الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ﴾ ''جس نے انہیں پیدا کیا'' اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے اس کو چھوڑ کر مخلوق کی عبادت نہ کرو خواہ اس کے کتنے عظیم فوائد ہوں۔

(6)﴿اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ ''اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو'' اسی کے لیے اپنی عبادت کو خالص کرو کیونکہ اسی کی عبادت حق ہے، اس کے سوا کسی کی عبادت درست نہیں۔

(7)﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ﴾ ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چلنے والے جانور اور لوگوں میں سے بہت سے اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کردے اسے پھر کوئی عزت دینے والا نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' (الحج:18)

سوال 2: سورج اور چاند کو سجدہ کرنے سے کیوں روکا گیا؟

جواب: (1) سورج اور چاند کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ (2) سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

﴿فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ﴾

''پھر بھی اگر وہ تکبر کریں تو جو (فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں وہ دن رات اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور کبھی نہیں اُکتاتے'' (38)

سوال 1: ﴿فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ﴾ ''پھر بھی اگر وہ تکبر کریں تو جو (فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں وہ دن رات اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور کبھی نہیں اُکتاتے'' مقرب فرشتے دن رات

اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِنِ اسۡتَكۡبَرُوۡا﴾ ''پھر بھی اگر وہ تکبر کریں'' اگر مشرک تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کریں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے نہ کریں۔

(2) اگر وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو تسلیم نہ کریں تو وہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

(3) اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کریں تو وہ ان سے بے نیاز ہے۔ اسے کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں۔

(4) ﴿فَالَّذِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ﴾ ''تو جو (فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں'' یعنی مقرب فرشتے۔

(5) ﴿يُسَبِّحُوۡنَ لَهٗ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَهُمۡ لَا يَسۡـئَمُوۡنَ﴾ ''وہ دن رات اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور کبھی نہیں اُکتاتے'' فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہیں اکتاتے۔ وہ دن رات رب العزت کی تسبیح کرتے ہیں۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ لَا يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوۡنَهٗ وَلَهٗ يَسۡجُدُوۡنَ﴾ ''یقیناً جو فرشتے تیرے رب کے پاس ہیں۔ وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔'' (الاعراف:206)

(7) یعنی فرشتوں میں عبادت کی شدید رغبت ہوتی ہے۔

سوال 2: جو لوگ رب کے پاس ہیں وہ کس اعتبار سے قابل عزت اور مثالی لوگ ہیں؟

جواب: (1) جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ اللہ کے سامنے تکبر نہیں کرتے جس طرح انسان تکبر کرتا ہے۔

(2) وہ رات دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ (3) وہ کبھی نہیں اکتاتے۔

﴿وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الۡاَرۡضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ ؕ اِنَّ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاهَا لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴾

''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ بلاشبہ آپ زمین کو بنجر دیکھتے ہیں پھر جب ہم اُس پر پانی نازل کرتے ہیں تو وہ لہلہاتی اور پھولتی ہے، بے شک جس نے اُس کو زندہ کیا، یقیناً وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے، یقیناً وہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' (39)

سوال 1: ﴿وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الۡاَرۡضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ ؕ اِنَّ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاهَا لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ بلاشبہ آپ زمین کو بنجر دیکھتے ہیں پھر جب ہم اُس پر پانی نازل کرتے ہیں تو وہ لہلہاتی اور پھولتی ہے، بے شک جس نے اُس کو زندہ کیا، یقیناً وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے، یقیناً وہ

ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' زندگی بعد موت کی دلیل آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور تدبیر کائنات میں بے مثال ہونے کی ایک نشانی یہ ہے۔

(2)﴿اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً﴾ ''کہ بلاشبہ آپ زمین کو بنجر دیکھتے ہیں'' آپ زمین کو دیکھتے ہو اس میں کوئی نباتات نہیں ہوتی بالکل مردہ ہوتی ہے۔

(3)﴿فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ﴾ ''پھر جب ہم اُس پر پانی نازل کرتے ہیں'' یعنی جب ہم زمین پر بارش برساتے ہیں۔

(4)﴿اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ﴾ ''تو وہ لہلہاتی اور پھولتی ہے'' یعنی وہ نباتات کے ساتھ طرح طرح کے بیل بوٹے اور پھل پھول پیدا کرنے لگتی ہے۔ وہ زمین لہلہانے لگتی ہے اور ابھرنے لگ جاتی ہے۔

(5)﴿اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى﴾ ''بے شک جس نے اُس کو زندہ کیا، یقیناً وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے'' جو رب مردہ زمین کو زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ اسی طرح مردوں کو بھی زمین سے زندہ کر کے نکالنے پر قدرت رکھتا ہے۔

(6) رب العزت نے فرمایا ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اور وہ ذات ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوش خبری بنا کر بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادل اُٹھالیتی ہیں، ہم اُسے کسی مُردہ زمین کی طرف ہانکتے ہیں۔ پھر ہم اس کے ذریعے پانی اُتارتے ہیں۔ پھر ہم اس کے ذریعے سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں۔ اس طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے تاکہ تم سبق لو۔'' (الاعراف:57)

(7)﴿اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''یقیناً وہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' جس طرح وہ مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ اس سے عاجز نہیں اسی طرح انسانوں کو ان کی موت کے بعد زندگی دینے سے وہ عاجز نہیں ہے وہ اپنی قدرت سے مردوں کو زندہ کرے گا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین کو زندہ کرنے کے لیے کیسے اقدامات کیے ہیں؟

جواب: زمین کی مٹی پانی کو اپنے اندر داخل ہونے دیتی ہے۔ زمین کے اندر زرخیزی کی صلاحیت کو بارش کا پانی شاداب بنانے کا ذریعہ بنتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے پانیوں کو مٹی تک پہنچا کر سبزہ اُگاتے ہیں۔ ہر وقت زمین سے پھل، سبزیاں، اجناس وغیرہ کا اُگنا اللہ تعالیٰ کے قدیر ہونے کا ثبوت ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

''یقیناً جو لوگ ہماری آیات کے بارے میں ٹیڑھے چلتے ہیں، وہ ہم پر پوشیدہ نہیں رہتے، تو کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن کی حالت میں آئے گا؟ جو کچھ تم چاہو کرتے رہو، یقیناً وہ اُس کو خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو'' (40)

سوال 1: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ''یقیناً جو لوگ ہماری آیات کے بارے میں ٹیڑھے چلتے ہیں، وہ ہم پر پوشیدہ نہیں رہتے، تو کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن کی حالت میں آئے گا؟ جو کچھ تم چاہو کرتے رہو، یقیناً وہ اُس کو خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو'' تحریف اور بے دینی کی مذمت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا﴾ ''یقیناً جو لوگ ہماری آیات کے بارے میں ٹیڑھے چلتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد سے مراد ہے کہ ان کو کسی بھی لحاظ سے حق وصواب سے ہٹا دینا۔ یا تو ان آیات الٰہی کا انکار کر دینا اور ان آیات کو لانے والے رسول کی تکذیب کرنا، یا ان آیات الٰہی کو ان کے حقیقی معانی سے ہٹا کر، ایسے معانی کا اثبات کرنا جو اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے الحاد کرنے والوں کو وعید سنائی ہے۔ کہ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں، اسے اس کے ظاہر وباطن کی اطلاع ہے اور وہ عنقریب اسے اس کے الحاد کی سزا دے گا۔ (تفسیر سعدی: 2425/3)

(2) ﴿لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا﴾ ''وہ ہم پر پوشیدہ نہیں رہتے'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد کر کے، ان میں تحریف کر کے اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے۔ (3) اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ خوب معلوم ہیں جو اس کی آیات میں اور اسماء وصفات میں الحاد کرتے ہیں وہ آپ ان سے نمٹ لے گا اور انہیں ضرور قرار واقعی سزا دے گا قیامت کے دن یہ جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ (ابن کثیر: 1797/2)

(4) ﴿اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ ''تو کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن کی حالت میں آئے گا؟'' کیا وہ جو آگ میں ڈالا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو الٹے معنی پہناتا ہے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہا اور اس کے بہترین بدلے کا مستحق ہے۔

(5) ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ ''جو کچھ تم چاہو کرتے رہو'' یعنی چاہو تو گمراہی کا راستہ اختیار کر لو جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور ہمیشہ کی آگ کے مقام جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کو لے جانے والے راستے کو اختیار کر لو۔

(6)﴿اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ''وہ اُس کوخوب دیکھنے والا ہے جو کچھ بھی تم عمل کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھتا ہے وہ ان کے مطابق بدلہ دے گا۔﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ ''اور آپ کہہ دیں تمہارے رب کی جناب سے یہی حق ہے۔ پھر جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے وہ کفر کرے۔'' (الکھف:29)

سوال2: اللہ تعالیٰ نے ایمان اور کفر کے انجام سے انسانوں کو کیا شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا آگ میں ڈالا جانے والا اچھا ہے یا جو قیامت کے دن امن کے ساتھ آگے جانے والا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سوال اس لیے کیا ہے تاکہ انسان سوچیں بھلا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ایک وہ جو شدید خوف کی لپیٹ میں ہو اور دوسرا جو امن میں ہو۔

سوال3: جو چاہو عمل کرو کی بات کیوں کی گئی؟

جواب: یہ بات اس لیے نہیں کہی گئی کہ لوگ کفر، شرک اور نافرمانی کا کام کرنے کے لئے آزاد ہیں۔ یہ بات ڈراوے کے لیے کہی گئی تاکہ لوگ اپنے اعمال کے انجام پر غور کریں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ﴾

''یقیناً جن لوگوں نے اس ذکر (قرآن) کے ساتھ کفر کیا جب کہ وہ اُن کے پاس آ گیا حالانکہ یقیناً وہ ایک باعزت کتاب ہے'' (41)

سوال1: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے اس ذکر (قرآن) کے ساتھ کفر کیا جب کہ وہ اُن کے پاس آ گیا حالانکہ یقیناً وہ ایک باعزت کتاب ہے'' قرآن ایک زبردست کتاب ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے اس ذکر (قرآن) کے ساتھ کفر کیا جب کہ وہ اُن کے پاس آ گیا'' جن لوگوں نے قرآن کے افضل ترین ہستی کے ذریعے آ جانے کے بعد اس کا انکار کیا۔

(2) قرآن جو زندگی کی کتاب ہے جس میں زندگی کے لیے راہ نمائی ہے۔

(3)﴿وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ﴾ ''حالانکہ یقیناً وہ ایک باعزت کتاب ہے'' قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اعزاز دیا ہے، اس کی حفاظت فرمائی ہے۔ اس کو تحریف اور تبدیلی سے بچا کر رکھا ہے یہ باکمال کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے باطل سے بچا کر عزت دی ہے فرمایا: ﴿لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ ''باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے سے، کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی جناب سے نازل کردہ ہے۔'' (حم السجدہ:42)

(4)﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ''بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' (الحجر:9)

﴿لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾

''باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے سے، کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی جناب سے نازل کردہ ہے'' (42)

سوال:﴿لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ ''باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے سے، کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی جناب سے نازل کردہ ہے'' قرآن عزت والی کتاب ہے اس میں باطل نہیں آسکتا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ﴾ ''باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آسکتا ہے'' یعنی شیاطین اس کے معنی میں اضافے کی قدرت نہیں رکھتے۔ (2)﴿وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ﴾ ''اور نہ اُس کے پیچھے سے'' اور نہ وہ اس میں کمی کی قدرت رکھتے ہیں۔

(3) قرآن مجید کے الفاظ اور معنی ہر تحریف سے محفوظ ہیں۔

(4) اس جملہ کے بھی کئی مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کے دل پر نازل کیا۔ دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ جب سے قرآن نازل ہوا ہے۔ اسی وقت سے مسلمانوں کے سینوں کے اندر محفوظ ہو کر نسلاً بعد نسل تواتر کے ساتھ منتقل ہوتا چلا آرہا ہے اور ہر زمانہ میں لاکھوں کی تعداد میں اس کے حافظ موجود رہے ہیں۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ قرآن نے جو حقائق بیان کیے ہیں، کوئی علم ایسا وجود میں نہیں آسکتا جو فی الواقع علم ہو اور قرآن کے بیان کردہ علم کی تردید کرتا ہو، کوئی تجربہ کوئی مشاہدہ ایسا نہیں ہوسکتا جو یہ ثابت کرے کہ قرآن نے عقائد، اخلاق، قانون، تہذیب وتمدن، معیشت ومعاشرت اور سیاست کے باب میں انسان کی جو راہ نمائی دی ہے وہ غلط ہے۔ (تیسیر القرآن:4/119,118)

(5)﴿تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ﴾ ''کمال حکمت والے، کی جناب سے نازل کردہ ہے'' قرآن مجید اس ہستی نے نازل فرمایا ہے جو اپنے خلق میں اور امر میں حکمت والا ہے۔ (6)﴿حَمِيْدٍ﴾ ''تمام خوبیوں والے'' جو اپنی صفات کمال قوت جلال اور اپنے عدل، احسان پر قابل تعریف ہے۔ اس کی کتاب تمام تر حکمت، تحصیل مصالح ومنافع اور روزع مفاسد کی تکمیل پر مشتمل ہے جن پر وہ ہستی قابل تعریف ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2426)

﴿مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ﴾

''آپ کو نہیں کہا جائے گا مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جاتا تھا، یقیناً تمہارا رب بڑی بخشش والا، اور بہت دردناک

عذاب والا ہے‘‘(43)

سوال:﴿مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ’’آپ کو نہیں کہا جائے گا مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جاتا تھا، یقیناً تمہارا رب بڑی بخشش والا، اور بہت دردناک عذاب والا ہے‘‘ نبی ﷺ کو صبر کا حکم جو دیا گیا اس کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿مَا يُقَالُ لَكَ﴾ ’’آپ کو نہیں کہا جائے گا‘‘ رب العزت نے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:’’آپ کو جھٹلانے والوں کی زبان سے جو باتیں آپ کے لیے نکل رہی ہیں۔‘‘

(2)﴿اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ﴾ ’’مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جاتا تھا‘‘ یعنی جیسے آپ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا۔﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴾ ’’انھوں نے کہا: تم ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم محض جھوٹ بولتے ہو۔‘‘ (یٰس:15) ’’ان کا رسولوں سے معجزات کے مطالبے، وہی باتیں آپ سے بھی کہی جا رہی ہیں جو آپ سے پہلے انبیاء سے کہی گئیں۔ انہوں نے اپنی قوم کی دی گئی ایذاؤں پر صبر کیا۔ آپ بھی دل میلا نہ کریں۔

(3)﴿اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ﴾ ’’یقیناً تمہارا رب بڑی بخشش والا‘‘ یعنی توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اس لیے وہ جھٹلانے والوں کو ہلاک کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ تا کہ وہ توبہ کریں، ایمان لے آئیں۔

(4)﴿وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ’’اور بہت دردناک عذاب والا ہے۔‘‘ اس شخص کے لیے وہ بہت دردناک سزا دینے والا ہے جو تکبر کرتا ہے اور اپنے گناہ پر اصرار کرتا ہے۔(5)﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ اور وہ بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی مانگتے ہیں، حالانکہ ان سے پہلے بے شک بہت سی عبرت ناک سزائیں گزر چکیں۔ اور یقیناً آپ کا رب لوگوں کے لیے ان کے ظلم کے باوجود بڑی بخشش والا ہے، اور یقیناً آپ کا رب بلاشبہ بہت سخت سزا والا بھی ہے۔‘‘ (الرعد:6)

﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ

اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ﴾

’’اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو وہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا عجمی (کلام) اور عربی (رسول)؟ آپ کہہ دیں کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں

بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھاپن ہے، یہی لوگ ہیں جنہیں دُور کی جگہ سے آواز دی جاتی ہے‘‘(44)

سوال1:﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ﴾ ’’اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو وہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا عجمی (کلام) اور عربی (رسول)؟‘‘ قرآن مجید عربی زبان میں نازل کیا گیا تا کہ ہدایت کا راستہ واضح ہو جائے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ﴾ ’’اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو وہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟‘‘ رب العزت نے اپنے فضل کا ذکر فرمایا ہے کہ عربی زبان میں قرآن نازل کرنے کا سبب یہ ہے کہ رسول عربی کی اور ان کی قوم کی زبان عربی ہے۔ اگر عجمی زبان میں بھیجا ہوتا۔ تو جھٹلانے والے کہتے کہ کتاب کی آیات کو واضح طور پر کیوں نہیں سمجھایا گیا۔

(2)﴿ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ﴾ ’’کیا عجمی (کلام) اور عربی (رسول)؟‘‘ یعنی جھٹلانے والے کہتے کہ رسول عربی ہے اور قرآن عجمی۔ رب العزت نے اہل باطل کے لیے جھٹلانے کی گنجائش نہیں رکھی جیسا کہ فرمایا:﴿وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ (۱۹۸) فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ (۱۹۹)﴾ ’’اور اگر ہم اُسے کسی عجمی پر اُتارتے۔ پس وہ اسے پڑھ کر ان کو سناتا تو وہ اُس پر ایمان لانے والے نہ بنتے۔‘‘ (الشعراء:198،199)

(3) قرآن مجید میں فصاحت و بلاغت ہے پھر بھی جھٹلانے والے مشرک ایمان نہیں لائے۔

(4) قرآن مجید سے ایمان والے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یہ قرآن مجید انہیں بلند درجات تک لے جاتا ہے۔ الحمد للہ

سوال2:﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ﴾ ’’آپ کہہ دیں کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھاپن ہے، یہی لوگ ہیں جنہیں دُور کی جگہ سے آواز دی جاتی ہے‘‘ ایمان لانے والوں کے لیے قرآن ہدایت اور شفا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ﴾ ’’آپ کہہ دیں‘‘ اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجیے۔

(2)﴿هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾ ’’جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔‘‘

سیدنا قتادہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کتاب کو مومنوں کے لیے نور، برکت اور شفا بنایا ہے۔ (جامع البیان: 127/24)

(3) قرآن مجید گمراہی سے ہدایت اور جہالت کی بیماری کے لیے شفا ہے جس کا سبب شک، شرک، نفاق خود پسندی، ریا، حسد اور تکبر کے امراض ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 1388،1389)

(4) رب العزت نے فرمایا: اور ہم اس قرآن میں سے وہ تھوڑا تھوڑا نازل کر رہے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے

لیے خسارے کے سوا کچھ اور اضافہ نہیں کرتا۔(بنی اسرائیل:82)

(5)﴿وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى﴾ ''اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھاپن ہے'' یعنی کانوں میں بوجھ ہے وہ سن نہیں سکتے اور ان کے حق میں اندھاپن ہے جس کی وجہ سے وہ اسے سمجھ نہیں سکتے۔ قرآن ان کی گمراہی میں اضافہ کرتا ہے۔ جب وہ قرآن کو جھٹلاتے ہیں تو ان کے اندھےپن میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

(6)﴿اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾ ''یہی لوگ ہیں جنہیں دُور کی جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔'' اسی وجہ سے نہ وہ سنتے ہیں، نہ سمجھتے ہیں، نہ وہ اس کے نور سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قرآن مجید سے اعراض کی وجہ سے انہوں نے اس عظیم کتاب سے نفع اٹھانے کے سارے راستے بند کر دیے جیسا کہ فرمایا:﴿وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس ایک کتاب آ گئی جو اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے پھر جب وہ چیز ان کے پاس آ گئی جسے انھوں نے پہچان لیا تو انھوں نے اس کے ساتھ کفر کیا، کفر کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔'' (البقرہ:89)

(7) سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ایک مسلمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جس کا آخری وقت تھا اس نے یکا یک لبیک پکارا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے کوئی دیکھ رہا ہے یا کوئی پکار رہا ہے؟ اس نے کہا ہاں سمندر کے اس کنارے سے کوئی بلا رہا ہے تو آپ نے یہی جملہ پڑھا کہ ﴿اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ﴾(ابن کثیر:499)

آخری آیات

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ﴾

''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی جانب سے ایک بات پہلے ہی نہ ہو چکی ہوتی تو اُن کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اور یقیناً وہ لوگ اُس سے بے چین کرنے والے شک میں ہیں'' (45)

سوال 1:﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ﴾ ''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی جانب سے ایک بات پہلے ہی نہ ہو چکی ہوتی تو اُن کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اور یقیناً وہ لوگ اُس سے بے چین کرنے والے شک میں ہیں'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے بھی لوگوں نے کتاب کے بارے میں اختلاف کیا، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ﴾ ''اورہم نے موسیٰ کو کتاب دی'' رب العزت نے واضح فرمایا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بھی تورات عطا کی گئی جیسے آپ ﷺ کو قرآن عطا کیا گیا۔

(2)﴿فَاخْتُلِفَ فِيْهِ﴾ ''تو اس میں اختلاف کیا گیا'' لوگوں نے تورات کے بارے میں اختلاف کیا۔ ان میں سے زیادہ لوگوں نے تورات کو جھٹلایا اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو ایمان لائے۔ انہوں نے نفع مند علم سے فائدہ اٹھایا۔ تورات کو سمجھا اور اس پر عمل کیا۔

(3)﴿وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ﴾ ''اور اگر آپ کے رب کی جانب سے ایک بات پہلے ہی نہ ہو چکی ہوتی تو اُن کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا'' رب العزت نے اگر اپنے علم اور تقدیر کے فیصلے میں عذاب کو موخر نہ کیا ہوتا تو ایمان والوں اور کافروں میں فرق واضح ہو جاتا اور کافروں کو عذاب سے برباد کر دیا جاتا۔

(4) رب العزت سچے لوگوں کو نجات عطا فرماتے اور جھوٹے لوگوں کو ہلاک کر دیتے۔

(5) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی اختلافات کے حقیقی فیصلے کرے گا جیسا کہ فرمایا:﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾ ''یقیناً آپ کا رب ہی ان کے درمیان قیامت کے دن اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جن میں یہ اختلاف کرتے تھے۔'' (السجدہ:25)

(6)﴿وَإِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ﴾ ''اور یقیناً وہ لوگ اُس سے بے چین کرنے والے شک میں ہیں'' وہ قرآن کے بارے میں ایسے قلق میں ڈالنے والے شک میں مبتلا ہیں کہ انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾

''جس نے نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے اور جس نے برائی کی سو اسی پر ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے'' (46)

سوال:﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ ''جس نے نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے اور جس نے برائی کی سو اسی پر ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے'' انسان کی نیکی کا نفع اور بدی کا نقصان اسی کے لیے ہے، آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب:(1)﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ ''جس نے نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے'' رب العزت کی جانب سے بہت عظیم تسلی ہے۔ جس نے اپنی زندگی میں ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کیے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا تو دنیا اور آخرت میں

نیک عمل کا نفع اسی کے لیے ہے۔

(2)﴿وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا﴾ ''اور جس نے برائی کی سو اسی پر ہے'' جس نے برے اعمال کیے اس کا وبال اسی پر ہے۔ اس کا نقصان کسی اور کے لیے نہیں ہے۔ دنیا اور آخرت میں عذاب اسی کے لیے ہوگا۔

(3) نیکی کا نفع نیک اعمال کرنے والے کے لیے ہے اور بدی کا نقصان برے اعمال کرنے والے کے لیے ہے۔

(4)﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ ''اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے'' اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ بے قصور کو سزا دے۔ اگر رسولوں کے آنے کے بعد کوئی انہیں جھٹلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا حق دار قرار پاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اپنے آپ پر خود ہی ظلم کرتے ہیں۔'' (یونس:44)

(5) اس آیت کریمہ میں فعل خیر اور ترک شر کی ترغیب دی گئی ہے، نیز اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ اصحاب اعمال اپنے نیک اعمال سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور برے اعمال سے ان کو ضرر پہنچتا ہے، نیز یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (تفسیر سعدی:2429/3)

(6) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو اور اگر اس برائی کو وہ میرے خوف سے چھوڑ دے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھو اور اگر بندہ کوئی نیکی کرنا چاہے تو اس کیلئے ارادہ پر ہی ایک نیکی لکھو اور اگر وہ اس نیکی کو کرلے تو اس جیسی دس نیکیاں اس کے لیے لکھو۔ (بخاری:7501)

قرآن رمضان میں نازل کیا گیا

ربّ العزت کا ارشاد ہے

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا،

جو انسانوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت کی

اور حق و باطل کا فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں

(البقرہ:185)